پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کا علمی و ادبی جریدہ

تیغ و قلم

سالنامہ (جلد سوئم۔ شمارہ نمبر ۵ اور ۶)

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کا علمی و ادبی جریدہ

تیغ و قلم

سالنامہ (جلد سوئم۔ شمارہ نمبر ۵ اور ۶)

TAIGH O QALAM

ANNUAL PASSING OUT PARADE 23rd MARCH, 2022

(Sitting Right to Left)
Rizwan Ullah SI, Akhtar Ali ASI, Khanzada Khan ASI, Hassan Faqeer CDI, Baroz Khan CLI,
DR. Fasihuddin Ashraf, PSP (Commandant), Mr. Moazzam Jah Ansari, PSP (IGP, KP), Shah Jahan Khan Durrani (Dy: Commandant)
Arshad Hussain DSP Admin, Imtiaz Khan R.I, Liaqat Shah ACLI, Israr Khan LO, Asif Khan DSP, Zakria GC

(Standing Right to Left)
Sada Khan SI, Hidayat Ullah HC, Shakir Ullah HC, Hassan Javed HC, Mehmood Khan HC, Fida Muhammad HC
Asghar Khan HC, Irshad Khan HC, Rasool Muhammad HC, Basharat Ali ASI, Usman Ali HC, Gulbat Khan ASI

POLICE TRAINING COLLEGE HANGU, KHYBER PAKHTUNKHWA

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو، خیبر پختونخوا

ویب سائٹ : www.kpptchangu.gov.pk فیس بک : @policetrainingcollegehangu

ای میل : kpptchangu@gmail.com رابطہ : 0925 - 621 886 / 621 505

1935

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کا علمی و ادبی جریدہ

تیغ و قلم

سالنامہ (جلد سوئم۔ شمارہ نمبر ۵ اور ۶)

جملہ حقوق بحق پی ٹی سی محفوظ ہیں

"تیغ وقلم" سالنامہ (جلد سوئم۔ شمارہ نمبر ۵ اور ۶)

چیف ایڈیٹر	سہیل جہانداد نقیبی
کمپوزنگ وڈیزائننگ	سہیل جہانداد نقیبی
طبع	پانچ ہزار (5000)
معاونین	ارشد حسین ڈی ایس پی ایڈمن، ڈی ایس پی باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر، انسپکٹر امتیاز خان ریزروانسپکٹر، اسرار خان لائن آفیسر، رضوان اللہ ریڈرٹو کمانڈنٹ
زیرنگرانی	جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو
سرپرست اعلیٰ	جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف پی ایس پی کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو بانی پاکستان سوسائٹی آف کریمنالوجی
تاریخ اشاعت ومقام	31 دسمبر 2022ء پولیس ٹریننگ کالج ھنگو

قارئین کرام!

اس علمی وادبی جریدے میں دیئے گئے تمام کالم، مضامین نیک نیتی سے اور آپ کی ذاتی دلچسپی کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ جس میں حتیٰ الوسع الفاظ اور جملوں کا استعمال اپنے علم ودانست کے مطابق درست رکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود کسی قسم کی غلطی ہونے کی صورت میں مصنف، ایڈیٹرز یا کالج ہذا کی کوئی بدنیتی شامل نہیں ہوگی۔ مضامین اور تحریریں مصنفین کی ذاتی رائے شمار ہوں گی اور کالج ہذا ان کے خیالات واظہار کے لیے ذمہ دار نہ ہوگا۔

نوٹ: چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر گزشتہ دو شماروں کو ایک جلد میں شائع کیا جارہا ہے۔ اس لیے اس شمارے کو سالانہ شمارہ تصور فرمائیں (شکریہ)

سہیل جہانداد نقیبی
چیف ایڈیٹر تیغ وقلم پولیس ٹریننگ کالج ھنگو

انتساب

خیبر پختونخوا کے مایہ ناز اور عبقری افسر

شہید **محمد یوسف اورکزئی** غُفِرَ لَہٗ کے نام

جنہوں نے بطور انسپکٹر جنرل آف پولیس شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا)

اور کئی اداروں کے سربراہ کے طور پر بے مثال کارنامے سرانجام دیئے۔

آپ نے کئی اداروں کی بنیاد رکھی اور پاکستان پولیس کے اوّلین معماروں میں نمایاں مقام کے مالک ہیں۔

آپ 31 دسمبر 1922ء کو پیدا ہوئے اور 11 اکتوبر 1999ء کو جام شہادت نوش فرمایا۔

دُعا ہے کہ قدرتِ کاملہ ان کی شہادت قبول اور اُن کے درجات بلند فرمائے (آمین)

empty

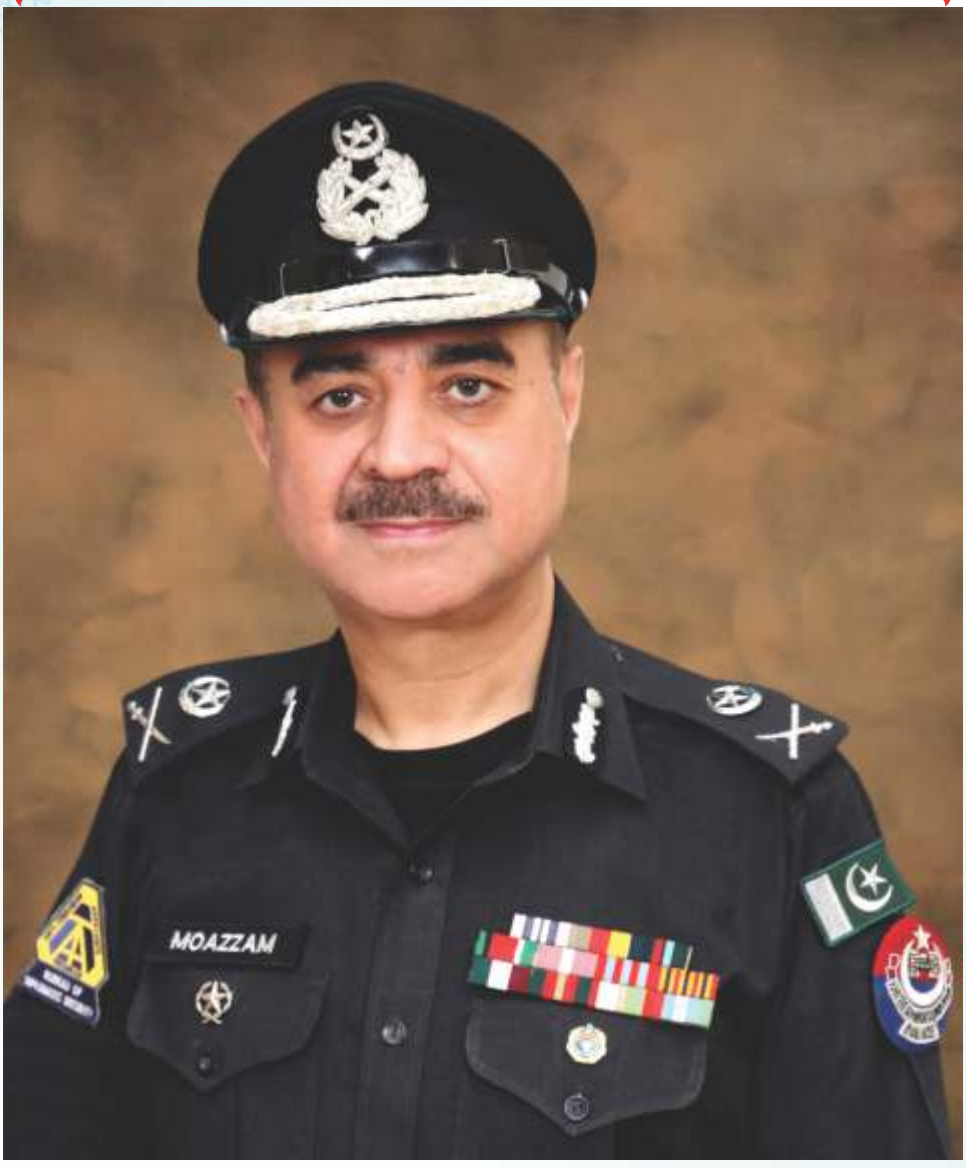

محترم جناب معظم جاہ انصاری

آئی جی پولیس صوبہ خیبر پختونخوا

محترم جناب معظم جاہ انصاری

انسپکٹر جنرل آف پولیس صوبہ خیبر پختونخوا کا **پیغام**

یادش بخیر۔ جب میں یومِ آزادیٔ پاکستان 23 مارچ 2022ء کو پولیس ٹریننگ کالج ھنگو سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے لیے آیا تو میرے دل میں پھر سے ولولۂ تازہ نے جنم لیا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں اپنی ملازمت کے آخری سالوں کی بجائے پھر سے اپنے آپ کو نوجوانوں کی صف میں دیکھ رہا ہوں۔ گراؤنڈ میں کھڑے، صف در صف، چاق و چوبند اور جوش و جذبے سے معمور نوجوانوں کو دیکھ کر مجھے مولانا الطاف حسین حالؔی کی یہ نصیحت یاد آئی کہ ''کچھ کر لو نوجوانو! اُٹھتی جوانیاں ہیں'' حالؔی نے یہ بات سرسید احمد خان کے تعلیمی مشن کے بارے میں کہی تھی کہ قوم کے نوجوان اُٹھ کر سائنس و ٹیکنالوجی اور جدید علوم کے حصول کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ میں نے یہ بات پولیس کے جوانوں سے اس لیے کہی تھی کہ وہ اپنے مشن اور نصب العین کو سمجھیں، عوام کے لیے پُرامن ماحول بنائیں۔ ملک کی امن و سلامتی کے لیے تن من دھن کی بازی لگائیں، جرائم سے نفرت کریں۔ امن سے پیار کریں، مجرموں کو قانون کے کٹہرے میں لائیں اور مظلوموں کی آواز بنیں۔ یہی آئین، قانون، محکمۂ پولیس، حکومت اور عوام کا پولیس سے مطالبہ ہے اور یہ ایک جائز، اخلاقی اور قانونی مطالبہ ہے۔ پولیس کے محکمے پر حکومت اور عوام کے ٹیکسوں سے بھاری بھرکم اخراجات کا یہی ایک مقصد ہے اور ہمیں اپنے اس آدرش کو بھولنا نہیں چاہیے۔ اس پر ہم سے ملکی قانون کے تحت باز پرس ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عدالت اور اپنے ضمیر کی عدالت میں اس کے لیے ہم سب کو جواب دینا ہوگا۔ پاسنگ آؤٹ تقریب میں جب کمانڈنٹ پی ٹی سی ڈاکٹر فصیح الدین اشرفؔ تمام پاس آؤٹ ہونے والے جوانان و افسران سے تجدید عہد کا حلف لے رہا تھا تو میرا دل کانپ جاتا تھا کہ اتنے بڑے عہد و پیمان کے بعد بھی اگر ہم اپنے مقصد سے دیانتداری اور وفاداری کا برتاؤ نہ کریں تو ہمارے قول و قرار کا کس کو یقین آئے گا؟ میں نے اپنی تقریر میں اس کا خصوصی ذکر کیا کہ آج جو تجدید وفا کا حلف آپ لوگوں نے اُٹھایا ہے اس کی نزاکت اور ذمہ داریوں کو سمجھیں۔

پولیس کی تعلیم وتربیت ایک اہم شعبہ ہے اور مجھے افسوس ہے کہ بہت کم افسران اس شعبے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ شعبہ جہاں پر بھرپور کمٹمنٹ، دیانتداری، خلوص اور قربانی چاہتا ہے وہاں ایک طویل اور صبر آزما کام بھی ہے ۔انسانی نفسیات اور سماجیات کے گہرے مطالعے، تجربے اور سال ہا سال کے غور وفکر کے بغیر ایک اُستاد اپنے پیشے سے انصاف نہیں کر سکتا۔ مختلف قانونی اور اخلاقی و سماجی علوم اور آئے دن نت نئے قوانین وقواعد اور نت نئی ایجادات وانکشافات سے آگاہی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اساتذہ کو پہلے اپنے علم میں اضافہ کرنا ہوتا ہے اور بعد میں اپنے شاگردوں کو علوم وفنون کی پھیلتی ہوئی شاخوں اور نئے نئے نظریات وافکار سے آگاہ کرنا پڑتا ہے۔ پولیس کے شعبۂ تعلیم وتربیت کے لیے جتنے وسائل کی ضرورت ہے وہ فی الحال ہمیں مُیسّر نہیں ہیں۔ مجھے احساس ہے کہ اس شعبے سے وابستہ افسران کو کوئی خصوصی مراعات بھی نہیں مل رہی ہیں۔ اس کے باوجود مجھے فخر ہے کہ پی ٹی سی ھنگو کے اساتذہ کرام اور بالخصوص کمانڈنٹ ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کی برسوں کی محنت اور ذاتی قابلیت نے اس شعبے کا نام روشن رکھا ہے۔ میں ذاتی طور پر پی ٹی سی اساتذہ اور اس کی انتظامیہ کی تہہ دل سے قدر کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ یہ کالج آئندہ برسوں میں ایک یونیورسٹی کا درجہ حاصل کرے۔ (آمین)

empty

پیش لفظ

قوموں کی ترقی اور اُستواری
پولیس تعلیم و تربیت کے تناظر میں

دنیا میں کوئی بھی کام جب تک دل جمعی، اطمینانِ قلب، خلوص نیت، لگن اور بالخصوص اُستواری (Commitment) کے ساتھ نہ کیا جائے تب تک وہ کام بارآور ثابت نہیں ہوتا۔ ایک حدیث پاک میں بھی اس کام کی تعریف کی گئی ہے جسے مستقل مزاجی اور اُستوری کے ساتھ کیا جائے۔ وسائل کی کمی اور راستے کی مشکلات سے کوئی کام خالی نہیں ہوتا۔ اپنے مقصد و عزائم تک پہنچنے کے لیے راستے میں کہکشاں نہیں بلکہ کانٹے اور مصائب ہی ہوتے ہیں۔ جو قومیں راستے کی تکالیف و شدائد کو گلے کا ہار نہیں بناتیں بلکہ ہر موڑ پر خندہ پیشانی سے ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتی ہیں وہ قومیں بلاشک و شبہ کامیابی حاصل کرتی اور اپنے آدرش کو پالیتی ہیں۔ ایسی قربانیاں وقتی (Temporary) اور جزوی (Piecemeal) نہیں ہوتیں بلکہ یہ ایک تسلسل (Continuity) اور اُستواری (Commitment) چاہتی ہیں۔ ہمارے ہاں پولیس میں بڑے جغادری، تجربہ کار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور روشن خیال افسران موجود ہیں۔ ان کی تمام تر ذاتی (Personal) اور ادارہ جاتی (Institutional) خوبیوں کے باوجود ہمارے محکمے میں بوجوہ ان کی صلاحیتوں کا کوئی اظہار ٹھوس عملی شکل میں نظر نہیں آتا۔ دیگر وجوہات یا راستے کی مشکالات کی طویل تفصیل سے قطع نظر، ایک وجہ یہ ہے کہ ان افسران کو ایک مقام پر جم کر کام کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ کچھ تو افسران خود بھی اعلیٰ اور پرکشش (Coveted) مواقع (پوسٹنگ) کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور کچھ کو محکمانہ یا سیاسی نااہلی یا بے اعتنائی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اس وجہ کی پھر جو بھی وجوہات (Cause of the Causes) ہوں وہ ایک الگ مبحث ہے مگر ایک خاص ادارے، خاص شعبے (یونٹ)

میں کئی سال تک اعتماد، خلوص، شوق اور نیک نیتی سے کام کرنے کے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ ایک چند ماہ کی ٹامک ٹوئیاں مارنے یا محض انگلی کٹا کے شہیدوں میں نام کرنے سے برآمد نہیں ہوتے۔ چھ ماہ تک ایک ضلع کیا اور چھ ماہ تک دوسرا ضلع کیا یا ایک آدھ سال ایک رینج میں کام کیا اور ایک آدھ سال کسی اور شعبے میں خوشی خوشی وقت گزارا۔ یہ محض تفریح تو ہوسکتی ہے، تفنّنِ طبع کے لیے یا آؤٹنگ نما تعیناتی تو ہوسکتی ہے تاہم اس سے وہ تجربہ اور علم حاصل نہیں ہوسکتا جس سے ایک ادارے میں جوہری اور بنیادی تبدیلی آئے اور وہاں کے بنیادی ڈھانچے میں نمایاں اور مثبت فرق نظر آئے۔

پولیس کی تعلیم و تربیت کا شعبہ بھی ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے گزشتہ تین بار تعیناتی کے دوران میں جو کام میرے اولین دور (17-2016ء) سے شروع ہوئے پھر بے وقت پوسٹنگ ٹرانسفر سے وہ کام ادھورے رہ گئے، وہ اکثر دوسری اور اب تیسری تعیناتی میں مکمل ہوگئے اور اب یہاں جتنی اصلاحات تعلیمی سطح پر ہوئیں ہیں یا انفراسٹرکچر میں جو خوبصورت تبدیلی آئی ہے تو یہ اس اُستواری (Commitment) کا نتیجہ ہے جس کا میں اور میرے پُرعزم پی ٹی سی اساتذہ اور مخلص انتظامیہ نے ان ٹکڑے ٹکڑے تین سالوں میں مظاہرہ کیا۔ ہم نے وسائل کی کمی، محکمانہ مشکلات، سرخ فیتے کی رکاوٹیں اور وقت کی کمی کو اپنے خلوص اور دیانت داری سے پورا کیا۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اگر اُستواری، نیک نیتی، ایمانداری اور دیانتداری جیسے انمول وسائل موجود ہوں تو پھر راستے کی مشکلات کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ خلوصِ دل، قربانی اور صفائی معاملات اہم وسائل ہیں۔ جہاں کاہلی، بدعنوانی اور بدنیتی ہوگی وہاں قوموں کی ترقی نہیں زوال ہی ہوسکتا ہے۔ دُعا ہے کہ یہ ادارہ اِسی طرح پھلے پھولے اور یہاں کا صاف ستھرا، پاکیزہ، نظم وضبط اور اعلیٰ معیار کا ماحول اِسی طرح تا قیامت قائم رہے۔

(آمین) پاکستان پائندہ باد۔ پختونخوا پولیس زندہ باد۔

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف (پی ایس پی)
کمانڈنٹ، پولیس ٹریننگ کالج ھنگو
مورخہ 20 دسمبر 2022 بمطابق ۲۶ جمادی الاوّل ۱۴۴۴ھ

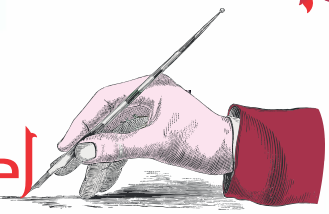

اداریہ

پولیس ٹریننگ کالج کوہاٹ روڈ ضلع ہنگو میں واقع ہے۔ یہ کالج قدیمی و تاریخی حیثیت کی وجہ سے پورے ایشیاء میں جانا جاتا ہے۔ اس درسگاہ میں برسوں سے خیبر پختونخوا پولیس اور ملک بھر کے پولیس افسران و دیگر سیکورٹی فورسسز کے جوانان وافسران تربیت حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کالج ہذا زیر تربیت افسران و جوانان کو جسمانی و قانونی تربیت سے مستفید تو کرتا رہتا ہے مگر انسٹرکٹر صاحبان و جوانان کی علمی اور تحریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور کالج ہذا کی تاریخ کو بطور دائمی ریکارڈ محفوظ رکھنے کے لیے جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف پی ایس پی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ہنگو کی راہنمائی میں سال 2017ء میں ایک رسالہ ''تیغ وقلم'' چھاپنے کی روایت رکھی گئی اور چار ضرب شمارہ جات کی ششماہی بنیادوں پر ہزاروں کی تعداد میں اشاعت کی گئی۔ مگر اس بار سپیشل ڈیوٹیوں (محرم، پولیو، الیکشن وغیرہ) کی وجہ سے کالج کے اندر کچھ خاص تربیتی و غیر نصابی سرگرمیاں نہ ہوسکیں جس کی وجہ سے شمارے کو ششماہی سے سالانہ شمارے کے طور پر شائع کیا جارہا ہے۔ کالج ہذا کے اساتذہ کرام کے علاوہ اضلاع سے کچھ سینئر افسران نے بھی اپنے خیالات وتجربات قلمبند کیے ہیں۔ مگر اس بات کا اظہار افسوس بھی کیا جاتا ہے کہ باوجود ہماری درخواست اور اطلاع کے پولیس رپورٹنگ یا اضلاع سے سینئر افسران یا ماتحتان کی تخلیقی تحریریں ہمیں موصول نہ ہوسکیں۔ 'تیغ وقلم' کی اشاعت ایک کٹھن مرحلہ تھی جس کی بڑی وجہ محکمہ پولیس کے جوانوں میں ادبی ذوق اور لاشعوری ہے مگر بہ فضل خدا 'تیغ وقلم' کو قارئین میں کافی پذیرائی حاصل ہوئی اور سابقہ چار شمارے یکے بعد دیگرے شائع کیے گئے اور کچھ شائقین کے پیغامات بھی موصول ہوئے کہ پولیس افسران کی طرف سے جاری اس علمی، ادبی کاوش کے بے صبری سے منتظر ہیں۔ سابقہ شمارے کو ڈاکٹر سید کلیم امام صاحب سابق آئی جی پی، فیڈرل سیکریٹری اور کیپٹن ریٹائرڈ سکندر قیوم صاحب چیئرمین خیبر پختونخوا پبلک سروس کمیشن نے اپنے تہنیتی پیغامات کے خطوط کے ذریعے سراہا اور مستقبل میں

بھی اسے اسی طرح جاری وساری رکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

شمارے میں شائقین کی دلچسپی کے لیے علمی، ادبی، تکنیکی مواد کے ساتھ ساتھ کالج کے اندر تربیتی سرگرمیوں اور تصویری جھلکیوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ اسی طرح اپنی روش برقرار رکھتے ہوئے کے پی پولیس کے جوانوں و افسران کی علمی، ادبی اور تنقیدی کاوشوں کو آپ قارئین کی نذر کرتا رہے گا جس سے محکمہ پولیس کی علمی ادبی صلاحیتوں کو نئی جِلا ملے گی وہیں فہم وفراست میں بھی اضافہ ہوگا۔

من چیف ایڈیٹر و متعلقہ سٹاف نے اپنے تئیں حتیٰ الوسع کوشش کی ہے کہ رسالے کی اشاعت میں محاورات اور الفاظ کی کمی بیشی یا تکنیکی غلطی کی گنجائش باقی نہ رہے مگر انسان خطا کا پُتلا ہے۔ اس رسالے میں بہتری کی بہت سی وسعت ابھی باقی ہے جس کے لیے قارئین کے مشوروں اور تجاویز کا انتظار رہے گا۔ شمارے کی اشاعت میں کالج انتظامیہ لمحہ بہ لمحہ ایڈیٹوریل بورڈ کو اپنے تجربات و راہنمائی سے مستفید کرتی رہی ہے۔ اُمید ہے کہ اس علمی ادبی جریدے کو پختونخوا پولیس کی مشترکہ صدا جان کر سدا بلند اور منضبط رکھنے کے لیے آپ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔

آپ معزز قارئین! اگر دوران مطالعہ کسی غلطی کو نوٹ کریں تو برائے کرم نشاندھی کر کے ادارے کو ضرور بھجوائیں آپ کی یہ کاوش ہمارے لیے باعث افتخار ہو گی۔ جس کے لیے بذریعہ ای میل kpptchangu@gmail.com یا بذریعہ ڈاک اپنی قیمتی آراء سے ضرور آگاہ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ قارئین اگلے شمارے میں اپنی کوئی تحریر شائع کروانا چاہیں تو ہمیں سافٹ کاپی میں بذریعہ ای میل بالا پتے پر بھجوا سکتے ہیں۔ یہ رسالہ آئندہ ششماہی بنیادوں پر شائع کیا جائے گا۔ سابقہ شمارے ہمارے کالج کی ویب سائٹ kpptchangu.gov.pk پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

سہیل جہانداد نقیبی
ایڈیٹر انچیف۔ پولیس ٹریننگ کالج، ھنگو، خیبر پختونخوا

فہرست مضامین

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
1	شاہراہ قراقُرم	1
2	سرسیّد احمد خان اور اعترافِ عظمت	5
3	جن چیزوں سے خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی	12
4	ایک بڑے انسان کی موت	16
5	ورائٹی شو پروگرام	20
6	پولیس ٹریننگ کالج ھنگو ترقیاتی منصوبے سال 2022ء	25
7	پنشن یافتہ افراد کے مسائل	32
8	”چہارسو“ تھیلے میں کشمیر	36
9	حضرت محمد ﷺ کا نظام تعلیم و تربیت	42
10	سکھانے پڑھانے کا طریقہ اور اساتذہ کے فرائض	49
11	مین گیٹ کا سنگ بنیاد	56
12	آئی جی پولیس کا دورہ پی ٹی سی اور ورائٹی شو کی تقریب	60
13	قدیم تربیتی ادارے کی ”ڈسپنسری“	70
14	ایک پیغام ۔۔۔۔۔ پولیس کے نام	81
15	پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تقریب	88
16	نظم (اب جاگتے جاگتے رہنا ہے)	97
17	مسلمانوں کا خدا کیا موجود ہے۔ اگر ہے تو مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں کرتا؟	99
18	نئے آمدہ ٹرینیز کے ساتھ دربار	102
19	شینا زبان کا مختصر تعارف	106

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
20	مکہ / سعودی عرب کے بارے میں حیران کن معلومات	118
21	بچھو کے بچے	123
22	قدرتی آفت اور ہم قوم - ڈیرہ پولیس بے نظیر	125
23	کسٹم انسپکٹرز انوسٹی گیشن کورس کے ساتھ دربار	131
24	کریمنل جسٹس سسٹم یا فوجداری نظامِ انصاف	135
25	پولیس ٹریننگ کالج ھنگو لائبریری کا ایک جائزہ	143
26	دیر لوئر کی مہمان نوازی	155
27	یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے پی ٹی سی ھنگو میں تقریب (3-4 اگست 2022ء)	157
28	پی ٹی سی ھنگو میں امتحانات اور نتائج	164
29	افسانہ : بڑے پیر صاحب	168
30	یومِ شہدائے پولیس۔اہمیت وتعارف ۔۔۔کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی تقریر کا متن	170
31	وقت گزر گیا	175
32	14 اگست 2022ء جشن آزادی کی تقریب	179
33	مٹی کی محبت سے انتخاب۔۔۔پولیس آفیسر کی آپ بیتی	185
34	اَپر، اِنٹرمیڈیٹ اور لوئر کورسز کے ساتھ دربار	191
35	بنُو اُمیہ کا سب سے حسین بادشاہ سلمان بن عبدالملک	195
36	نئے آمدہ پروبیشنر ASI کے ساتھ دربار	199
37	انسانی حقوق کیا ہیں؟	204
38	پی ٹی سی ھنگو میں یوم ولادت باسعادت حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی خصوصی تقریب	214
39	پولیس عوام کی خادم ہے یا حاکم؟	220

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
40	فاطمید فاؤنڈیشن کا پی ٹی سی ھنگو میں عطیہ خون کیمپ	231
41	میس نائٹ، گیسٹ نائٹ کی شاندار تقریب	236
42	PASI کے ساتھ دربار اور تحقیقی مقالات کے عنوانات	243
43	یومِ قائد-25 دسمبر 2022ء- ''قائد کی سیاسی بصیرت اور انسانی حقوق''	259
	د پښتو برخه	
44	فصیح الدین دی خدائے لری	269
45	اُتمان خیل	270
	ENGLISH SECTION	
1	The Life of my Father at a Glance:	1
2	System of Police in Pakistan: An Introduction	9
3	Standing Order No. 19 (ماضی کے جھروکوں سے)	13
4	The Plight of Prosecution	14
5	Then a Trainee, Now a Staff Member	19
6	The Great Muslin Teacher and Scholar	23
7	One as Beautiful as You	26

empty

شاہراہ قراقرم

تحریر: سہیل جہانداد نقیبی

شاہراہ قراقرم کی تعمیر کا آغاز 1966 میں ہوا اور تکمیل 1978 میں ہوئی۔ شاہراہ قراقرم کی کل لمبائی 1,300 کلومیٹر ہے جس کا 887 کلومیٹر حصہ پاکستان میں ہے اور 413 کلومیٹر چین میں ہے۔ یہ شاہراہ پاکستان میں حسن ابدال سے شروع ہوتی ہے اور ہری پور ہزارہ ، ایبٹ آباد ، مانسہرہ ، بشام ، داسو ، چلاس ، جگلوٹ ، گلگت ، ہنزہ نگر ، سست اور خنجراب پاس سے ہوتی ہوئی چائنہ میں کاشغر کے مقام تک جاتی ہے۔

اس سڑک کی تعمیر نے دنیا کو حیران کر دیا کیونکہ ایک عرصے تک دنیا کی بڑی بڑی کمپنیاں یہ کام کرنے سے عاجز رہیں۔ ایک یورپ کی مشہور کمپنی نے تو فضائی سروے کے بعد اس کی تعمیر کو ناممکن قرار دے دیا تھا۔ موسموں کی شدت ، شدید برف باری اور لینڈ سلائڈ نگ جیسے خطرات کے باوجود اس سڑک کا بنایا جانا بہر حال ایک عجوبہ ہے جسے پاکستان اور چین نے مل کر ممکن بنایا۔ ایک سروے کے مطابق اس کی تعمیر میں 810 پاکستانی اور 82 چینی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ رپورٹ کے مطابق شاہراہ قراقرم کے سخت اور پتھریلے سینے کو چیرنے کے لیے 8 ہزار ٹن ڈائنامائیٹ استعمال کیا گیا اور اسکی تکمیل تک 30 ملین کیوسک میٹر سنگلاخ پہاڑوں کو کاٹا گیا۔ یہ شاہراہ کیا ہے؟ بس عجوبہ ہی عجوبہ! کہیں دلکش تو کہیں پُراسرار، کہیں پُرسکون تو کہیں بل کھاتی شور مچاتی ، کہیں سوال کرتی تو کہیں جواب دیتی۔

اسی سڑک کے کنارے صدیوں سے بسنے والے لوگوں کی کہانیاں سننے کا تجسس تو کبھی سڑک کے ساتھ ساتھ پتھروں پر سر پٹختے دریائے سندھ کی تاریخ جاننے کا تجسس!! شاہراہ قراقرم کا نقطہ آغاز ضلع ہزارہ میں ہے جہاں کے ہرے بھرے نظارے اور بارونق وادیاں "تھاکوٹ" تک آپ کا ساتھ دیتی ہیں۔ تھاکوٹ سے دریائے سندھ بل

کھاتا ہوا شاہراہ قراقرم کے ساتھ ساتھ جگلوٹ تک چلتا ہے پھر سکردو کی طرف مُڑ جاتا ہے۔تھاکوٹ کے بعد کوہستان کا علاقہ شروع ہوجاتا ہے جہاں جگہ جگہ دور بلندیوں سے اترتی پانی کی ندیاں سفر کو یادگار اور دلچسپ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔کوہستان کے بعد چلاس کا علاقہ شروع ہوتا ہے جو کہ سنگلاخ پہاڑوں پر مشتمل علاقہ ہے۔ چلاس ضلع دیامیر کا ایک اہم علاقہ ہے اسکو گلگت بلتستان کا دروازہ بھی کہا جاتا ہے۔ناران سے بذریعہ بابوسر ٹاپ بھی چلاس تک پہنچا جاسکتا ہے۔ چلاس کے بعد شاہراہ قراقرم نانگا پربت کے گرد گھومنے لگ جاتی ہے اور پھر رائے کوٹ کا پُل آجاتا ہے یہ وہی مقام ہے جہاں سے فیری میڈوز اور نانگا پربت بیس کیمپ جانے کے لیے جیپیں کرائے پر ملتی ہیں۔ رائے کوٹ کے بعد نانگا پربت , دریائے سندھ اور شاہراہ قراقرم کا ایک ایسا حسین امتزاج بنتا ہے کہ جو سیاحوں کو کچھ وقت کے لیے خاموش ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔اس کے بعد گلگت ڈویژن کا آغاز ہوجاتا ہے جس کے بعد پہلا اہم مقام جگلوٹ آتا ہے جگلوٹ سے استور , دیوسائی اور سکردو بلتستان کا راستہ جاتا ہے۔جگلوٹ کے نمایاں ہونے میں ایک اور بات بھی ہے کہ یہاں پر دنیا کے تین عظیم ترین پہاڑی سلسلے کوہ ہمالیہ , کوہ ہندوکش اور قراقرم اکھٹے ہوتے ہیں اور دنیا میں ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں تین بڑے سلسلے اکھٹے ہوتے ہوں۔جگلوٹ کے بعد شمالی علاقہ جات کے صدر مقام گلگت شہر کا آغاز ہوتا ہے جو تجارتی , سیاسی اور معاشرتی خصوصیات کے باعث نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔نلتر , اشکومن , غذر اور شیندور وغیرہ بذریعہ جیپ یہیں سے جایا جاتا ہے۔

گلگت سے آگے نگر کا علاقہ شروع ہوتا ہے جس کی پہچان راکاپوشی چوٹی ہے۔آپ کو اس خوبصورت اور دیوہیکل چوٹی کا نظارہ شاہراہ قراقرم پر جگہ جگہ دیکھنے کو ملے گا۔نگر اور ہنزہ شاہراہ قراقرم کے دونوں اطراف میں آباد ہیں۔ یہاں پر آکر شاہراہ قراقرم کا حُسن اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے میرا نہیں خیال کہ شاہراہ کے اس مقام پر پہنچ کر کوئی سیاح حیرت سے انگشت بدنداں نہ ہوتا ہو۔"پاسو کونز" اس بات کی بہترین مثال ہیں۔ہنزہ اور نگر کا علاقہ نہایت خوبصورتی کا حامل ہے۔ بلند چوٹیاں , گلیشیئرز , آبشاریں اور دریا اس علاقے کا خاصہ ہیں۔اس علاقے کے راکاپوشی , التر , تورہ , نیانگ کش , دستگیل سر اور پسو نمایاں پہاڑ ہیں۔ عطا آباد کے نام سے 21

کلومیٹر لمبائی رکھنے والی ایک مصنوعی لیکن انتہائی دلکش جھیل بھی ہے جو کہ پہاڑ کے گرنے سے وجود میں آئی۔سست کے بعد شاہراہ قراقرم کا پاکستان میں آخری مقام خنجراب پاس آتا ہے۔سست سے خنجراب تک کا علاقہ بے آباد, دشوار پہاڑوں اور مسلسل چڑھائی پر مشتمل ہے۔خنجراب پاس پر شاہراہ قراقرم کی اونچائی4,693 میٹر ہے اسی بنا پر اس کو دنیا کے بلند ترین شاہراہ کہا جاتا ہے۔خنجراب میں دنیا کے منفرد جانور پائے جاتے ہیں جس میں مارکوپولو بھیڑیں ,برفانی چیتے ,مارموٹ ,ریچھ ,یاک ,مارخوراورنیل گائے وغیرہ شامل ہیں۔اسی بنا پر خنجراب کو نیشنل پارک کا درجہ مل گیا ہے۔اس سڑک پر آپ کو سرسبز پہاڑوں کے ساتھ ساتھ پتھریلے وبنجر پہاڑی سلسلے اور دیوقامت برفانی چوٹیوں ,دریاؤں کی بہتات , آبشاریں ,چراگاہیں اور گلیشیئر سمیت ہر طرح کے جغرافیائی نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں جو نا صرف آپ کا سفر خوبصورت بناتے ہیں بلکہ آپ کے دل ودماغ پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔شاہراہِ قراقرم محض ایک سڑک نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔

مورخہ 12 جنوری 2022ء کو فائنل کرکٹ میچ کی تصویری جھلکیاں

سرسیّد احمد خان اور اعترافِ عظمت

تحریر: ڈاکٹر فصیح الدین اشرفؔ (پی ایس پی)
کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج، ھنگو

میری کوشش ہوتی ہے کہ جب علمائے کرام اور صاحبِ قلم شخصیات سے ملوں تو ان کی محفل کا ذکر اور گفتگو کا خلاصہ اپنی ڈائری میں لکھوں۔ یہ 11 جون 2005ء کی تاریخ اور ہفتے کا دن تھا۔ میں اپنے مہربان دوست جناب علی محمد بابا اور ان کے بیٹے جناب خالد احمد کے ہمراہ محترم حضرت محبّ عارفی کے ہاں چلا گیا۔ اُن سے ملاقات پہلے سے طے تھی۔ جناب خالد احمد خود بھی شاعر ہیں اور حضرت عارفی سے اصلاح لیتے تھے۔ میری اس سے قبل حضرت عارفی سے فون پر ایک دو بار تفصیلی بات ہوئی تھی۔ اُس روز ان کے ہاں ایک اور صاحب سیف الرحمان سیفؔی اور ایک خاتون صحافی اور شاعرہ ندؔا علی بھی موجود تھیں۔ اس محفل میں خالد احمد، سیفی اور ندا علی نے اپنا اپنا کلام سنایا، اور حضرت عارفی آلۂ سماعت کی مدد سے سُن کر مناسب داد دیتے رہے۔ حضرت عارفی نے اس موقع پر اپنی ایک نظم ''نصف صدی تک'' سنائی اور اس کے بارے میں بتایا بھی کہ یہ نظم انہوں نے اپنی بیگم کی یاد میں لکھی تھی۔ حضرت محبّ عارفی نے میرے بعض سوالات کے جوابات بھی دیئے اور اپنے خاندان اور ابتدائی حالات کے بارے میں بھی بہت کچھ بتایا۔ دورانِ گفتگو انہوں نے اپنے نانا کے ایک بڑے بھائی کا قصہ سنایا جسے سن کر حضرت سرسیّد احمد خان کی عظمت و رفعت اور پاکیزہ سیرت و کردار کا ایک اثر میرے دل و دماغ پر نقش ہو گیا۔ میں نے یہ واقعہ اپنی ڈائری (مورخہ 11 جون 2005ء) میں جس طرح لکھا ہے اُسی طرح یہاں پر نقل کیے دیتا ہوں:

[(حضرت محبّ عارفی) نے فرمایا، ''میرے ننھیال بھی بڑے سخت گیر قسم کے مذہبی لوگ تھے۔ میرے نانا کے بڑے بھائی (جن کا نام اُن کو یاد نہ تھا) شاعر بھی تھے اور ذاکرؔ تخلص رکھتے تھے۔ بڑے مرنجاں مرنج مگر کٹر مذہبی

اور حاضر جواب قسم کے انسان تھے۔ ایک بار جبکہ سرسیّد احمد خان بنارس آئے تھے، اُن کے ساتھ ایک لطیفہ ہوا۔ سر سیّد احمد خان ایک سرکاری ملازمت کے لیے آسامی پُر کرنا چاہ رہے تھے۔ اشتہار کروایا گیا کہ فلاں منشی کی آسامی کے لیے خواہشمند حضرات آجائیں۔ اس وقت فارسی میں امتحان لیا جاتا تھا۔ سرسیّد احمد خان نے امیدواران سے کہا کہ آپ فارسی میں فلاں موضوع پر مضمون لکھیں۔ اِن دنوں سرسیّد کی 'تفسیر احمدیہ' پر پورے ہندوستان میں لے دے شروع تھی اور ہمارا خاندان بھی اُن کے مذہبی نظریات پر سخت خفہ تھا۔ کیونکہ یہ پُرانی وضع اور پُرانے خیالات کے لوگ تھے اور سرسیّد نئی روشنی کو لے کر آئے تھے۔ ہمارے اس بڑے نانا نے مضمون لکھنے کی بجائے ایک شعر لکھا۔ شعر کیا تھا سرسیّد مرحوم کی ڈاڑھی کا بیان تھا۔ دراصل سرسیّد مرحوم کے گلے میں کوئی سوجھن تھی (بیماری نہ تھی بلکہ قدرتی سوجھن تھی) جس پر یہ گھنی ڈاڑھی رکھنا ان کی مجبوری بھی تھی۔ میرے نانا نے جو شعر لکھا تھا وہ مجھے البتہ یاد ہے ، فارسی کا شعر تھا:

ریش بائید دوسہ انگشت زنخداں پوشے
نہ کہ در سایۂ اُو بچہ دَہد خرگوشے

اب سرسیّد نے ان کو بلوالیا کہ میں نے مضمون لکھنے کو کہا تھا مگر آپ نے تو مجھ پر چوٹ کی ہے۔ کہا میں سرکاری ملازمت کرنے نہیں آیا تھا میں تو یہ دیکھنے آیا تھا کہ جس شخص نے 'تفسیر احمدیہ' لکھی ہے، اس کی شکل کیسی ہے؟ گو کہ سرسیّد نے ان کو Recommend کیا مگر انہوں نے انکار کیا کہ ہمارے خاندان میں ملازمت نہیں کی جاتی۔ ہم صرف علمی لوگ ہیں''۔]

[ماخوذ از ڈائری غیر مطبوعہ مورخہ 11 جون 2005ء]

حضرت سرسیّد احمد خان کو جدید اُردو ادب کا بانی کہا جاتا ہے اور انیسوی صدی کے عظیم مصلح و مجدّد کے طور پر ان کا ذکر ہوتا ہے۔ اُردو زبان و ادب کے لیے ان کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت سرسیّد نے شکست

خوردہ مسلمانوں کے لیے جس راہِ نجات کو تجویز کیا تھا، بوجوہ ایک طبقۂ فکر کو ان سے اختلاف رہا۔ میں اپنی پولیس ملازمت کی ابتدائی تربیت کے دوران میں اپنے سلسلۂ امدادیہ چشتیہ کے مکتب تھانہ بھون کی کتابیں بڑے ذوق و شوق سے پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پہلی بیعت حضرت مولانا محمد اشرف سُلیمانیؒ سے کی تھی جو حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کے شاگرد اور خلیفۂ مجاز تھے۔ حضرت علاّمہ ندویؒ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت تھے۔ 1998ء میں میں نے ''ملفوظاتِ حکیم الامّت (الافاضات الیومیّہ من الافادات القومیّہ) کی دس جلدیں خریدیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت حکیم الاّمت مجدّد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے یہ ملفوظات ان کی زندگی میں ان کی نظر ثانی اور تصحیح کے بعد شائع ہوئے تھے۔ آج کل اسے ادارۂ تالیفات اشرفیہ (ملتان) شائع کر رہا ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے کون واقف نہیں۔ ہندوؤں اور انگریزوں سے ان کی نفرت یا اختلاف اور مسلمانانِ ہند کی آزادی و ترقی کے لیے مسلم لیگ کی ان کی حمایت ہر کسی کو معلوم ہے اور جو آج ہماری قومی تاریخ کا حصّہ بھی ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے اصلاحِ مسلمین کے ضمن میں بیش بہا کتابیں اور رسالے تحریر کی ہیں۔ ان کے ملفوظات کو ان کے مکتب فکر کے علماء نے دل و جان سے بڑھ کر محفوظ کیا ہے۔ ان ملفوظات کو پڑھتے پڑھتے مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت حکیم الامتؒ کو حضرت سرسیّد احمد خان کے طریقِ کار اور مسلمانوں کی زبوں حالی اور شکست خوردگی کے علاج کے لیے ان کی تجویز کردہ دوا سے اختلاف رہا تھا۔ اس کا ذکر انہوں نے جابہ جا کیا ہے۔ تاہم اپنے مطالعے کے دوران میں مجھ پر یہ حقیقت بھی کھل گئی کہ حضرت حکیم الامتؒ نے بارہا حضرت سرسیّد احمد خان کے کردار و اخلاق کا بہت عزت و احترام سے ذکر کیا ہے اور ان کو صاحبِ استغناء اور صاحبِ فقر و کمال لوگوں میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے حضرت سرسیّد کی باریک بینی کی تعریف بھی کی ہے اور حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کے خلیفۂ خاص حضرت شاہ غلام علیؒ سے ان کی عقیدت کا ذکر بھی بڑے اچھے الفاظ میں کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سرسیّد مرحوم کے دل میں صلحائے اُمت اور اولیائے کرام کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ سرسیّد مرحوم کی زندگی کے انمول واقعات کو میں یہاں پر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہی الفاظ میں نقل کرتا ہوں اور ان کے بیان پر تبصرہ یا مزید اضافے سے گریز کرتا ہوں تاکہ براہ راست حضرت سرسیّد مرحوم کی سادہ اور با اصول زندگی اور ان کے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ایک انتہائی ثقہ عالم دین اور صاحبِ نسبت بزرگ کی زبانی پیش ہو۔ ظاہر ہے

کہ حضرت حکیم الامتؒ کی رائے حضرت سرسیّد کے مکتبِ فکر سے واضح اختلاف کے باوجود بہت بڑی وقعت اور وزن رکھتی ہے۔ میرے خیال میں حضرت سرسیّد مرحوم کے سوانح نگاروں اور اُردو ادب کے محققین کو ایسے واقعات ایک واقعاتی شہادت کے طور پر زیرِ بحث لانا چاہیے۔

اہلِ کمال کا اِستغناء اور سرسیّد کے دو واقعے

(مجلس بعد نماز ظہر یوم چہار شنبہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ)

(ملفوظ نمبر ۱۴۱) ایک سلسلۂ گفتگو میں (حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے) فرمایا کہ بڑا شخص دین کا ہو یا دنیا کا اس میں اِستغناء ضرور ہوتا ہے۔ مراد یہاں پر اہلِ کمال ہیں اہلِ مال نہیں۔ اہلِ کمال کا حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ سرسیّد کا ایک واقعہ عجیب وغریب ہے۔ ایک شخص انگریزی تعلیم یافتہ ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے پریشان تھے۔ کیا سوجھی کہ ایک بہت بڑے انگریز آفیسر کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں سرسیّد کا داماد ہوں مجھ کو ملازمت کی ضرورت ہے۔ وہ انگریز بہت ہی خاطر سے پیش آیا اور کہا کہ آپ ٹھہریں۔ ان کو ٹھہرا کر ان کی لاعلمی میں ایک تار سرسیّد کو دیا کہ فلاں شخص اس نام کا ہمارے پاس ملازمت کے خیال سے آیا ہے اور اپنے آپ کو آپ کا داماد کہتا ہے کیا یہ واقعہ صحیح ہے؟ جواب میں سرسیّد نے اس انگریز کو لکھا کہ بالکل صحیح ہے، ضرور آپ ملازمت کی کوشش فرماویں، میں ممنوں رہوں گا۔ اس شخص کو ملازمت مل گئی۔

ایک روز اتفاقاً اس انگریز نے اس شخص سے یہ واقعہ بیان کر دیا، یہ بہت ہی شرمندہ ہوا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص علی گڑھ آیا اور سرسیّد سے مل کر معافی کی درخواست کی اور کہا کہ میں وہی شخص ہوں جس نے اپنے کو آپ کا داماد بتا کر ملازمت لی ہے، یہ گستاخی ہوئی۔ گو یہ گستاخی بضرورت تھی۔ سرسیّد نے جواب میں کہا گو یہ بات اس وقت غلط تھی مگر اب صحیح ہو جائے گی۔ داماد کہتے ہیں بیٹی کے شوہر کو۔ اس کی ایک صورت تو یہ تھی کہ میری بیٹی آپ کی بیوی ہوتی سو یہ تو ہو نہیں سکتا۔ مگر دوسری صورت ممکن ہے کہ آپ کی بیوی کو میں اپنی بیٹی بنالوں۔ سو میں آپ کی بیوی کو اپنی بیٹی بناتا ہوں۔ وہ میری بیٹی اور میں اس کا باپ۔ پھر یہ توجیہ وقتی ہی نہ تھی بلکہ تا زندگی باپ بیٹی اور داماد ہی

کا سا برتاؤ رکھا، بلا نا لینا دینا سب اسی طرح رکھا۔ یہ حوصلہ بڑے ہونے کے سبب تھا۔ گو وہ بڑائی دنیوی ہی تھی۔

یہ حکایت سن کر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے یہ حکایت سنی ہے یا لکھی دیکھی ہے، فرمایا سننا اور لکھی ہوئی دیکھنا اس میں فرق ہی کیا ہوا اس لیے کہ وہ لکھی ہوئی بھی تو کوئی سن کر ہی لکھتا۔ دوسری ایک حکایت انہی کی یاد آئی، ایک مرتبہ علی گڑھ کے اسٹیشن پر ریل میں سرسیّد سوار ہوئے۔ اسی ڈبہ میں ایک اور صاحب پہلے سے سوار تھے۔ انہوں نے ان سے دریافت کیا، یہ کونسا شہر ہے سرسیّد بولے علی گڑھ۔ یہ سن کر وہ صاحب کیا کہتے ہیں کہ وہی علی گڑھ جہاں سرسیّد (ایسا تیسا) رہتا ہے۔ سرسیّد کہتے ہیں کہ جی ہاں! وہی علی گڑھ۔ وہ صاحب کہتے ہیں کہ وہ تو بڑا ہی ایسا ہے ویسا ہے، خوب برا بھلا کہا، اس نے بڑا ہی دین کو نقصان پہنچایا۔ سرسیّد نے کہا جی ہاں! وہ ایسا ہے۔ یہ صاحب اور زیادہ کھلے اور کئی اسٹیشن تک تبرّا کرتے چلے گئے۔ سرسیّد کو ذرا برابر تغیّر نہیں ہوا، تصدیق کرتے رہے۔ آخر ایک سٹیشن پر ان تبرّا کرنے والے صاحب نے کھانا کھانے کے لیے نکالا۔ جب کھانے بیٹھے تو ان کی بھی تواضع کی۔ سرسیّد نے جواب دیا کہ آپ کھائیں۔ انہوں نے کہا کہ مصنوعی تواضع نہیں۔ آجایئے! سرسیّد نے پھر ٹالا۔ ان نے پھر اصرار کیا کہ میری دل شکنی ہوگی۔ سرسیّد نے کہا کہ مجھ کو کچھ عُذر ہے، ان کا اس پر بھی اصرار ہوا۔ سرسیّد نے پھر کہا واقعی مجھ کو عُذر ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ عُذر کیا ہے؟ بتلایئے! سرسیّد نے کہا کہ بتلانے کا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بتلانا ہوگا۔ سرسیّد نے کہا کہ اگر بتلا دوں تو اس وقت کھانا کھلانے پر مُصر ہیں اور معلوم ہو جانے کے بعد تو شاید میری صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ توبہ توبہ ایسی کیا بات ہے اور آپ کیوں ایسا فرماتے ہیں۔ تب سرسیّد نے کہا کہ میں ہی ہوں وہ شخص جس پر آپ کئی اسٹیشنوں سے تبرّا بھیجتے چلے آرہے ہیں۔ یہ سن کر وہ صاحب کٹ ہی تو گئے، بے حد ندامت اور شرمندگی سوار ہوئی۔ معافی چاہی، نتیجہ یہ ہوا کہ معتقد ہو گئے۔ باوجود اس کے کہ سرسیّد ایک دنیا دار شخص تھے مگر استغناء اور حوصلہ تھا۔ مگر آج کل اہلِ کمال تقریباً مفقود نظر آتے ہیں نہ دنیا داروں میں نہ دینداروں میں۔ الّا ماشاء اللہ، عالم بھی ہیں، شیخ بھی ہیں، صوفی بھی ہیں، عارف بھی ہیں، زہد و تقویٰ کا بھی دعویٰ ہے یہ تو سب کچھ ہے مگر استغناء اور حوصلہ نہیں ہے۔

[ماخوذ۔ ''ملفوظاتِ حکیم الاّمت'' از مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 166 تا 168، ناشر ادارۂ تالیفات اشرفیہ۔ ملتان، پاکستان]

ایک دوسری جگہ حضرت حکیم الاّمتؒ سرسیّد کا ایک وعدہ، کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں کہ:۔

(ملفوظ نمبر ۱۸۱) ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آج کل سائل سوال کرتے پھرتے ہیں، بظاہر نہایت تندرست ہٹے کٹے ہوتے ہیں، ان کو کچھ دینا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا نہیں۔ آج کل تو لوگوں نے مانگنے کا پیشہ بنا لیا ہے۔ اس پر ایک سائل کا قصہ بیان فرمایا کہ مجھ (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) سے ایک صاحب نے بروایت (نواب) محسن الملک نے بیان کیا کہ سیّد احمد خان اپنی کوٹھی میں بیٹھے تھے۔ اس میں شیشے کے کیواڑ تھے۔ ایک شخص آئینوں میں سے نظر آیا۔ نہایت بوسیدہ اور میلے کپڑے پہنے ہوئے کوٹھی کے باہر آ کر بیٹھا۔ یہ شیشہ کے کیواڑوں میں سے دیکھ رہے تھے۔ محسن الملک بھی سیّد احمد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ سرسیّد نے ان سے کہا کہ دیکھو یہ ایک مکّار سائل ہے اور اب اپنا لباس تصنّع کا بدلے گا۔ پھر آ کر سوال کرے گا مگر میں اس کو ایک کوڑی نہ دوں گا۔ ایسا ہی ہوا۔ اس نے اپنی گٹھڑی میں سے چوغہ عمامہ تسبیح نکالی اور بن ٹھن کر کوٹھی پر آیا اور دستک دی۔ کیواڑ کھول دیئے گئے۔ اس نے اندر داخل ہو کر سلام کیا۔ اس وقت سیّد احمد خان لیٹے ہوئے تھے۔ نہایت بے رحمی سے جواب دیا اور بیٹھے بھی نہیں۔ اس نے ایک کرسی پر بیٹھ کر کہا کہ مجھ کو فلاں ضرورت ہے، اعانت چاہتا ہوں۔ سر سیّد اسی طرح بے التفاتی کے ساتھ لیٹے رہے۔ دورانِ گفتگو میں اس کے منہ سے یہ بھی نکلا کہ میں شاہ غلام علی صاحبؒ کا دیکھنے والا ہوں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ سیّد احمد خان نہایت اضطراب کے ساتھ اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے۔ وہ کچھ حالات شاہ صاحبؒ کے بیان کرتا رہا اور سرسیّد بہت توجہ سے سنتے رہے۔ پھر اس کے لیے نہایت ادب و احترام کے ساتھ کھانا منگایا اور کھانے کے بعد پچاس روپیہ پیش کیے۔ جب وہ چلا گیا تو محسن الملک نے پوچھا کہ یہ کیا خبط تھا، خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ یہ شخص مکّار سائل ہے، پیشہ ور ہے اس کو ایک کوڑی نہیں دوں گا یا ایسے متعقد ہوئے جیسے اس نے جادو کر دیا ہو، آخر آپ کو یہ سوجھی کیا تھی۔ سیّد احمد خان نے کہا تم کو خبر نہیں اس شخص نے کس کا نام لیا، اگر یہ اس وقت جان بھی طلب کرتا تو میں عذر نہ کرتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی اس قدر عظمت تھی نام سن کر از خود رفتگی کی کیفیت طاری ہوگئی۔

[ماخوذ۔ ''ملفوظاتِ حکیم الاّمت'' از مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 139، ناشر ادارۂ تالیفات اشرفیہ۔ ملتان، پاکستان]

ایک اور جگہ سرسیّد احمد خان مرحوم سے اختلاف کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں:۔

مجلس خاص بوقت صبح یوم شنبہ (۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ)

(ملفوظ نمبر ۵۰۲) ایک سلسلۂ گفتگو میں (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے) فرمایا کہ سرسیّد کی نیت تو بُری نہ تھی۔ مسلمانوں کا ہمدرد تھا مگر عقل و دین کی کمی کی وجہ سے جو راہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے نکالی وہ مُضر ثابت ہوئی۔ وجہ یہ کہ اصل مقصد دنیا کو سمجھا، پھر دین کیسے محفوظ رہتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ سرسیّد میرٹھ آئے تھے۔ اُن سے ایک رئیس نے پوچھا تھا کہ تم چاہتے کیا ہو دنیا یا دین؟ جواب تو واقعی سچا دیا کہ میں نہ دنیا چاہتا ہوں نہ دین۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے بھائی ننگے بھوکے نہ رہیں۔ بس یہ میری مراد ہے مگر بندۂ خدا نے یہ نہ دیکھا کہ ننگے بھوکے تو دین پر عمل کرتے ہوئے بھی نہ رہتے، وہی عقل کی کمی سبب ہے ایسے جواب کا۔

[ماخوذ۔ ''ملفوظاتِ حکیم الاّمت'' از مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ جلد نمبر 7، صفحہ نمبر 283، ناشر ادارۂ تالیفات اشرفیہ۔ ملتان، پاکستان]

جن چیزوں سے خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی وہ مندرجہ ذیل ہیں

انتخاب: انسپکٹر جان عالم خان چیف ATS

نمبر شمار	دُعا	حوالہ	نمبر شمار	دُعا	حوالہ
1	قرض سے	بخاری:6368	13	اس دعا سے جو سنی نہ جائے	ابن ماجہ:3837
2	بُرے دوست سے	طبرانی کبیر: 810	14	قبر کے عذاب سے	ترمذی:3503
3	بے بسی سے	مسلم:2722	15	بُرے خاتمے سے	بخاری:6616
4	جہنم کے عذاب سے	بخاری:6368	16	بزدلی سے	مسلم:2722
5	فقر کے شر سے	مسلم:2697	17	کنجوسی سے	مسلم:2722
6	زیادہ بڑھاپے سے	بخاری:6368	18	غم سے	ترمذی:3503
7	جہنم کی آزمائش سے	بخاری:6368	19	مالداری کے شر سے	مسلم:2697
8	شیطان مردود سے	بخاری:6115	20	قبر کی آزمائش سے	بخاری:6368
9	دجال کے فتنے سے	بخاری:6368	21	محتاجی کی آزمائش سے	بخاری:6368
10	نعمت کے زائل ہونے سے	مسلم:2739	22	زندگی اور موت کے فتنے سے	بخاری:6367
11	عافیت کے پلٹ جانے سے	مسلم:2739	23	اللہ کی ناراضگی کے تمام کاموں سے	مسلم:2739
12	ذلت سے	نسائی:5460	24	ظلم کرنے اور ظلم ہونے پر	نسائی:5460

نمبر شمار	دُعا	حوالہ	نمبر شمار	دُعا	حوالہ
25	اس علم سے جو فائدہ نہ دے	ابن ماجہ:3837	40	شہرت سے	حاکم:1949
26	اس دل سے جو ڈرے نہیں	ابن ماجہ:3837	41	برے اخلاق سے	حاکم:1949
27	اس نفس سے جو سیر نہ ہو	ابن ماجہ:3837	42	بری خواہشات سے	حاکم:1949
28	برے اعمال سے	حاکم:1949	43	آزمائش کی مشقت سے	بخاری:6616
29	بری بیماریوں سے	حاکم:1949	44	بصارت کے شر سے	ابوداؤد:1551
30	سماعت کے شر سے	ابوداؤد:1551	45	دل کے شر سے	ابوداؤد:1551
31	زبان کے شر سے	ابوداؤد:1551	46	بدبختی لاحق ہونے سے	بخاری:6616
32	بری خواہش کے شر سے	ابوداؤد:1551	47	اونچی جگہ سے گرنے سے	نسائی:5533
33	دشمن کی خوشی سے	بخاری:6616	48	جلنے سے	نسائی:5533
34	کسی چیز کے نیچے آنے سے	نسائی:5533	49	موت کے وقت شیطان کے بہکاوے سے	نسائی:5533
35	ڈوبنے سے	نسائی:5533	50	بُری رات سے	طبرانی کبیر:810
36	بُرے دن سے	طبرانی کبیر: 810	51	دشمن کے غلبہ سے	نسائی:5477
37	بُرے لمحات سے	طبرانی کبیر: 810	52	کفر سے	ابویعلی:1330
38	ہر اس قول و عمل سے جو جہنم سے قریب کرے	ابویعلی:4473	53	ریاکاری سے	حاکم:1944
39	نفاق سے	حاکم:1949			

محمد ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معصوم پیدا فرمایا۔ نہ رسول اللہ ﷺ کو شیطان بہکا سکتا تھا اور نہ ہی دنیا کی کسی چیز کا خوف۔ رسول اللہ ﷺ نے اُمت کی تعلیم کے لیے یہ دعائیں مانگ کر اُمت کو سکھایا کہ ان چیزوں سے پناہ مانگیں۔ اے اللہ! ہم ہر اس چیز سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس سے رسول اللہ ﷺ پناہ نے مانگی۔

آمین ثمہ آمین

کثیر المقاصد آڈیٹوریم ہال کا مجوزہ نقشہ اور ڈیزائن

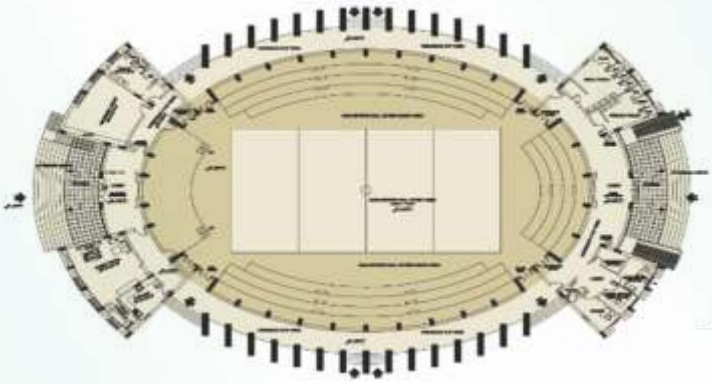

مورخہ 13 جنوری 2022ء جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی، ہنگو سینئر افسران
اور انتظامیہ کے ساتھ کالج کے نظم وضبط سے متعلق میٹنگ کی صدارت کر رہے ہیں۔ کالج میں یہ اجلاس ہر ماہ منعقد ہوتا ہے
جس میں کالج کے اندر تعمیراتی، ویلفیئر اور تعلیمی اُمور کا بھرپور جائزہ لیا جاتا ہے۔

ایک بڑے انسان کی موت

(سابق چیف سیکرٹری عبداللہ مرحوم کی یاد میں)

تحریر: ذوالفقار احمد چیمہ (سابق آئی جی)

عبداللہ صاحب ہمیشہ کے لیے چلے گئے اور اُن کے ساتھ ہی سول سروس میں روشن ضمیری اور اصول پسندی کا ایک سنہری باب بند ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک عالم کی موت ایک شخص کی نہیں بلکہ پورے زمانے کی موت ہوتی ہے۔

سول سروس کی تین نسلوں میں اُن جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ خیبر پختونخوا کے چیف سیکریٹری سمیت اہم عہدے پر فائز رہے اور ہر جگہ بڑے دیرپا نقش چھوڑے۔ مگر ان کی وجہ شہرت ان کی افسری یا عہدے نہیں ان کا علمی تبحّر اور ان کا فقر تھا، وہ قلندرانہ شان کے مالک تھے۔

عربی اور فارسی میں مہارت تو انھوں نے اپنے گھر ہری پور سے حاصل کر لی تھی، انگریزی کا بہترین مقرر انھیں پشاور یونیورسٹی کے اساتذہ نے بنایا۔ 1967 میں اُنھوں نے سی ایس پی کا امتحان پاس کر لیا۔ افسر بن کر اُنھوں نے میرٹ اور اصول کا پرچم اس طرح بلند کیا کہ پھر کبھی اسے سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں بڑائی کے معیار بدل گئے ہیں جو ہمارے قومی زوال کی ایک بڑی وجہ بھی ہے۔ ہم پست ذہنیت کے لوگ سیرت کے بجائے صورت دیکھتے ہیں۔ اور افراد کو ان کے کردار کے بجائے ان کے سرمائے سے پرکھتے ہیں، اگر بڑائی اور عظمت مال وزر، عہدوں، فیکٹریوں اور مربعوں کے بجائے اعلیٰ کردار سے حاصل ہوتی ہے تو عبداللہ صاحب بہت بڑے باپ کے بیٹے تھے، ان کے والد صاحب گاؤں کی مسجد میں امامت کراتے تھے۔

وہ انتہائی غیرت مند تھے، بچوں کو رزق حلال کھلاتے اور کسی کے آگے کبھی دست سوال دراز نہ کرتے۔ ویسے بھی خیبر پختونخواہ کے مسلم علماء، پنجاب اور سندھ کے نیم خواندہ ملاؤں کی طرح غلامانہ اور محکومانہ ڈھن کے مالک نہیں، بڑے دبنگ ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ علاقے کے خان (وڈیرے یا چوہدری) نے گاؤں کے تمام لوگوں کو بلایا سب لوگ حاضر ہو گئے مگر امام صاحب نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ ہرکارے بھیج کر بلایا گیا، ان کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا، جاتے ہی کہنے لگے ''خان! میں تمہارا غلام نہیں ہوں، کوئی کام ہو تو میرے پاس آیا کرو وہ اگر آئندہ مجھے بلایا تو اسی ڈنڈے سے تمہارا سر توڑ دوں گا'' خان کا سر تو نہ ٹوٹا مگر چوہدراہٹ پاش پاش ہو گئی۔

بیٹے کو حق گوئی اور بیبا کی میراث میں ملی تھی، انھوں نے دوسرے بیوروکریٹوں کے برعکس بڑے سے بڑے عہدے پر رہ کر بھی حق گوئی کی روایت قائم رکھی، کبھی رات کو دن، تاریکی کو روشنی اور زہر کو قند کہنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ وہ علامہ اقبال کی اس شعر کی تصویر تھے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

عبداللہ صاحب ایسے قلندر اور درویش تھے جن کی درویشی پر حکمرانی اور جن کے فقر پر بادشاہت قربان کی جاسکتی ہے، نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے۔

مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس کے نوجوان سی ایس پی افسر بن کر سب سے پہلے اپنی کلاس "تبدیل کرتے ہیں، دولت منداور سیاسی گھروں میں شادیاں رچاتے ہیں، والد کا حقہ فراموش کر کے ساغر و مینا کے رسیا ہو جاتے ہیں، پرانی بستوں سے نکل کر غیر قانونی پیسے سے جدید ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں وسیع و عریض بنگلے تعمیر کراتے ہیں۔ مگر عبد اللہ صاحب نے کچھ نہ بدلا نہ اپنی کلاس نہ رہائش، نہ اصول، وہ ان چیزوں سے بے نیاز اور بالاتر تھے۔ ایک بار جب وہ صوبے کے تربیتی ادارے کے سربراہ تھے تو زیر تربیت (گریڈ 19 کے افسروں نے ایک بڑے ہوٹل میں عشائیے کا پروگرام بنایا۔ ڈائریکٹر جنرل کو مہمان خصوصی کے طور پر شریک ہونے کی دعوت دی گئی تو عبداللہ صاحب

نے انکار کر دیا کہ ''میں اپنے غریب ملک میں ایسی فضول خرچی پسند نہیں کرتا۔ بیٹا ایک بڑا افسر ہے، بیٹیاں ڈاکٹر ہیں مگر امراء کی کسی کالونی میں شفٹ ہونے کے بجائے وہ آخری عمر تک عام لوگوں کے عام سے محلے میں رہتے رہے۔ وہ اقبال کے مردِ مومن تھے، اس لیے مشرق کے بے مثل مفکر اور شاعر کی طرح ہمیشہ سادہ اور فقیرانہ زندگی گزارتے رہے۔ بلاشبہ فقر، نمود و نمائش اور حکمرانی سے بے نیاز کر دیتا ہے اور اس کی نگاہ میں شہنشائیت کی حیثیت پرکاہ سے زیادہ نہیں رہتی۔

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہ

قبائلی ایجنسیوں کو ملنے والے فنڈز پولیٹیکل ایجنٹ اور مقامی ملک مل کر کھا جاتے تھے، عبداللہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بنے تو ملکوں کی لوٹ مار کے دروازوں پر قفل لگ گئے۔ نتیجتاً اس قماش کے مشران علاقہ چھوڑ گئے۔ صوبہ سرحد میں افغان مہاجرین کا محکمہ کرپشن کا گڑھ بن گیا تھا، جب عبداللہ صاحب کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا تو انھوں نے حرام خوری کے تمام در بند کر دیے اور افغان مہاجرین کو انصاف کی بنیاد پر امداد دینے کا نظام رائج کر دیا۔ سول سروسز اکیڈمی میں گیسٹ اسپیکر کے طور پر آتے تو زیرِ تربیت افسران کے دل مٹھی میں جکڑ لیتے، ہمیشہ سب سے پاپولر اسپیکر قرار دیے جاتے۔ نوجوان افسروں کی تربیت اور کردار سازی کے لیے ان سے بہتر کون ہو سکتا تھا۔ خیبر پختونخواہ کے سب سے بڑے تربیتی ادارے کے سربراہ بنے اور بلاشبہ سیکڑوں افسروں کی سوچ اور سمت بدل ڈالی۔ لیڈر شپ پر لیکچر دیتے وقت انسانوں کے خالق اور کتاب حق قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں قیادت کے لیے مطلوبہ خصوصیات بیان کرتے اور سامعین کے دل و دماغ کے بند دروازے کھول دیتے۔ وہ ایک صاحب نظر تھے۔ شاید ایسے ہی لوگوں کے بارے میں دانائیراز کہہ گئے ہیں۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

برسوں پہلے جب میں فرنٹیئر کانسٹیبلری شبقدر کا کمان افسر تھا روڈی آئی جی اشرف علی صاحب کے ساتھ ان کے پاس حاضر ہوا اور بہت کچھ سمیٹ کر واپس آیا، مجھے عبداللہ صاحب کے الفاظ ابھی تک یاد ہیں کہ "ہمارے ہاں دیانتدار افسروں میں سے 95% خالق و مالک کے پاس جوابدہی کے خوف کی وجہ سے حرام خوری سے بچے ہوئے ہیں۔" نوکری کے بکھیڑوں میں مختلف شہروں میں پھرتے رہے، اس لیے فیض حاصل کرنے کے مواقع کم ہو گئے۔ بالآخر ساٹھ سال والی سیڑھی سے اتر کر آزادی کے کھے میدان میں قدم رکھا تو قلم اٹھالیا اور کالم لکھنا شروع کر دیے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ صبح کالم پڑھتے ہی عبداللہ صاحب کا فون آتا اور وہ کافی دیر تک حوصلہ افزائی کرتے رہتے۔

پولیس یا دوسری سروسز سول سروسز کے نوجوان افسروں سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ وہ اب خود اعتراف کرتے ہیں کہ تمام سروسز بدترین اخلاقی انحطاط کا شکار ہیں اور رزق حلال کمانے والوں کی شرح بیس فیصد سے بھی کم رہ گئی ہے، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ پوری قوم میں 'مال بناؤ' کی دوڑ لگی ہوئی ہے، وہ قومی رہنما جنھوں نے رہنمائی فراہم کرنی اور راہ دکھانی ہے ان کے اپنے دامن صاف نہیں ہیں۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ سروس کے اندر نوجوان افسروں کو رول ماڈل نظر نہیں آتے اور وہ ان سینئرز کو Idealise کرنا شروع کر دیتے ہیں جو حکمرانوں کے ذاتی ملازم بن کر ان کے سیاسی مقاصد پورے کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں دلکش عہدوں پر تعینات ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ہم ریاست کے اس اہم ستون کو کرپشن کے گھن سے بچانا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہماری سول سروس قومی امنگوں اور عوام کی توقعات پر پوری اترے تو پھر عبداللہ صاحب جیسے کچھ اور افسر بھی پیدا کرنے ہوں گے۔

ورائٹی شو پروگرام

رپورٹ: سید اختر علی شاہ

مورخہ 13 جنوری 2022ء کو سلیمان ہاسٹل کے سامنے گراؤنڈ کو ایسے سجایا گیا تھا جیسے کسی دُلہن کو لباس عروسی پہنایا گیا ہو۔ ہر طرف رنگ برنگ روشنی بکھیرتے ہوئے قمقمے جگمگا رہے تھے۔ ہر چہرہ روشن اور ہر دل منور تھا۔ جب جب پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں کوئی بھی ایسی تقریب ہوتی ہے تو ٹرینیز اور سٹاف میں جہاں خوشی کی لہر دوڑتی ہے وہاں یہ تقریب ان کے لیے کسی عید سے کم نہیں ہوتی۔ آج کی شب بھی عید کا سماں پیش کر رہی تھی کیونکہ آج نئے سال کی آمد کی خوشی میں ایک ورائٹی شو پروگرام کا انعقاد کیا گیا تھا۔ یہ سب اس لیے ممکن ہوا کہ اس میں ڈاکٹر فصیح الدین صاحب کمانڈنٹ پی ٹی سی کی ذاتی دلچسپی شامل ہے۔ ایسی کئی تقریبات اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ صاحب موصوف جہاں تربیتی سرگرمیوں میں دلچسپی رکھتے ہیں وہاں ہی غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی ان کی دلچسپی قابل دید ہے۔ اس ورائٹی شو کی تقریب کے مہمان خصوصی ڈاکٹر جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو تھے۔ کمانڈنٹ پی ٹی سی کے علاوہ مہمان عزیز بیرسٹر مسعود صاحب، ظفر اللہ صاحب، نثار خان ڈی پی او اورکزئی، شاہ جہان خان دررانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی کے علاوہ کالج ہذا کی ایڈمنسٹریشن، اساتذہ کرام، ٹرینیز اور خواتین نے بھی بھرپور تعداد میں شرکت کر کے لطف اندوز ہونے کا موقع ہاتھ سے نہیں گنوایا۔ ورائٹی شو کی اس تقریب میں مختلف خاکے، غزلیں اور ثقافتی رقص پیش کیے گئے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تحریری خاکہ سے ہوا جس میں ٹرینیز نے مہمان خصوصی سمیت پنڈال میں موجود تمام لوگوں کو خوش آمدید کیا۔ اس کے بعد قوالی پیش کی گئی ''سوچتا ہوں وہ کتنے معصوم تھے، کیا سے کیا ہو گئے دیکھتے دیکھتے'' جس کو حاضرین و ناظرین نے بھرپور سراہا اور پورا پنڈال کئی منٹوں تک تالیوں کی آواز سے گونجتا رہا۔ ابھی تک

لوگ قوالی کے سُرور میں تھے کہ ایک ٹرینی نے غزل پیش کی ''زندگی میں تو سب ہی پیا کیا کرتے ہیں'' جن کی چاشنی گھولتی آواز نے دلوں کو گرما کے رکھ دیا۔

تقریب کا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا کبھی غزل تو کبھی قوالی، کبھی رقص تو کبھی خاکہ ہر جوان اپنے اپنے ہُنر کی داکھ جما رہا تھا۔ اس کے بعد عابد حسین اور اس کے ساتھیوں نے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے موجودہ حالات کو خاکہ کی صورت ''ناظم طوطی گل'' میں پیش کیا۔ جس میں انہوں نے ملکی بحران بجلی، پانی سے متعلق شکایت، تجویز پیش کی وہی ان کا یہ بھی شکوہ رہا کہ جب سے یہ کمانڈنٹ صاحب آئے ہیں انہوں نے پولیس والوں کو پروفیسر بنانے کی ٹھان لی ہے۔ بغیر کسی ایمرجنسی کے چھٹی نہیں کرنے دیتے اگر چھٹی کر بھی لیں تو اس دن کا کام ایکسٹرا کلاسز کے ذریعے مکمل کرنا پڑتا ہے۔ اس شکوہ نے ٹرینیز کے دلوں میں ایسا بسیرا ڈالا کہ سب لوٹ پھوٹ کے ہنس رہے تھے۔ پورا پنڈال قہقہوں کی آواز سے گونج اُٹھا۔ اکثر ٹرینیز چہما گویاں کرتے پائے گئے ہیں کہ اگر صاحب موصوف کی آنیاں جانیاں یوں ہی برقرار رہی تو پولیس والے کم پروفیسرز زیادہ نکلیں گے۔ اس کے بعد نعمان قدیر اور اس کے ساتھیوں نے اپنا ثقافتی رقص ''ہزارہ ڈانس'' پیش کیا۔ جس سے حاضرین خوب محظوظ ہوئے اور تالیاں بجا کر داد دی۔

اسی طرح سردار علی ٹکر کا کلام ''زمہ خائستہ جاناناں'' تنویر احمد انٹرمیڈیٹ کورس نے پیش کیا جس کو سب نے بہت پسند کیا اور خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس کے بعد نثار ولی PASI اور اس کے ساتھیوں نے تھانہ کلچر کے اوپر ایک خاکہ پیش کیا ''تھانہ نظام الدین'' جس میں تھانہ کلچر سے متعلق انہوں نے اطلاعات فراہم کیں۔ جن کو حاضرین نے خوب سراہا اور داد دی۔ خاکہ کے بعد نیاز ملوک خان اور ساتھیوں نے خٹک ڈانس پیش کیا۔ جو ناظرین نے بے حد پسند کیا۔ اس کے بعد پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے گائیک سرفراز برکی نے گانا گایا جس کو تمام ٹرینیز بشمول حاضرین نے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد سب کا من چاہا ''پشاوری ڈانس'' پیش کیا گیا۔ جس میں ڈھول کی تھاپ پہ جسموں کی تھرتھراہٹ قابل دید تھی۔ ناظرین نے پشاوری ڈانس کو بہت پسند کیا اور پشاور ڈانس کے جوانوں نے خوب داد بھی وصول کی ہے۔

اس کے بعد مشہور زمانہ گائیک فیاض خویشگی نے اُردو غزل ''لگا کر آگ سینے میں کہاں چلے ہو تم'' سُنا کر فضا

کوایک نیارنگ دیا۔اسی کے ساتھ ساتھ جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو کی لکھی نظم بھی گائی۔جس نے محفل کو چار چاند لگائے اور کافی وقت تک حاضرین وناظرین کی توجہ کا مرکز بنے رہے اپنی خوبصورت گائیگی وموسیقی سے دلوں کوراحت بخشتے رہے۔اس کے بعد چترال کا ثقافتی رقص پیش کیا گیا جس کو حاضرین نے خوب سراہا اور داد دی۔

اس کے بعد سٹیج سیکرٹری دستار علی شاہ نے مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی کو دعوت دی کہ وہ تشریف لائیں اور شرکائے محفل سے خطاب فرمائیں۔جناب کمانڈنٹ صاحب نے سب سے پہلے خواتین کو مبارک باد دی کہ اس سردی میں مردوں کے شانہ بشانہ ابھی تک موجود ہیں۔نثار خان ڈی پی او اورکزئی، مہمان عزیز بیرسٹر مسعود صاحب،ظفر اللہ صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ تشریف لائے اور تقریب کو رونق بخشی۔تمام کارکنوں کو جنہوں نے اس سردی کے موسم میں اپنی خدمات سرانجام دی ہیں ان کے لیے ایک ایک ہزار کے نقد انعام کا اعلان کیا۔جناب کمانڈنٹ صاحب نے خصوصی طور پر فیاض خویشگی کا شکریہ ادا کیا ھنگو میں آئے اور ہم نے نئے سال جشن کی جگہ ثقافتی پروگرام رکھا ہماری خواہش پر تشریف لائے۔میرا کلام جو سُنایا وہ مشکل نظموں میں سے ایک ہے جس کو بہت خوبصورتی سے گایا۔انشاءاللہ دوسرے پروگرامات میں بھی اُن کو مدعو کیا جائے گا۔

مزید خطاب کے دوران کہا کہ 1992ء میں اسماعیل شاہد پشتو کے بہترین فنکار گزرے ہیں وہ بھی اس سٹیج پر آچکے ہیں۔آپ ہمیشہ ہنستے رہیں کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے حسد ختم ہو جائے گا۔دہشتگردی کا جو دور ہم پر گزرا ہے اس کا اثر ہماری ایک دو نسلوں میں موجود رہے گا۔اللہ کا کرم ہے کہ ہمیں یہ موقع دیا کہ ہم نے اس پروگرام کے ذریعے سب کو ہنسایا۔اپنی ثقافت میں خوشی ڈھونڈتے ہیں اور ہمارے ٹرینیز نے بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور یہی ان کی خود اعتمادی ہے لوگوں کا بھرے مجمے سے بات کرسکیں گے یہ ہماری ٹریننگ کا حصہ ہے۔

آپ سب کی آخر تک جو ہمت رہی ہے وہ اس ٹھنڈ کی وجہ سے ماند نہیں پڑی۔سب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس محفل کو اتنے عمدہ طریقے سے سجایا اور طنز ومزاح سے بھرپور کیا۔اس کے بعد مشہور زمانہ گائیک فیاض خویشگی کو کالج کی جانب سے شیلڈ پیش کی اور بیرسٹر مسعود صاحب کو بھی نشانی کے طور پر پی ٹی سی کی جانب سے شیلڈ پیش کی۔اسی کے ساتھ بارونق،پُر وقار،پُر مزاح،ثقافت کی بھری رنگینیوں کے ساتھ اس بزم کا اختتام ہوا۔

مورخہ 13 جنوری 2022ء کو نئے سال کی خوشی میں منائے گئے ورائٹی شو پروگرام

کی تصویری جھلکیاں

POLICE

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو ترقیاتی منصوبے
سال 2022ء

تحریر: کیڈٹ ریاض علی

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو اپنی تاریخی حیثیت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ کسی بھی ادارے کی خوبصورتی میں تعمیرات کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ نئے دور کے جدید تقاضوں کے مطابق اگر اداروں کو سہولیات و آسائش سے تزین اور تعمیراتی کام سے جدت نہ لائی جائے تو خوبصورتی کو گرہن لگ جاتا ہے۔ ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی تیسری بار بطور کمانڈنٹ تعیناتی اس قدیم تربیتی درسگاہ کے لیے نیک شگون ہے۔ صاحب موصوف جہاں علمی و ادبی حلقہ احباب میں اپنے علمی تبحر کی وجہ سے نمایاں مقام رکھتے ہیں وہیں ایک تعمیراتی وژن کے بھی مالک ہیں۔ آپ جہاں بھی تعینات ہوئے وہاں محکمہ پولیس کے وقار کو بلند رکھنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں نظر آئے یہی وجہ ہے کہ پاکستان پولیس کی جانب سے 50 بیرون ممالک میں بالخصوص پختونخوا پولیس کی نمائندگی کر چکے ہیں۔ آپ کی پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں پہلی اور دوسری تعیناتی میں بے شمار تعمیراتی و تربیتی کام کیے گئے اسی طرح آپ کی تیسری بار بطور کمانڈنٹ تعیناتی میں بھی بہت سارے ناقابلِ یقین ترقیاتی منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچے۔ جیسا کہ آپ کی پچھلی تعیناتیوں میں کثیر المقاصد آڈیٹوریم ہال، کلاس رومز میں پروجیکٹر سسٹم، بلیک بورڈ کی جگہ وائٹ بورڈز، میٹنگ ہال، فیملی کوارٹرز، گنتی گراؤنڈ سٹیج، صاف و شفاف پانی کی فراہمی کے لیے ہینڈ پمپ، سروس بلاک جس میں باربر شاپ، شوشاپ، ٹیلر شاپ بنائی گئی، لاء، ڈرل اور اے ٹی ایس سٹاف میں خوبصورت ریسٹ رومز کی تعمیر، آڈیٹوریم ہال میں چھت کے پنکھے، ڈسپنسری کی آسائش اور فری ادویات اور پھلدار درختوں کے باغات جیسے منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں۔ صاحب موصوف کی تیسری بار تعیناتی میں کے گئے تربیتی، نصابی اور

تعمیراتی کاموں کی تفصیل قارئین کی نذر ہے۔

1۔ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے مرکزی داخلے پر لوہے کے گیٹ کی جگہ ایک شاندار گیٹ کا سنگ بنیاد رکھ کر اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ جس سے اس قدیم تربیتی ادارے کی خوبصورتی میں نکھار پیدا ہوا ہے۔ یہ یقیناً آپ کی دور اندیشی اور کالج سے محبت کی وجہ سے ہی ممکن ہوا ہے۔ اس گیٹ پر کثیر رقم ہوئی ہے جو سب اپنی مدد آپ کے تحت ہوا ہے۔ اس سے کالج کی فیس لفٹنگ ہوئی ہے اور سیکیورٹی کے لیے بھرپور انتظام بھی گیٹ میں شامل ہے۔

2۔ کالج کے اندر انسٹرکٹر ہاسٹل کی تعمیر کی گئی تھی مگر انسٹرکٹر کے نجی و سرکاری سامان رکھنے کا کوئی بندوبست نہیں تھا جس کے لیے انسٹرکٹر ہاسٹل میں الماریوں کی تعمیر کر کے ماتحت پروری کا ثبوت دیا۔ الماریوں اور میز کرسیوں پر لگ بھگ پانچ لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔

3۔ ادارہ ہذا کے اندر دو ضرب کمپیوٹر لیب موجود ہیں جہاں ٹرینیز کو دور جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کمپیوٹر سکھایا جاتا تھا۔ تاہم لیڈیز ٹرینیز نالاں تھیں کہ ان کے لیے الگ کمپیوٹر لیب ہونی چاہیے۔ لیڈیز ٹرینیز کو کمپیوٹر کی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے سابق آئی جی پی شہید محمد یوسف اورکزئی کے نام سے خواتین کے لیے ای لرننگ سنٹر کی تعمیر قابل ستائش ہے۔ اس نئی اورکزئی کمپیوٹر لیبارٹری پر اپنی مدد آپ کے تحت آٹھ لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔

4۔ کمانڈنٹ ہاؤس 1935ء میں پرانے طرز تعمیر پر بنایا گیا تھا جس میں اب تک کوئی تبدیلی یا مرمتی نہیں کی گئی تھی تو موصوف نے کمانڈنٹ ہاؤس کی سو سالہ بعد تزین و آرائش اور مرمتی کا کام کروایا۔

5۔ کسی بھی ادارے میں اس کا مہمان خانہ یا ریسٹ ہاؤس ایک کلیدی حیثیت کا حامل ہوتا ہے، جہاں مہمان افسران رہائش اختیار کرتے ہیں۔ کالج کا ریسٹ ہاؤس بھی زمانہ قدیم سے ویسے کا ویسا ہی چلا آ رہا تھا جس میں کوئی تزین و آرائش نہیں کی گئی تھی مگر جناب کمانڈنٹ صاحب کی خصوصی دلچسپی کی وجہ سے اس میں ٹائلز، ماربل، سیلنگ، فرنیچر کی فراہمی اور مزین کرنا ایک احسن قدم ہے۔

6۔ کمانڈنٹ ہاؤس کے پرانے لوہے کے مین گیٹ کی جگہ ایک جدید مین گیٹ اور استقبالیہ کمرہ تعمیر کی گیا جس میں سیکیورٹی پر مامور جوان گرمی اور سردی کی شدت سے بچ سکتے ہیں اور جوان اپنی ڈیوٹی دلجمعی کے ساتھ سرانجام دے سکتے ہیں۔

7۔ کالج کے عین وسط سے نکاسی آب کے لیے ایک نالہ جس میں ھنگوشہر کا پانی گزرتا ہے جو کسی بھی ناگہانی صورت کا باعث بن سکتا تھا۔ سیکیورٹی کے مقاصد کے لیے باؤنڈری وال تعمیر کی گئی جو مستقبل میں کسی بھی ناخوشگوار واقع رونما ہونے کی صورت میں تحفظ فراہم کرے گی۔

8۔ جہاں ترقیاتی کام کیے گئے وہیں تمام کورسز کے نصاب کا ازسرنو جائزہ لے کر اپر، انٹرمیڈیٹ، لوئر، پی اے ایس آئی کورس اور ریکروٹ کورس کے سلیبس میں نئے قوانین کو شامل کر کے درسی کُتب دوبارہ چھاپی گئیں۔

9۔ نصابی اور ترقیاتی کاموں کے ساتھ ساتھ تربیتی سرگرمیوں میں بھی اضافہ کیا گیا جس میں ماس پی ٹی، شمع پریڈ اور خاموش پریڈ کئی دھائیوں سے ختم ہو چکی تھی۔ ان کو نئے سرے سیٹ ینگ میں شامل کیا گیا جس سے پریڈ کی خوبصورتی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

10۔ پروبیشنر اے ایس آئی کے لیے ریسرچ کے عنوانات اور ہر شام باقاعدہ کمانڈنٹ صاحب کا لیکچر ایک نئی بات ہے۔

11۔ سب سے بڑھ کر کثیر المقاصد آڈیٹوریم جو حکومت سے منظور ہوا تھا مگر اس کی لاگت ساڑھے نو کروڑ سے بڑھ کر لگ بھگ بیس کروڑ ہو چکی تھی۔ کمانڈنٹ صاحب کی ذاتی کوششوں سے حکومت نے یہ اضافی رقم بھی منظور کی ہے۔

12۔ ڈیری فارم میں نئی بھینسوں اور گائے کا اضافہ کیا گیا۔ مزید برآں ڈیری فارم کی حدود میں پولٹری فارم کے لیے الگ عمارت اور برآمد تعمیر کیا گیا۔

13۔ خیبر بنک کی طرف سے ایک عدد ATM مشین بھی ٹرینیز اور سٹاف کی سہولت کے لیے لگائی گئی۔

کالج کا داخلی وخارجی دروازہ

انسٹرکٹر ہاسٹل الماریاں

کمانڈنٹ ہاؤس مین گیٹ اینڈ ریسپشن روم

شہید محمد یوسف اورکزئی ای لرننگ سنٹر برائے خواتین ٹرینیز

کمانڈنٹ ہاؤس کی سو سال بعد تزئین و آرائش اور مُرمّت کا کام

ریسٹ ہاؤس، آئی جی پی سوٹ فرنیچر، سیلنگ، ٹائلز

ریسٹ ہاؤس ٹائلز اینڈ ماربل

باؤنڈری وال برائے سیکیورٹی

ریسٹ ہاؤس، کمانڈنٹ سوٹ ٹائلز، سیلنگ اینڈ فرنیچر

ریسٹ ہاؤس ڈائننگ روم سیلنگ، ٹائلز اینڈ فرنیچر

ریسٹ ہاؤس، جنرل بلاک سیلنگ

پولٹری فارم

اے ٹی ایم مشین (بنک آف خیبر)

پنشن یافتہ افراد کے مسائل

تحریر: شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی

قارئین کرام چونکہ میرا مقصد پنشن یافتہ کے مسائل پر روشنی ڈالنا ہے۔ یہ دُنیا غم ومصیبت کے مسائل کی آماجگاہ ہے۔ جہاں پر خوشی نہایت قلیل مگر مسائل کثرت سے ہوتے ہیں۔ جو کہ مسائل کی وجہ سے اکثر لوگ زندگی کے انعام سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ جب بھی کوئی شخص نوکری کرتا ہے تو اس کی ہزار ہا اُمیدیں اور خواہشیں ہوتی ہیں جو تقریباً ادھوری رہ جاتی ہیں۔ گھر کا خرچہ پورا نہ ہونے پر دیگر ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ جس سے انسان دوسرے انسان کا گنہگار بن جاتا ہے اور نیکی سے پھر دور ہوتا جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ کنبے کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ ضروریات زندگی بڑھتی ہے۔ وسائل نہ ہوں تو مسائل کا آہستہ آہستہ شکار ہو جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ مقروض بن جاتا ہے اور وسائل کی تلاش میں زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ یہاں تک کے نوکری کے آیام گزرنے پر نعمت الٰہی یعنی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پنشن کی درخواست دیتا ہے۔ کنبے کے افراد کثیر ہوتے ہیں۔ بیٹے بیٹیاں بڑے ہوتے ہیں۔ کچھ تعلیم حاصل کرتے ہیں تو کچھ شادی کے پروگرام کے قریب ہوتے ہیں۔ اکثر کرائے کے گھر میں قیام پذیر ہوتے ہیں اور اسی دوران فنڈ پنشن لے لیتا ہے۔ جونہی فنڈ پنشن لے لیتا ہے تو اُس سے اپنے لیے گھر تعمیر کرتا ہے یا گھر کے لیے زمین خریدتا ہے۔ بیٹے یا بیٹیوں کی شادی کی تقریبات پر خرچ کر دیتا ہے۔ اس سے ماقبل لوگوں سے حاصل کردہ قرض پیسے بھی واپس کرنے ہوتے ہیں۔ تو اس طرح فنڈ پنشن کے پیسوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ اسی دوران اس کے ہاتھوں سے رقم چلی جاتی ہے اور ملازمت بھی نہیں رہتی۔ ہمہ وقت گھر میں رہائش اختیار کر لیتا ہے۔ سوچوں میں ڈوب کر زندگی بسر کر لیتا ہے اور انہی سوچوں کی وجہ سے بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ صحت دن بہ دن خراب ہوتی جاتی ہے۔

بعدہ ماہانہ پنشن ملنا شروع ہو جاتی ہے تو وہ بس اتنی ہی ہوتی ہے کہ آٹے میں نمک کے مترادف۔ چونکہ خرچ روز بروز بڑھتا ہے مگر پنشن نہایت قلیل ہوتی ہے۔ جس پر وٹی دال اور ساگ بھی پورے نہیں ہوتے۔ جو بچے سکول میں پڑھتے ہیں ان کی تعلیم پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کے تعلیمی اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ اپنی مرضی سے کپڑے نہیں لے سکتے۔ یعنی جیب خرچ کے لیے ترستے ہیں۔ دیگر دوستوں میں جن کے بسر اوقات اچھے ہوتے ہیں۔ ان کی طرح زندگی بسر کرنے کے خیال میں نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ ہمہ وقت سوچ میں ہوتے ہیں۔ پڑھائی پر توجہ نہیں ہوتی۔ دوستوں کے سامنے بھی اکثر اپنے آپ کو کمتر سمجھتے ہیں۔ یعنی پنشن یافتہ افراد کے بوں کی تعلیم اور نفسیات متاثر ہوتی ہے۔ پنشن سے قبل سب کچھ وافر مقدار میں ملتا ہے اور پنشن کے بعد یک دم پارہ ڈاؤن ہو جاتا ہے۔ نہایت احتیاط سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ گوشت اور مرغ جو روٹین کی خوراک ہوا کرتا تھا۔ اب بمشکل دال اور ساگ پر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ چائے وغیرہ جو ہمہ وقت تیار ہوتی تھی اب نہایت گزارے کے ساتھ دن رات میں دو مرتبہ تیار کر لیتے ہیں۔ صحت مند خوراک کی چھٹی ہوتی ہے اور بچوں کی صحت پر منفی اثرات مرتب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ کافی احتیاط سے گزر بسر کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے تمام گھرانے کی صحت پر مثبت تبدیلی کے بجائے منفی رجحانات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

جب آسودہ وقت گزر جاتا ہے اور غربت چھا جاتی ہے، تب اپنے بھی رشتوں سے منکر ہوتے ہیں جو رشتہ دار بہتر حالات میں ان کو چاہیے کہ خاندان کے جو لوگ کمزور ہیں یا مالی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں ان کی مدد کریں ،اُن کو دلاسہ دیا جائے کہ آپ پر پھر سے بہتر وقت آئے گا۔ مگر اسکے برعکس رشتہ داران اپنے آپ کو ایسے شخص سے علیحدہ کرتے ہیں میل جول سے کتراتے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ اگر اس کے گھر گئے تو پیسوں یا کسی چیز کا مطالبہ کرے گا۔ جس طرح کہا جاتا ہے، کہ مال دنیا کی زینت ہے۔ تو پنشنر کو کافی مسائل ہوتے ہیں اس میں بیٹا یا بیٹی کا رشتہ بھی ہے۔ جب مال کی فروانی ہوتی ہے تو پرائے بھی اپنے ہوتے ہیں مگر جب تنگ دستی آجاتی ہے تو اپنے بھی ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اگر اپنے بیٹے کے لیے رشتہ تلاش کرتے ہیں یا اپنی لڑکی کو کسی کے ہاتھ دینا چاہتے ہیں تو لوگ منہ پھیر لیتے ہیں۔ جن کے خیالات میں وہ اس کے لیے جس طرح عام رواج ہوتا ہے، نہیں کر سکتے تو اکثر رشتہ جڑنے

سے پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ برے اوقات میں سب لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں یہاں تک کہ جگری دوست احباب بھی ہاتھ دینے کے بجائے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اور علٰحیدہ راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ایک بار ایسا ہوا کہ پرانے وقت میں ایک بادشاہ اکیلا صبح غربت کے لباس میں اٹھ کر روانہ ہوا بہت دور پیدل نکل گیا۔ وہاں پر خیرات کا پروگرام تھا ۔بادشاہ پیدل سفر سے تھک چکا تھا اور بھوک بھی بہت زیادہ لگی ہوئی تھی ۔ بنا کسی کے کہنے کے بادشاہ اپنے بھوک پر قابو نہ پا کر وہاں گیا اور وہاں جو دلوگ جو چاول کھانے کو بیٹھے تھے اس کے ساتھ بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص آیا اور خراب کپڑوں میں دیکھ کر کہا کہ تم کو کس نے کہہ دیا ہے کیوں آئے ہوں وہاں سے بغیر چاول کھائے رُخصت کیا۔ بادشاہ کافی پریشان بھی ہوا اور دل میں نہایت شرمندہ بھی وہاں پر اپنی بے عزتی کو دیکھ کر بادشاہ بناء کسی کو کچھ کہے اپنے شاہی محل آ گیا اور وزیر حضرات کو جمع کر کے کہا کہ اس طرف جانا ہے۔اپنے آپ کو تیار کرو، بادشاہ نے بھی شاہی لباس پہنا دیگر وزراء بھی اپنے لباس میں ملبوس ہو کر گھوڑوں پر قافلے کی شکل میں وہاں گئے جہاں پر خیرات کا پروگرام تھا۔شاہی قافلے کو دیکھ کر تمام لوگ نہایت ادب واحترام کے ساتھ کھڑے ہوئے اور گرم جوشی سے استقبال کر کے بہترین طعامات خوراک تیار کیے اور ایک نہایت عاجزی سے بادشاہ ہمراہ رعایا وزراء سے ملے ۔جب خوراک کا پروگرام تیار ہوا تو بادشاہ اور وزراء کے سامنے رکھا تمام لوگ نہایت احترام سے کھڑے بادشاہ کو کہہ رہے ہیں بادشاہ سلامت یہ آپ لوگوں کی حیثیت کے مطابق نہیں ہے۔ بار بار اصرار پر بادشاہ نے لوگوں کے سامنے اپنے سفید قمیص کا دامن سالن میں ڈبو دیا اور کہا کہ یہ خوراک میری نہیں یہ ان کپڑوں کی خوراک ہے اگر میرے لیے ہوتا تو میں صبح بھی آیا تھا۔ وہاں پر موجود تمام لوگ سخت شرمندہ ہوئے۔

قران مجید میں ہے کہ تمھارا مال تمہارے بچے دنیا کی زینت ہے

ہوا کچھ یوں تھا کہ ایک معمولی سرکاری ملازم تھا پرائے گھر میں رہائش پذیر تھا کرایہ ادا کرتا تھا اس کے دو چھوٹے بیٹے اور بیوی تھی۔ وقت گزر رہا تھا دو چھوٹے بیٹے سرکاری سکول میں داخل کرا دیئے اور ایک دن شخص مذکور بازار کباڑ میں گھوم رہا تھا اس کی نظر کباڑ میں پتھر کے ایک کتبہ پر پڑی ذہن میں خیال کیا کہ وقت کے ساتھ بچے تعلیم حاصل کریں گے بڑے ہوں گے گھر کے لیے زمین خریدیں گے، گھر بنائیں گے اور اس کتبہ کو دروازے کے

ساتھ لگا کر جس پر لکھیں گے فلاں ہاؤس، اس نے کتبے کو خرید کر گھر لایا اور اپنی بیوی کو دل کے راز سے باخبر کیا۔ وقت گزرتا گیا بچے بھی تعلیم حاصل کر کے بڑے ہوئے ایک بیٹا ریلوے میں بھرتی ہوا دوسرا ڈاکخانہ میں آسودہ زندگی شروع ہوئی گھر کے لیے زمین خریدی گئی مگر کچھ وقت گزرا اور مذکورہ شخص جان بحق ہوا بعد میں بچوں نے اپنی زندگی کا آغاز نئے سرے سے کیا۔ عظیم الشان گھر بنایا جب اس گھر میں سامان شفٹ کر رہے تھے تو الماری سے وہی تختہ نکل آیا۔ دونوں بھائیوں نے مشورہ کیا کیوں نہ اس کو بابا کی قبر پر لگائیں۔ راضی ہو کر تختہ پر آخری آرام گاہ فلاں ولد فلاں سکنہ فلاں تحریر کر کے قبر پر لگایا۔ اور ویسی اس کیس زندگی کا خاتمہ ہوا۔

اسی طرح پنشنرز آخر میں سوچ، پریشانی میں ڈوب رہتا ہے ہمہ وقت بناء نیند کے وہ سویا ہوا رہتا ہے۔ اور صحت جو اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت ہے اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ مختلف امراض میں مبتلا رہتا ہے۔ گولی کھانا اور پرہیز کرنا اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ گھر میں بچوں کو ہر وقت گالیاں برا بھلا کہنا اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ گھر سے مسجد اور مسجد سے گھر تک جانا اس کی زندگی ہوتی ہے۔ اپنی گزشتہ زندگی کو سوچ کر تنہائی میں رونا شرور کرتا ہے اور زیادہ سوچیں اس کی صحت پر برے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ آخر میں دنیائے فانی سے چلا جاتا ہے لوگ مسجد اعلان کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں آج دنیا سے پردہ کر گیا۔ اس طرح زندگی کا خاتمہ ہوتا ہے کچھ دنوں تک لوگوں کے ذہن میں ہوتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بھی اس کو بھلا کر معمولات زندگی میں محو ہو جاتے ہیں۔ بالآخر پنشنرز افراد کے مسائل حل نہیں ہوتے اتنی قلیل رقم میں زندگی بسر کرنا انتہائی مشکل اور کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔

"چہار سو"

تھیلے میں کشمیر

تحریر: آغا گل (کوئٹہ)

ہمارے ہاں تو بادل یا افسر آتے ہی نہیں۔ البتہ کسی کے ہاں شادی ہو تو وہ کوئٹہ کا دورہ بنا کر چمن لے جاتے۔ وہاں شاپنگ کرنے کے بعد حکم دیتے چونکہ گریزی کا مال ہے۔ ہم بھی اسلام آباد بھجوانے کا اہتمام کریں۔ ایسے میں ڈائریکٹر جنرل کا دورہ ایک تعجب تھا۔ سرکل نیا نیا بنا تھا ورنہ تو کراچی کا دم چھلّہ بنا جی رہا تھا۔ پرنس محی الدین جان ہمارے وزیر مواصلات تھے انہوں نے خصوصی طور پر افسروں کو تاکید کی تھی کہ خود بلوچستان جائیں۔ زمینی حقائق دیکھیں اور اس کے مطابق منصوبہ بندی کریں بجائے ایئر کنڈیشن دفاتر میں وہ فیلڈ میں آ کر دیکھیں۔ میں نیا نیا محکمے میں آیا تھا، جولیس فیوچک کہہ گزارا کہ بہادر مقابلہ کرتے ہیں کمزور صلح کرتے ہیں۔ بزدل بھاگ نکلتے ہیں۔ میں بھی کالجوں سے بھاگ نکلا تھا محکمہ تعلیم نہایت منصوبہ بندی کے ساتھ جہالت پھیلائے جا رہا تھا۔ لیکچرز سے ڈاک بابو بننا خاصہ دشوار تھا۔ ہمارے ڈائریکٹر جنرل خورشید احمد ایک دلچسپ شخصیت کے مالک تھے، چونکہ انگریزی ادب سے تھے مجھ سے ہی گفتگو رہی۔ چونکہ اعلیٰ افسروں کا اغواء برائے تاوان ایک روایتی کاروبار رہا تھا۔ انہیں مشورہ دیا گیا تھا کہ شہر اور ریسٹ ہاؤس رہیں۔ شام میں ہم تینوں افسر حاضر ہوتے ان کے ساتھ ڈنر میں شامل ہوتے۔ چونکہ ان کی گفتگو کے موضوعات ادبی تھے مخاطب بھی مجھ ہی سے رہتے۔

ان کا خیال تھا کہ کرسٹوفر مارلو قتل نہیں ہوا تھا۔ کہیں روپوش ہو لیا اور میکتھ جیسے ڈرامے اس نے شیکسپیئر کے نام سے لکھے۔ ورنہ شیکسپیئر میں اتنا دم کہاں۔ خورشید احمد میں افسرانہ شان و شوکت نہ تھی، نہ ہی وہ وہ کوئی پروٹوکول مانگتے۔ کیزیول سمارٹ لباس میں رہتے، انہیں پشتین، سراناں، گلستان کے دورے کرائے۔ باقی علاقوں میں افغان مجاہدوں کا قبضہ تھا۔ امریکی ڈالر اور سعودی ریال کے باوجود وہ مرد شاہین کی طرح مزید کمانے کے چکر میں

رہتے۔ان شکروں سے اپنا ڈی جی بچانا بھی ضروری تھا۔ سننے میں آیا تھا کہ وہ کسی کشمیری دلربا کی یاد میں شادی نہ کر پائے۔انہیں یقین تھا کہ مقبوضہ کشمیر ایک دن ہم حاصل کر لیں گے اور وہ کالے دیو کے قلعے سے اپنی شہزادی نکال لائیں گے۔ ہماری تو جرأت نہ ہوئی کہ ذاتی سوال کرتے۔بس سنی سنائی باتوں پہ یقین کر لیا۔ ویسے کبھی بھی کچھ کھوئے کھوئے اداس سے ہو جایا کرتے۔لیکن بطور مجموعی زندہ دل، ہنس مکھ اور کھل کر بولنے والے تھے۔ان کے چند روز قیام نے مجھے بھی حوصلہ دیا کیونکہ تعارف بھی ہوا اور جاتے سمے وہ میرے نام کی تعریف بھی کرتے گئے۔ کشمیر سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔جس قدر وجیہہ تھے یقین تھا کہ کشمیری ہی رہے ہوں گے۔کشمیری یوں بھی کھلے دل کے ہوا کرتے ہیں ہمارا ان داتا پی ایم جی تھا ہم اس طرح مراسلے بھجوایا کرتے۔ڈی جی تو بہت ہی اُوپر کے درجہ پہ تھا۔ان کے جاتے ہی زندگی اپنے ڈھنگ سے چلنے لگی۔ان دنوں جہاز کی سیڑھیوں تک افسر خدا حافظ کہنے جایا کرتے، ہم نے بھی انہیں یوں ہی رخصت کیا۔

وقت تیزی سے بدل رہا تھا افغان جنگ تو ختم ہو چکی تھی مگر اس کے اثرات ظاہر ہوئے جاتے تھے۔ہمارے وزیر مواصلات کو عجلت میں رخصت کیا گیا تو بلوچستان ایک بار پھر یتیم ہو گیا۔تاہم وہ بلوچستان پوسٹل سرکل بنانے کے علاوہ بلوچستان کے سارے جہاں سے بذریعہ فون ملاتے گئے۔ڈاکخانہ سرکاری محکموں کا سرکک ہے۔انارکلی کا کبوتر ہے، مارشل لاء لگے یا کوڑے ڈاکخانہ کو کوئی نہیں پوچھتا کہ تمھارے منہ میں کتنے دانت ہیں؟ یا کہ مسوڑہ نیا لگوا رکھا ہے۔نوے فیصد بجٹ تو اخراجات میں اٹھ جاتا، اب دس فیصد سے کوئی کیا کمائے اور کھلائے۔بلوچستان کا سٹاف بانٹیں تو دو ہزار مربع کلومیٹر کے لیے ایک پوسٹ مین بنتا تھا۔

ایک روز اچانک ہی کھلبلی مچ گئی فون دوڑنے لگے۔ مجھے حکم ہوا کہ فوراً ہی کوئٹہ جی پی او کے خزانے پہ قبضہ کر کے کشمیرے کے نقشے والے ٹکٹ کی فروخت روکوں۔میں بھی عجلت میں جا پہنچا۔یہ ایک عام سا یادگاری ٹکٹ تھا۔ محدب عدسے بھی لگا کر دیکھا۔اس میں کوئی غلطی نہیں تھی۔یورنیورسل پوسٹل یونین کی جانب سے یوں ڈاک ٹکٹ پر نعرہ بازی کی ممانعت ہے مگر یہ جنرل ضیاء کے ٹھپہ مار ریفرنڈم پر جاری ہوا تھا۔۱۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کے جلال ریفرنڈم کے ساٹھ پیسے والا ٹکٹ تھا۔ملک بھر میں ہی اس کی فروخت کروا کر اسے واپس منگوا لیا گیا تھا۔اگلے روز افواہوں کا

دور چلا کہ جنرل ضیاء کو بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی نے فون کیا کہ نالے ماسی تے نالے چونڈیاں۔ایک جانب تو ہم سے دوستی کا دم بھرتے ہو دوسری جانب کشمیر پہ حق بھی جتاتے ہو۔کشمیر ہمارا ہے۔اسی سینہ گزٹ سے پتہ چلا کہ جنرل ضیاء نے فوراً ہی پینترا بدلا کہ کشمیر آپ کو مبارک ہو۔یہ کسی افسر کی غلطی ہے،اسے قرار واقعی سزا دی جائے گی ۔یادگاری ٹکٹ کی فروخت روک دی گئی ہے،اسے تلف کر دیا جائے گا۔بہتر ہے کہ ہم منشی پریم چند کے افسانے دو بیل کی طرح ہیرہ اور موتی بن کر محبت سے رہیں۔سینگ نہ الجھائیں۔افواہ ساز کہتے ہیں کہ راجیون مان گیا۔ کیونکہ پنڈت نہرو نے بہت زمانے پہلے کہا تھا کہ وہ خود کشمیری ہوتے ہوئے کشمیر کیسے دے آئے؟ خورشید احمد بھی کشمیری تھے۔اعلیٰ حکام نے طلب کیا اور استفسار کیا ٹکٹ چھاپنے سے پہلے اجازت کیوں نہ لی۔کشمیر کو متنازعہ کیوں دکھایا لکیر لگا کر۔اسے ملک سے کیوں جوڑا؟ خورشید احمد بولے کہ وہ خود کشمیری ہیں۔پالیسی بھی حکومتی یہی ہے کہ کشمیر ہمارا ہے۔اور وہ گیت بھی یاد دلایا ''کشمیر پہ لہراتا ہے جھنڈا اچھال کے'' اور رجز کا شعر ''لینا ابھی کشمیر ہے یہ بات نہ بھولو'' لیکن حکام ٹس سے مس نہ ہوئے۔''وزارت خارجہ سے یہ ڈیزائن کیوں منظور نہ کروایا۔؟'' اس کا بھی جواب دیا کہ محکمہ ڈاک اپنے یادگاری ٹکٹ خود ہی ڈیزائن کرتا ہے۔برٹش پوسٹل سروس کا بھی یہی قانون ہے۔ خورشید احمد بدستور مصر رہے کہ کشمیر تو پاکستان کا اٹوٹ انگ ہے چونکہ مسلم اکثریتی علاقہ ہے۔پاکستان میں شامل ہونا اس کا قانونی حق ہے۔مسلم اکثریتی علاقہ وہ بھلا کیسے دشمن کے حوالے کر دیں۔وہ اس کے لیے جہاد کے لیے بھی مستعد تھے بولے کشمیر کے پہاڑوں میں آزادی کی جنگ لڑتے شہید ہونا ہر محبّ وطن پاکستانی کا خواب ہے۔ شہادت ہی وہ عظیم منصب ہے جس کے خواب ہر مسلمان دیکھتا ہے اور کشمیر کے مسئلہ پر ضمیر عالم کو بیدار کرنا چاہتے ہیں۔ان کے پاس بندوق یا توپ نہیں ابلاغ کا ذریعہ تو ہے۔یادگاری ڈاک ٹکٹ کے ذریعے وہ کشمیر کی آزادی کی آزادی کی آواز بلند رکھنے کے عزم کا اظہار کرتے رہے۔وہاں عجب سے ملک کا فور بیٹھے تھے لکڑ پتھر کے حاکم کوئی ٹس سے مس نہ ہوا۔اور خورشید احمد انگریزی ادب کے باشعور انسان کہاں جھکنے والے تھے۔

آخر میں انہیں کہا گیا کہ وہ کیا اپنا دفاع کرنے کے لیے انکوائری کا سامنا کریں گے یا کہ گھر جانا پسند کریں گے۔خورشید احمد وہیں سے گھر لوٹ گئے۔سرکاری گاڑی دفر واپس کر دی۔فوری طور پر فاخر حسن کو محکمے کا سربراہ لگا دیا گیا۔محکمہ ڈاک کی تاریخ میں کبھی بھی ایک ٹکٹ چھاپنے پہ ایسا سخت فیصلہ نہ ہوا تھا۔ہمیں بچپن میں جہاد کشمیر کی

تعلیم دی گئی تھی۔ فلم بیداری جس میں جہاد کشمیر کا درس تھا ہمیں آدھے ٹکٹ میں دکھائی گئی۔ کوئٹہ کے سارے سکولی بچوں کو یہ فلم دکھانے لے جاتے رہے، بلکہ کوئی لڑکا فٹ بال کے کھیل میں کم ہمتی کرتا تو اسے ڈانٹ پڑتی کہ اتنے کمزور ہو جہاد کشمیر کیسے کرو گے۔ افغان مجاہدین پاکستان کے شناختی کارڈ بنا کر آباد ہوئے جاتے تھے۔ مختلف کاروبا رکر رہے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے کہ ڈیورانڈ لائن کو نہیں مانتے کچلاگ تک کا علاقہ ان کا ہے۔ افغان جنگ کے باعث کمرشل ازنے راہ پکڑی یورپ نے اڑھائی سو برس میں جو چھلانگ لگائی ہم بیس میں وہیں آن گرے کوئی کھل کر نہ بولتا۔ مار دھاڑ تھی، حالت یہ تھی کہ صحافیوں کو بھی کوڑے مارے جا رہے تھے۔ محکمہ بھی سیاہ چادر تلے آ گیا۔ خوف کا عالم تھا۔

پھر چند ماہ بعد میٹنگ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ پوسٹل سٹاف کالج کا حال خورشید احمد کے نام سے معنون ہو اتھا۔ ان کی بڑی خدمات تھیں۔ سرکاری ڈنر پر انہیں بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ویسے ہی ہنس مکھ تھے، مجھے بھی اپنائیت سے ملے۔ ''کیسے ہو گل؟'' انہیں جونیئر افسروں کے نام بھی یاد تھے۔ کشمیر پہ اپنے موقف پہ وہ بدستور قائم تھے۔ ہم انہیں کشمیر کا گمنام شہید قرار دیتے۔ رات گئے جب ہم بیچ میٹ پوسٹل سٹاف کالج کے ٹیرس پر پہنچ ہی رہے تھے تو میاں نواز نے انکشاف کیا ''خورشید صاحب کی زندگی خطرے میں لگتی ہے'' ہم اس کی سادگی پہ ہنس دیئے۔ نوکری سے برخاست کیا اب کیا کالے پانی بھجوا دیں گے؟ مگر نواز سنجیدہ تھا۔ ''ایم ڈی تاثیر کی جانب بھی کشمیر پہ گئی تھی۔ اچھے بھلے شام کو واک کر کے لوٹے تھے۔ اسی ٹکٹ کی بدلی ہوئی خفیہ پالیسی کا گواہ خورشید احمد ہیں۔ یہ ایک خفیہ یو ٹرن ہے جس کا پاکستانیوں کو کچھ علم نہیں ہے۔ تم لوگ جانتے ہو کہ ثبوت اور گواہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ نواز لاہور کا رہنے والا تھا اور ان دنوں کراچی کی پوسٹنگ پہ تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ تبھی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ باؤلا ہوئے جاتا ہے۔ میں کوہلو کا دورہ کر رہا تھا۔ ان دنوں موبائل نہ تھے۔ فائدہ بھی تھا کہ افسر ادھر اُدھر کھسک جاتے۔ بلوچستان 347190 کلومیٹر علاقہ میں کسی بھی افسر کو تلاش کرنا آسان نہ تھا۔ میں بھی اکثر رکھنی سے فورٹ منرو پار کر کے سرائیکی وسیب کے ادیبوں کے ہاں ملتان سے بھی آگے نکل جاتا۔ ادبی مجالس میں شامل ہو کر ملگری توب کا لطف اٹھا کر لوٹ آتا۔ میرے دفتر کے پاس وہی رٹا رٹایا جواب ہو کرتا کہ صاحب ٹور پر ہیں۔ کوہلو میں مجھے پہلا فون آیا،

چونکہ ٹیلی فون بگ گینگ کا م تھی اور خط تو ہمارے ہی سامنے سینئر ہوا کرتے میاں نواز محتاط تھا۔ ''دیکھو میں نے کہا تھا ؟تم لوگ مجھے سنجیدہ نہیں لیتے خورشید احمد پر حملہ ہوا ہے، شدید زخمی حالت میں پائے گئے ہیں۔''

مجھے سخت صدمہ پہنچا۔ انگریزی ادب کا دانشور اور پھر محکمہ ڈاک جیسے سرکک بلکہ مُرروہ محکمے کا افسر۔ ہمیں گریڈ انیس کچھ ہی دور دکھائی دے رہا تھا۔ شاعرانہ اشاروں کنائیوں میں گفتگو ہوتی رہی۔ مگر صبر دشوار تھا۔ میں بارکھان سے خبر کی وضاحت چاہی مگر فون میں کچھ گڑ بڑ تھی۔ لورالائی کے ایک پبلک کال آفس سے اسلام آباد خفیہ فون کیا۔ وہ دوست بھی اتنا ہی بتانے پہ رضامند ہوا کہ خورشید صاحب اکیلے رہتے تھے۔ شام میں ملازم بھی چلا جاتا اور اگلی صبح ہی لوٹتا۔ جب اس نے بیرونی تالا کھولا اور اندر آیا تو صاحب نہ ملے۔ ادھر اُدھر تلاشتا پھر تو باتھ روم کے فرش پہ شدید زخمی حالت میں پڑے تھے۔ پولیس اور رشتہ داروں کو فون دوڑائے۔ انہیں ہسپتال لے گئے۔ گر وہ دنیا سے منہ موڑ چکے تھے۔ مجھے یاد آیا کہ ملکی مفادات اور کشمیر پر گفتگو کرتے ہوئے وہ بہت سخت مؤقف پہ قائم تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ملکی سالمیت کا راستہ جہاد میں نکلتا ہے۔ جو قوم ملکی مفادات پہ پیچھے ہٹتی چلی جائے وہ پھر پیچھے ہی ہٹتی چلی جاتی ہے۔ اسی بھگدڑ میں کچلی جاتی ہے۔ ایسے میں کسی افسر نے رائے دی تھی ''مگر قومی مفاد میں تو کمپرومائز کرنا پڑتا ہے''۔

چونکہ وہ انگریزی ادب کے تھے، بہت محظوظ ہوئے ''اس کا کچھ اور مطلب بھی نکلتا ہے، کمپرومائزنگ پوزیشن''، زیرلب مسکرا کر کہا۔ اصل روئیداد کا کسی کو علم نہ تھا۔ شاہد نواز کے خدشات درست نکلے۔ پولیس نے ان کے لواحقین پر دباؤ ڈالا کہ حادثہ قرار دے کر کیس داخل دفتر کیا جائے۔ پاؤں رپٹ گیا اور گر پڑے۔ زخمی ہوئے اور چلے بسے۔ ورنہ مقدمہ برسوں چلے گا۔ انہیں بار بار بلایا جائے گا۔ زمین جائیداد کی تقسیم بھی نہ ہو پائے گی۔ گر کر زخمی ہونے کا مفروضہ تسلیم کرلیا گیا اور بات ختم ہوگئی۔

برسوں بعد جب کشمیر ہمارے ایٹمی پنجے سے نکلا تو وہ مجھے ڈاک کا ساٹھ پیسے والا ٹکٹ یاد آیا جسے پورا محکمہ تھیلیوں میں بھر بھر کر اسلام آباد بھجوایا جارہا تھا۔ نوکری بنا رہا تھا۔ میں نے بھی بلوچستان بھر سے کشمیر اکٹھا کیا اور تھیلے میں بھر کر اسلام آباد بھجوایا۔ میری نظریں اگلے گریڈ پر تھیں۔

مورخہ 18 فروری 2022ء کو 'پاکستان میں صحافت' کے موضوع
پر کیے گئے مکالمے کے تصاویری مناظر

حضرت محمد ﷺ کا نظام تعلیم وتربیت

تحریر:DSPارشد حسین

نظام تعلیم:

آج کا موضوع رسول ﷺ کے عہد میں نظام تعلیم اور علوم کی سرپرستی پر مبنی ہے۔مسلمانوں نے بعد کے زمانے میں جو علمی ترقیاں حاصل کیں اور جس کے باعث وہ علم ساری دنیا کے علوم بنے اور ساری دُنیا کے لوگ عربی کتب وادب کو پڑھ کر جدید ترین تحقیقات سے آگاہ ہوئے اُس کی حساسیت ظاہر ہے عہدی نبوی ﷺ کی تیار کردہ بنیاد یہی ہوسکتی تھی۔

آپ ﷺ کو سب سے پہلے جو خدائی حکم ملتا ہے وہ یہ کہ:

اقراء باسم ربک الذی خلق ' خلق الا نسان من علق اقراء وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الاانسان ما لم یعلم (96:5-1)

اس میں رسول ﷺ کو پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے پہلے آیت میں اللہ رب العزت کی طرف سے ایک حکم آتا ہے اور پھر پڑھنے کی اہمیت بھی اسی وحی میں بیان کردی جاتی ہے۔یعنی یہ کہ''قلم''ہی وہ ذریعہ ہے جو انسانی تہذیب و تمدن کا ضامن ومحافظ ہے اسی کے ذریعے سے انسان وہ چیزیں سیکھتا ہے جو اُسے معلوم نہیں ہوتیں انسانی تہذیب و تمدن علوم اور دیگر مخلوقات خاص کر جانوروں کے علم میں سے سب سے نمایاں فرق یہی ہے۔کہ حیوانات کا علم محض جبلی علم ہوتا ہے۔اسی لیے اس میں انسانی علم صرف جبلی ہی نہیں ہوتا بلکہ روز افزوں اس میں جدت واضافہ ہوتا رہتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے تجربوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اپنے ذاتی تجربوں سے بھی اپنے علم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں اور یہ سارا علم اپنی آئندہ نسلوں کو منتقل کردیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (85:17)

''اور تمہیں علم نہ دیا گیا ہے مگر تھوڑا''

مزید ارشاد ہے:

"قل رب زدنی علما" (114:20)

اور عرض کرو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما

اسی طرح کہ ایک ''ضرب المثل'' بھی مشہور ہے؛

اطلبو العلم من المھد الی اللحد

'' گود سے گور تک'' (یعنی پیدا ہونے سے موت آنے تک علم سیکھتے رہو۔)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

علم سیکھو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے

اشکال:

عقلی اور تاریخی نقطہ نظر سے مجھے اس پر اعتراض کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی بہر حال اس سلسلے میں پہلا سوال ہوگا کہ ''آپ ﷺ کو چین کا علم کیسے ہوا''؟

جب کہ عرب ایشیاء انتہائی مغرب میں ہے اور چین ایشیاء کے انتہائی مشرق میں ہے۔ اور ان دونوں ممالک میں کسی طرح کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا ان حالات میں رسول ﷺ کو کیسے علم ہوا کہ چین میں علوم وفنون پائے جاتے ہیں؟ سوال معقول ہے لیکن اگر ہمارا مطالعہ ذرا وسیع ہو اور ہمیں اپنی علیحدہ میراث سے ذرا زیادہ واقفیت ہو تو پھر یہ سوال باقی نہیں رہتا بلکہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ مثلاً مسعودی کی کتاب ''عروج الذہب'' کے نام سے ہمارا پڑھا لکھا شخص واقف ہے وہ بیان کرتا ہے کہ اسلام سے پہلے چینی تاجر عمان تک آتے تھے۔ بلکہ عمان سے آگے ابلہ یعنی بصرہ تک بھی پہنچتے تھے اور یوں یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ اس زمانے میں عربوں کے لیے چین اور چینی اجنبی نہیں

تھے۔اس سے بھی زیادہ قابل غور واقعہ ایک اور ہے کہ'' محمد بن حبیب البغدادی'' نے جو اپنے قبیلے کا بھی استاد ہے اپنی کتاب'' المجر'' میں لکھا ہے کہ ہر سال فلاں مہینے میں'' فربا'' نامی مقام پر ایک میلہ لگتا تھا جس میں شرکت کے لیے سمندر پار سے بھی لوگ آیا کرتے تھے۔ان لوگوں میں ایرانی بھی ہوتے تھے۔چینی بھی ہوتے تھے، ہندی اور سندھی بھی ہوتے تھے مشرقی لوگ بھی ہوتے تھے مغربی بھی ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔اس سلسلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو یاد دلاؤں۔ جب عمان کا علاقہ اسلام قبول کرتا ہے تو عمان میں ایک گورنر ہوتا تھا اس کے علاوہ حضور ﷺ نے ایک اور گورنر کا تقرر صرف بندرگاہ کے امور کے لیے فرماتے تھے۔اس سے اس مقام کی کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔غالباً اس انٹرنیشنل میلے کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوتے تھے۔تجارتی جھگڑے، کاروباری معاملات وغیرہ اس لیے عہد نبوی ﷺ خصوصی افسر کی ضرورت محسوس کی گئی۔ان دو واقعات کے بعد ہمیں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ رسول ﷺ سے چینوں کی ملاقات ہوئی تھی۔مسعودی کے بیان کے مطابق چینی تاجر اپنے جہازوں میں سمندری راستے عمان کے علاوہ ابلہ یعنی بصرہ تک پہنچ جاتے تھے۔بحرین کے لوگ جن کا نام قبیلہ عبدالقیس ہے اسلام لانے کے لیے مدینہ آتے تھے ایک روایت میں اس بات کی بھی تفصیل ملتی ہے کہ رسول ﷺ نے ان لوگوں سے کچھ سوالات کئے۔مثلاً فلاں شخص ابھی زندہ ہے، کہ فلاں سردار زندہ ہے، فلاں مقام کا کیا حال ہے۔آپ ﷺ کے ان سوالات کو سن کر وہ لوگ حیرت سے پوچھتے تھے۔کہ یا رسول اللہ آپ تو ہم سے بھی زیادہ ہمارے ملک کے شہروں اور باشندوں سے واقف ہے یہ کیسے ہوا؟ ان لوگوں کے اس سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ؛'' میرے پاؤں تمھارے ملک کو بہت عرصے تک روندتے رہتے ہیں'' دوسرے لفظوں میں وہاں بہت دنوں تک مقیم رہا ہوں۔اس صراحت کے بعد ہمیں شبہ نہیں رہتا کہ رسول ﷺ غالباً شادی کے بعد حضرت خدیجہؓ مال تجارت لے کر صرف شام تک جاتے ہیں جسکی صراحتیں موجود ہے۔بلکہ مشرقی عرب کو بھی جاتے تھے۔

تربیت

نفس کا تزکیہ اور اخلاقی تہذیب ایک کٹھن اور صبر آزما عمل ہے یہ ایک ایسا ہے آب و گیا صحرا ہے جہاں گرم

ہواؤں کے جھونکے ہیں بھورے رنگ کے پتھر اور گرم ریت ہے اس دشوار گزار صحراء کو عبور کرنے کے لیے ایک طرف عزم پیہم اور جہد و مسلسل ضروری ہے تو دوسری طرف صحراء کے نشیب و فراز سے بھی واقف ہونا ناگزیر ہے۔ کیوں کہ نفس کی تربیت اور اخلاق و کردار کی تہذیب وہ شجر طوبیٰ نہیں ہے جو چند دنوں کی محنت کے بعد برگ و بار لاتا ہے۔ بلکہ اس کے لیے سالہا سال کی محنت و جانفشانی اور مضبوط عزم و ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے اور جب تربیت و تزکیہ نفس کے اسلوب اور اس کے طریقہ کار کا علم نہ ہو تو اس وقت تک اس سلسلے میں کی جانے والی کوششیں فضول اور بے فائدہ ثابت ہوں گی۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے اس سلسلے میں ہمیں رہنمائی لینے کی ضرورت ہے اور اس باب میں آپ ﷺ کے طریقہ کار کو اُسوہ اور نمونہ بنانا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی بعثت کے چار بنیادی مقاصد بتائے گئے ہے، جن میں سے ایک تزکیہ نفس اور تہذیب و اخلاق ہے۔ قرآن کریم کے ان چار بنیادی مقاصد میں تزکیہ نفس ایک اہم اساسی مقاصد ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ تمام جدوجہد اور آپ ﷺ کی تمام تبلیغی سرگرمیوں کا محور و مقصود دراصل تزکیہ باطن اور اخلاق کی تہذیب ہی ہے اور اس کو ہر شخص کی فلاح و نجات کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید اس بات پر شاہد ہے کہ آخرت میں انسان کی نجات و کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ وہ اپنے نفس کو گناہ کی آلائشوں سے پاک رکھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

”قد افلح من زکا ہا وقد خاب من دسا ہا“

(ترجمہ) یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ ناکام و نامراد ہوا جس نے اس کی گندگیوں پر پردہ ڈالا (سورۃ الشّمس 10:9)

ظاہر ہے کہ جب آخرت میں انسان کی نجات تزکیہ نفس پر منحصر ہے تو انبیاء علیہ سلام کا اصل مشن یہی ہوا کیونکہ وہ پوری انسانیت کے لیے ہادی اور راہ نجات کی حیثیت سے دنیا میں بھیجے گئے۔ تزکیہ نفس کیا ہے؟ اس کا سادہ سا جواب ہے کہ تہذیب اخلاق اور نفس کی ترتیب کا نام ہی تزکیہ نفس ہے۔ انسان کے اندر سے اخلاق رزیلہ نکل کر اخلاق حمیدہ اور صفات محمودیہ پیدا ہو جائے بس اسی کو تزکیہ نفس کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی کا اگر مطالعہ

کیا جائے تو ترتیب تزکیہ نفس کا پہلو ہر جگہ نظر آئے گا۔آپ ﷺ اپنے صحابہؓ کی ترتیب کے لیے ہمیشہ فکر مند رہا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

(مفہوم) دلوں میں کچھ خواہشات اور میلان ہوتے ہیں اور کبھی وہ بات سننے کے لیے تیار ہوتے ہیں اور کبھی نہیں۔تم لوگوں کے دلوں میں میلان داخل ہو تو اس وقت اپنی بات کہو جبکہ وہ سننے کے لیے آمادہ ہو کیونکہ دل کا معاملہ ایسا ہے جیسے کسی بات پر مجبور کیا جاتا ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔یعنی بات کو قبول کرنے سے انکار کر بیٹھتا ہے۔

(الساب الاشرف الاذری باب نبذۃ من اقوال علی بن ابی طالب)

مورخہ 21 فروری 2022ء کو لیڈی انسٹرکٹر دُعا زہرہ ایم اے سائیکالوجی
سینئر افسران کو سٹریس مینجمنٹ کے موضوع پر لیکچر دے رہی ہیں

کالج میں بنے چڑیا گھر کے دلکش مناظر

سکھانے پڑھانے کا طریقہ
اور اساتذہ کے فرائض

تحریر:DSP باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر

مشہور قول ہے کہ ''جس نے معالج کی عزت نہ کی وہ شفا سے محروم رہا اور جس نے اُستاد کی عزت نہ کی وہ علم سے محروم رہ گیا'' بلاشبہ اسلام ہی معلم (استاد) کی بڑی قدر منزلت بتلاتا ہے امام انبیاء خاتم النبین، سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین حضور اکرم ﷺ جب رسالت کے عظیم منصب پر فائز ہوئے تو آپ ﷺ کو معلم کا منصب عطا فرمایا گیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا:۔

انما بعثت مُعلماً

(ترجمہ) میں بطور معلم (اُستاد) مبعوث کیا گیا ہوں۔(ابن ماجہ)

سیدنا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے مشکلات میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بلکہ معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا (صحیح مسلم)۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

''میں تمھارے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں کہ تمھیں علم و حکمت سکھاتا ہوں۔ استاد درجہ باپ کے برابر ہے''۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''تیرے تین باپ ہیں۔ ایک وہ جو تیرے دنیا میں آنے کا باعث بنا یعنی والد دوسرا وہ جس نے تجھے علم و آگاہی سے نوازا یعنی استاد، تیسرا وہ جس نے تجھے اپنی بیٹی دی ہے یعنی کہ سسر''

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق سے پوچھا گیا" آپ اتنی عظیم الشان اسلامی سلطنت کے خلیفہ ہیں کیا اس کے

باوجود آپ کے دل میں کوئی حسرت باقی ہے۔فرمایا

''کاش میں ایک معلم ہوتا''

امیرالمومنین سیدنا علی مرتضٰی کا قول ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی بتایا میں اسے اُستاد کا درجہ دیتا ہوں۔ اُستاد کا مرتبہ و مقام اور علم کا حقیقی سرچشمہ اللہ رب العزت ہے کہ جس نے حضرت آدمؑ کو علم کی بناء پر فرشتوں پر برتری دیا اور پھر انبیاء کے ذریعے انسانوں کو علم کے زیور سے اراستہ کیا۔ نبی اکرمؐ جب منصب رسالت پر فائز ہوئے تو اللہ جل شانہ نے اپنے محبوبؐ پر حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے جو پہلی وحی نازل فرمائی وہ پڑھنے ہی سے متعلق تھی فرمایا (ترجمہ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے (عالم) کو پیدا کیا۔جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھو اپنے رب کے نام سے پڑھو تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کی ذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اسے علم نہ تھا (سورۃ العلق 14.96)

اسلام سے قبل عربوں میں لکھنا پڑھنا معیوب سمجھا جاتا تھا بعث نبوت کے وقت پورے عرب میں صرف 17 افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے حضور اکرمؐ نے علم کی اہمیت کے پیش نظر اس کی ترویج و اشاعت پر خصوصی توجہ دی۔ مدینہ ہجرت فرماتے ہی مسجد نبویؐ کی تعمیر کے ساتھ مسجد کے صحن ہی میں درس و تعلیم کے لیے ایک چبوترے کی تعمیر فرمائی جو "صفہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دنیا اسلام کی پہلی درس گاہ قرار پائی جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے حضورؐ سے قران و حدیث اور فقہاء کی تعلیم حاصل کر کے دنیا کی تاریکی کو اسلامی تعلیمات کی روشنی سے منور فرمایا اصحاب صفہ دن رات خدمت دین اور حصول علم میں مصروف رہے۔ اللہ کے نبیؐ بہ نفس نفیس ان اصحاب کو درس و تعلیم دیتے اور ان کے تربیت فرماتے۔ آپؐ نے فرمایا "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے" غزوہ بدر میں جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتے تھے آپؐ نے ان کا ہدیہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو قیدی دس دس مردوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔

اُستاد کا ادب واحترام

اُستاد کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کے شاگرد اس کا ادب واحترام کریں۔اس کے ساتھ عزت، عاجزی وانکساری کے ساتھ پیش آئیں۔اس کا کہنا مانیں اور جو تعلیم وہ دے اس پر عمل پیرا ہو اُستاد روحانی باپ ہوتا ہے۔اس کا حق

اپنے شاگردوں پر اتنا ہی ہے کہ جتنا ایک باپ کا اولاد پر۔ ماں باپ اگر اس دنیا میں آنے کا ذریعہ بنتے ہیں تو اُستاد اسے اچھی اور باعزت زندگی جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے اسے علم کے زیور سے آراستہ کرتا ہے اس کی اخلاقی تربیت کرتا ہے، اس کی شخصیت سازی و کردار سازی میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔ یعنی پتھر کو تراش کر ہیرا حاصل کرتا ہے تاکہ وہ معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکے جس طرح والدین کے احسانات کا بدلہ نہیں چکایا جا سکتا اس طرح اُستاد کے احسانات کا بدلہ بھی نہیں اُتارا جا سکتا۔ ماضی کے اوراق مسلمانوں کو عظیم الشان تاریخ اساتذہ کے ادب و احترام کے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔ بنو عباس کے خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے امین کو مشہور عالم امام صمعیؒ کے پاس علم و ادب کی تربیت کے لیے بھیجا کچھ دنوں بعد خلیفہ صاحبزادے کی تعلیم و تربیت کا جائزہ لینے کے لیے بغیر اطلاع وہاں پہنچے دیکھا کہ امام صمعی وضو کرتے ہوئے اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ امین پانی ڈال رہا ہے۔ یہ دیکھ کر خلیفہ وقت کو بڑا غصہ آیا اور امام صمعی سے کہا کہ حضرت میں نے اسے آپ کے پاس علم و آدب سیکھنے کے لیے بھیجا ہے اور آپ کو اسے حکم دینا چاہیے تھا کہ یہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کا پاؤں دھوئے۔ ہارون رشید وہاں سے واپس ہوئے اور اپنے دوسرے بیٹے مامون کو بھی امام صمعی کے پاس بھیج دیا۔ اب دونوں شہزادوں کا یہ حال تھا کہ امام صمعی مسجد سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو دونوں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی جوتیاں اُٹھانے کی لیے دوڑ پڑتے۔

اسباب

یہ ہماری کم قسمتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں اُستاد معاشی طور پر نہایت پسماندگی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور ہمارے معاشرے میں تعلیم کا شعبہ دیگر شعبوں کے مقابلے میں کم تر سمجھا جاتا ہے اسی وجہ سے شعبہ تدریس کا انتخاب اہل ذہین اور قابل نوجوانوں کی آخری ترجیح ہوتی ہے۔ حالانکہ قوموں کی ترقی و عروج کے حوالے سے علم کا حصول بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ محکمہ تعلیم کی نااہلی اور معاشرے کی بے حسی اُستاد کی معاشرتی خدمات کے عوض اس کا حق ہے کہ اسے سوسائٹی میں اعلیٰ مقام دیا جائے نئی نسل کی تعمیر و ترقی دنیائے انسانیت کی نشوونما، معاشرے کی تعمیر و تشکیل اور فلاح و بہبود با صلاحیت اور با کمال اَساتذہ کے بغیر ممکن نہیں۔ زندگی کے تمام پیشے تدریس سے ہی جنم

لیتے ہیں۔ دنیا کا کوئی علم اُستاد کے بغیر حاصل نہیں کیا جاتا۔ کامیابی و کامرانی کی شاہراہ پر گامزن ہونے کے لیے قدم بہ قدم اُستاد کی ضرورت پڑھتی ہے۔ اُستاد اگر اپنے فرئض سے غفلت برتے تو معاشرے کی بنیاد ہل جاتی ہے نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہے۔ معاشرہ حیوانیت، نفس پرستی اور مفاد پرستی کی تصویر بن کر جہنم کا نمونہ پیش کرنے لگتا ہے اور پھر ذلت و رسوائی قوم کا مقدر بن جاتی ہیں۔ ان سب حالات کے باوجود یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے کا سب سے مظلوم طبقہ اُستاد اور سب سے غریب پیشہ تدریس ہے۔

طریقہ کار

ہر اُستاد کے اپنا ہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ چونکہ روائیتی تدریسی اسلوب وقت کے ساتھ ساتھ اُبھرتے ہیں لہٰذا زیادہ تر اَساتذہ اپنے طلباء کی سیکھنے کی ضروریت کو مدنظر رکھ کر پڑھانے کا انداز اختیار کرتے ہیں۔ بنیادی اسلوب اختیار جو دورِ حاضر کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں۔

(1) لیکچر اسٹائل

اس اسٹائل میں استاد ہی تدریس کا محور ہوتا ہے۔ اور کثرت سے لیکچر یا یکطرفہ پریزنٹیشن کا طریقہ استعمال کرتا ہے۔ طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ نوٹس لیں گے یا از خود معلامات جذب کریں گے۔

خوبیاں

یہ انداز اعلیٰ تعلیمی کی کلاسز اور طلباء کی بڑے گروپوں کیساتھ مثلاً آڈیٹوریم میں تدریس کے لیے موزوں ہے۔ لیکچر کا طریقہ تاریخ جیسے مضامین کے لیے مناسب ہے جس میں اہم حقائق، تاریخ ناموں وغیرہ کو یاد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

خامیاں

اس اسٹائل پر بہت اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں اَساتذہ اور طلباء کے مابین دوطرفہ ابلاغ نہیں ہوتا نیز بعض بچے لیکچر کے دوران میں پوری طرح توجہ مبذول نہیں رکھ پاتے یہی وجہ ہے کہ یہ طریقہ بڑے طلباء کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

(2) سہولت کار اسٹائل

سہولت کار طلباء خود سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ وہ طالب علموں میں تنقیدی سوچ کی مہارت کو فروغ دیتے ہیں اور اس طرح معلومات مہیا کرتے ہیں۔ جس سے طلباء کو خود شناسی کی منزلیں طے کرنے میں مدد ملتی ہے۔

خوبیاں

اس انداز سے طلباء کو سوال پوچھنے کی تربیت ملتی ہے اور تحقیق کے ذریعے جوابات اور حل تلاش کرنے کی مہارت پیدا ہوتی ہے یہ طریقہ سائنس جیسے مضامین کی تدریس کے لیے بہت موزوں ہے۔

خامیاں

اس انداز میں ضروری ہے کہ اساتذہ طلباء سے بات چیت کریں اور محض رٹے کے ذریعے حقائق بیان کرنے اور علم کی جانچ کی بجائے ان کو خود دریافت کرنے کی ترغیب دیں۔ لہٰذا طلباء کی کارکردگی کی ٹھوس انداز میں پیمائش قدرمشکل ہے۔

(3) تفویض کرنے کا اسٹائل

تفویض کرنے کا اسٹائل اس مواد کے لیے موزوں ہے جس میں لیبارٹری کی سرگرمیوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً حیاتیات یا کیمیسٹری یہ اندازہ ایسے مضامین کی تدریس میں بھی مددگار ہوتا ہے جس میں ساتھیوں کو ایک دوسرے کی رائے بحث وتمحیص اور تخلیقی تحریر کی ضرورت پیش آتی ہے۔

خوبیاں

اُستاد کی رہنمائی میں دریافت کی عمل اور تخلیق کے ذریعے سیکھنے میں استاد کو ایک مبصر کی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو طلباء میں مشترکہ مقاصد کی طرف متحد ہو کر کام کرنے کا شوق پیدا کرتی ہے۔

خامیاں

اسے تعلیم کا ایک جدید انداز سمجھا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس اسٹائل پر تنقید کی جاتی ہے کہ اس میں اساتذہ کا اختیار بہت محدود ہو جاتا ہے ایک تفویض کنندہ کی حیثیت سے اُستاد روایتی بااختیار شخصیت کی بجائے زیادہ تر مبصر کی حیثیت کا کام کرتا ہے۔

(4) مظاہراتی اسٹائل

اس طریقے میں بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ طلباء کو معلومات سے متعلقہ چیزیں دکھا کر دراصل لیکچر کا اندازہ ہی اپنایا جاتا ہے۔ یہاں لیکچر کے ساتھ ساتھ اسباق میں ملٹی میڈیا پریزنٹیشنز، سرگرمیاں اور کچھ مزید چیزوں کا مظاہرہ بھی شامل ہوتا ہے۔ ریاضی اور سائنس وغیرہ کو اس طریقے سے پڑھایا جاسکتا ہے۔

خوبیاں

اس اسٹائل میں زیادہ اساتذہ کو تدریس میں کچھ نئی چیزیں شامل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ مثلاً ملٹی میڈیا پریزنٹیشن یا کچھ اشیاء کا مظاہرہ۔

خامیاں

اگرچہ اسٹائل ریاضی، موسیقی۔ جسمانی تعلیم یا آرٹس اور دستکاری کی تعلیم کے لیے مناسب ہے لیکن اس طریقے میں بڑے کلاس رومز میں طلباء کی انفرادی ضروریات کو پورا کرنا مشکل ہے۔

(5) ملاجلا (ہائبرڈ) اسٹائل

اس انداز میں پڑھانے کے لیے اُساتذہ ایک مربوط طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے اپنی شخصیت طلبہ کی ضروریات اور نصاب سے ہم آہنگ مناسب طریقوں کی مدد سے سبق میں طلباء کی دلچسپی پیدا کرتے ہیں۔

خوبیاں

اس انداز میں پڑھانے سے تقریباً تمام ہی طلباء سبق میں مشغول ہوجاتے ہیں اُساتذہ کو طلباء کی ضروریات اور مضمون کی مناسبت سے اپنی تدریس حکمت عملی طے کرنے میں مدد ملتی ہے۔

خامیاں

ہائبرڈ اسٹائل میں اُستاد کو تمام طلبہ کے لیے بہت ساری چیزیں کرنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اُساتذہ کو ہر طالب علم تک پہنچنے کے لیے بہت باریک بینی سے کام لینا ہوتا ہے۔ جس کے لیے بہت مہارت کی ضرورت ہے۔

مسجد عثمان پی ٹی سی میں ٹرینیز کا باجماعت نماز کے لیے بیٹھے ہوئے ایک خوبصورت منظر

مین گیٹ کا سنگ بنیاد

تحریر: بشارت خان ASI

ہر دور ہر زمانے میں جدت آتی رہی اور ترقیاتی کام ہوتے رہے۔ کسی افسر نے ٹریننگ پر فوکس رکھا تو کسی نے نصاب پر کسی نے زیر تربیت افسران کو دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا مگر 2016ء ایک ایسا سال گزرا جس میں پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب کی پہلی بار بطور کمانڈنٹ تعیناتی ہوئی۔ جناب کمانڈنٹ صاحب اس قدیم تربیتی درسگاہ کے اب تیسری بار کمانڈنٹ تعینات ہیں۔ تب سے پی ٹی سی کی تاریخ میں متعدد ترقیاتی کام، نصابی اور تربیتی سرگرمیوں پر ایک ساتھ کام شروع ہوا۔ کسی ایک چیز کو پس پردہ رکھ کر ایک ہی سرگرمی پر توجہ مرکوز نہیں کی گئی بلکہ جہاں ترقیاتی کام ہو رہے تھے وہیں ٹریننز کی تربیتی سرگرمیوں میں شمع پریڈ، خاموش پریڈ، ماس پی ٹی جیسی سرگرمیوں کا اضافہ بھی ہو رہا تھا۔ اسی طرح تمام کورسز کے نصاب کا از سر نو جائزہ لے کر کُتب ہائے میں نئے قوانین وضوابطہ کو بھی شامل کیا گیا اور قانون سے واقفیت کے لیے ماہرین کے سپیشل لیکچر کا بھی باقاعدہ آغاز ہوا۔ علاوہ ازیں زیر تربیت افسران کے لیے سینڈ یکیٹ، گروپ ڈسکشن، موک ٹرائل اور سیکنڈ ٹائم بھی کلاسز شروع کی گئیں۔ گویا کہ زیر تربیت افسران کا یہ ماننا تھا کہ فصیح الدین صاحب ہمیں پولیس آفیسر کے ساتھ ساتھ پروفیسر بنا کر ہی بھیجیں گے۔ مختصر یہ جناب کمانڈنٹ صاحب کی دور اندیشی اور ذاتی دلچسپی کی وجہ سے کوئی امر ایسا نہیں تھا جس پر کام نہ کیا گیا ہو۔ چاہے وہ تعمیرات سے متعلق ہو، نصاب سے متعلق ہو، تربیت سے متعلق ہو یا پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے سے متعلق ہو۔ ہر شعبے کی تعمیر و ترقی کے لیے کام ہوتا رہا۔ سال 1935ء میں پولیس ٹریننگ کالج ھنگو قائم ہوا جو انڈین آرمی کے بیس کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ آزادی پاکستان کے بعد یہ

پولیس کے ٹریننگ کے سنٹر کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دیتا رہا اور سال 1992ء میں کالج کا درجہ پا کر اب تک لاکھوں کی تعداد میں ملک بھر کی پولیس کے افسران کو تربیت دے چکا ہے۔ درجنوں افسران بطور پرنسپل اور کمانڈنٹ آئے اور چلے گئے کسی نے بھی کالج کے مین گیٹ پر توجہ مرکوز نہیں کی۔ چنانچہ یہ صاحب موصوف کی تعیناتی لگن اور ذاتی دلچسپی ہی ہے جنہوں نے اس بات کو نا گوار جانا کہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل کالج جہاں سے لاکھوں کی تعداد میں ملک بھر کی پولیس تربیت حاصل کر رہی ہے اس کا گیٹ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ مورخہ 23 فروری 2022ء کو جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے پی ٹی سی کے مین گیٹ کا سنگ بنیاد رکھ کر پی ٹی سی کی تاریخ میں ایک اور باب کا اضافہ کیا۔ اس سنگ بنیاد کے موقع پر جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ، جناب ارشد حسین ڈی ایس پی ایڈمن، جناب باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر، جناب امتیاز خان ریزروانسپکٹر، جناب عالم خان سپرنٹنڈنٹ، جناب جان عالم چیف اے ٹی ایس سمیت اسرار خان لائن آفیسر، گل بت خان انچارج کنسٹرکشن اور سب انجینئر محمد سہیل شامل تھے۔ جناب کمانڈنٹ صاحب نے اپنے دست مبارک سے گیٹ کا سنگ بنیاد رکھا اور تمام شرکاء نے کالج کی سلامتی اور تعمیر و ترقی کے لیے دعا بھی کی۔ بعدہ جناب کمانڈنٹ صاحب نے سٹاف اور ٹرینیز میں اپنے ہاتھوں سے مٹھائی تقسیم کی۔ پی ٹی سی کے اس مین گیٹ نے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی خوبصورتی میں اضافہ کیا ہے۔ کالج کے گیٹ پر دن رات کام شروع ہے جس کی نگرانی خود جناب کمانڈنٹ صاحب کرتے ہیں اور جلد ہی یہ اپنے تکمیلی مراحل میں ہوگا۔

مورخہ 23 فروری 2022ء پی ٹی سی کے مین گیٹ کے سنگ بنیاد کی تصویری جھلکیاں

پی ٹی سی مین گیٹ کی تعمیرات کی ایک تصویری جھلک

آئی جی پولیس کا دورہ پی ٹی سی اور ورائٹی شو کی تقریب

رپورٹ: حضرت علی ASI

مورخہ 22 مارچ 2022ء کو جناب معظم جاہ انصاری انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا نے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو دورہ کیا۔ بوقت 04:00 بجے کالج ہذا میں آمد کی۔ جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج، ھنگو نے جناب آئی جی پولیس کا استقبال کیا۔ انسپکٹر حسن فقیر خان چیف ڈرل انسٹرکٹر نے آئی جی پولیس کی آمد پر انہیں گارڈ آف آنر پیش کی۔ سلامی کے بعد جناب معظم جاہ انصاری صاحب نے یادگار شہداء پر پھولوں کا گلدستہ رکھا اور تمام شہداء کے درجات کی بلندی اور لواحقین کے صبر کے لیے دعا اور فاتحہ خوانی کی گئی۔

یادگار شہداء پر حاضری دینے کے بعد آئی جی پولیس نے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کا دورہ کیا۔ جس میں سروس بلاک کا دورہ کرتے ہوئے کمانڈنٹ پی ٹی سی کے تعمیراتی وژن کو کو خوب سراہا کہ انہوں نے ٹرینیز و سٹاف کی آسائش و آرائش کا خیال اپنے بچوں کی طرح رکھا ہوا ہے۔ سروس بلاک میں بنے بار بر شاپ کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جتنی اچھی طرز و تعمیر پر یہاں پی ٹی سی میں ٹرینیز کے لیے بار بر شاپ بنائی گئی ہے اتنی شاید ہی کسی پولیس یونیورسٹی میں بھی ہو۔ یہ سب کمانڈنٹ پی ٹی سی کی دلچسپی کا نتیجہ ہیں۔ اس کے بعد ڈسپنسری کا دورہ کیا جس میں بیمار ٹرینیز سے دریافت کیا۔ جنہوں نے بتلایا کہ ڈسپنسری پی ٹی سی میں کسی خاص نعمت سے کم نہیں ہے اور یہاں ہی ہر طرح کی سہولت میسر ہے۔ جس پر آئی جی پولیس نے اطمینان کا اظہار کیا۔ اسی طرح اس قدیم مادرِ علمی کا دورہ کرتے ہوئے کالج کی ایڈمنسٹریشن اور اساتذہ کرام کو بھی داد دیتے رہے۔ اس کے بعد ہاسٹلز کا دورہ کیا اور ٹرینیز سے ملاقات کی۔ آئی جی پولیس نے ٹرینیز سے ٹریننگ سے متعلق دریافت کیا اور ٹرینیز کو ٹریننگ سے مطمئن پا کر

اس عظیم کالج کی عظمت کو بڑھانے میں فصیح الدین اشرف صاحب کی انتھک محنت کو خراج تحسین پیش کیا۔ آئی جی پولیس نے پی ٹی سی کے مختلف مقامات کا دورہ کیا اور کالج کے ڈسپلن اور صفائی کو سراہا۔

بعد نماز مغرب یوسف شہید پریڈ گراؤنڈ میں شمع پریڈ کی گئی۔ یاد رہے شمع پریڈ آج سے پچیس سال قبل پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں کرائی جاتی تھی جو کسی ناگزیر وجوہات کی بناء پر رکی ہوئی تھی۔ کمانڈنٹ پی ٹی سی جناب فصیح الدین اشرف کی ٹریننگ میں دلچسپی کی بدولت آج آئی جی پولیس کے دورے کے موقع پر تیار کر کے شمع پریڈ کی جارہی تھی۔ شمع پریڈ کے جوانوں کے گراؤنڈ میں آتے ہی پورا پریڈ گراؤنڈ رنگ برنگ روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔ پریڈ کے جوانوں نے آئی جی پولیس کا باآواز بلند استقبال کیا اور اپنے فن کے مظاہرے جن میں شمع کے ساتھ پی ٹی سی کا نام لکھنا خیبر پختونخوا پولیس زندہ باد، پاکستان کا پرچم بنانے جیسے کئی مظاہرے شامل تھے۔ جس کو آئی جی پولیس اور تمام مہمانان گرامی نے بے حد پسند کیا۔ جوانوں کی اس محنت کو داد دی اور کمانڈنٹ پی ٹی سی کی ٹریننگ میں خصوصی دلچسپی کو داد دیے بنا بھی نہ رہ سکے۔

بوقت شب 10:00 بجے سلیمان ہاسٹل کے گراؤنڈ میں ورائٹی شو پروگرام کی تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں آئی جی پولیس جناب معظم جاہ انصاری، ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو، جناب طاہر ایوب ریجنل پولیس آفیسر کوہاٹ، عمائدین علاقہ، اساتذہ کرام، زیر تربیت ٹرینیز اور خواتین نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ورائٹی شو کی اس تقریب کے مہمان خصوصی انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا تھے۔ سب سے پہلے ورائٹی شو کی تقریب کا آغاز تحریری خاکہ سے کیا گیا جس میں ٹرینیز نے بڑے ہی شاندار طریقے سے تمام مہمانان گرامی کا استقبال کیا۔ اس کے بعد قوالی، مختلف خاکے، ڈرامے، گانے، نظمیں، غزلیں اور خبرنامہ پیش کیا گیا۔ خصوصی طور پر ثقافتی رقص کا بھی انعقاد کیا گیا تھا۔ ٹرینیز نے پی ٹی سی سے متعلق ٹریننگ پر اپنے محکمۂ کے اُوپر خاکے بنائے جن کو ڈرامائی انداز میں ناظرین کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس کو مہمان خصوصی سمیت تمام حاضرین نے خوب سراہا اور ان غیر نصابی سرگرمیوں کو بھی ٹریننگ کا ایک لازمی جزو قرار دیا۔ ثقافتی رقص نے محفل کو چار چاند لگائے ڈھول کی تھاپ نے ہر دل کے تار کو چھیڑ کے رکھ دیا۔ ثقافتی رقص میں ہزارہ ڈانس، پشاور ڈانس، خٹک ڈانس اور چترالی ڈانس شامل

تھے۔جن کو حاضرین نے سیٹیوں اور تالیاں بجا کر خوب داد دی۔اس کے بعد سٹیج سیکرٹری کی دعوت پر کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو نے شرکائے محفل سے خطاب فرمایا۔

کالج ہذا کے سربراہ ڈاکٹر جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو نے اپنے خطاب کا آغاز اس شعر سے فرمایا۔

؎ بہت ہی دُور ستاروں کی آبشاروں میں
جہاں کے چاند کی کرسی بچھائی جاتی ہے
تمھیں قسم ہے چلو نا وہی چلیں جائیں
سُنا ہے عشق کی بستی بسائی جاتی ہے

کمانڈنٹ پی ٹی سی نے جناب معظم جاہ انصاری انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا کو خوش آمدید کہا۔ مہمان خصوصی سمیت ریجنل پولیس آفیسر طاہر ایوب، ڈپٹی کمشنر ھنگو، ڈی پی او ھنگو کے ساتھ تمام سول و جوڈیشل افسران، عمائدین علاقہ، دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے مہمانان گرامی، میرے قابل قدر اساتذہ کرام وخواتین آپ سب کو میرا اسلام پہنچے۔عشق کی اس بستی کو بسانے میں جتنا آپ کا ہاتھ ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔لیکن آج عید کا سماں اس طرح ہے کہ ہمارے صوبائی قائد پولیس نے اس قدیم ادارے میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔میں جب سے ان کے ساتھ ہوں انہوں نے کئی بار اپنی خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ہمارے کالج کے ایسے کئی خاموش سپاہی ہیں جو کالج کی بے لوث، بے دریغ خدمت کرتے ہیں۔کبھی کسی چیز کا سلہ نہیں مانگتے۔ہمارے محترم مہمان خصوصی آج ان کو اپنے دست مبارک سے سرٹیفکیٹ عنایت فرمائیں گے۔کمانڈنٹ پی ٹی سی نے اپنی نظم کے چند اشہار مہمان خصوصی کی خدمت میں پیش کیے اور انہیں دعوت خطاب دیا۔

جناب معظم جاہ انصاری انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا نے شرکائے محفل سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو، طاہر ایوب ریجنل پولیس آفیسر، میرے ہر دل عزیز جوانوں اور خواتین محفل مجھے یہاں آ کر انتہائی خوشی ہوئی ہے۔مجھے فصیح الدین صاحب نے جب اس عظیم درسگاہ میں آنے

کے لیے مدعو کیا تو میں نے ایک منٹ بھی نہیں سوچا اور ہاں کر دی یہ میرے لیے خوشی کی بات ہے۔ میں شام میں یہاں پہنچا ہوں شمع پریڈ کا معائنہ کیا ہے اور ابھی ورائٹی شو پروگرام میں موجود ہوں اور کل پاسنگ آؤٹ پریڈ بھی ہو گی۔ ان تمام میں اچھی کارکردگی کے حامل لوگ چاہے وہ سینئر لیول کے ہیں یا ریکروٹ ہیں میری نیک خواہشات ان کے ساتھ ہیں۔ آئی جی پولیس نے خطاب کرتے ہوئے کہا میں پچھلے دو گھنٹوں سے آپ کے ساتھ ہوں آپ نے جتنے بھی آئٹم پیش کیے ان میں آپ کی محنت قابل دیدنی ہے۔ شوق اور طنز و مزاح سے بھرپور خاکے آپ نے پیش کیے۔ آپ نے اپنے تربیتی عرصہ کے دوران جس جس چیز سے گزرے ہیں اس کو آپ نے ایک مزاحیہ رنگ دیا، اور مزاحیہ رنگ دینے کے بعد اپنی تمام تکلیفوں کو بھلا کے آئندہ اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے آپ تیار ہوئے۔ آئی جی پولیس نے خطاب کے دوران بتایا کہ مجھے ہمیشہ سے ٹریننگ سنٹر سے ایک خاص لگاؤ رہا ہے اور بہت شوق کے ساتھ میں ٹریننگ سنٹر میں جاتا ہوں۔ ھنگو سے میرا اس لحاظ سے تعلق ہے کہ آج سے اکتیس سال پہلے 1991ء میں میری پہلی پوسٹنگ اے ڈی او ایف سی بطور اے ایس پی ہوئی۔ اس کالج کے ساتھ ایف سی جو قلعہ ہے اس میں آیا اور ایک سال تک اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ آج آپ لوگوں کے اندر جو بھائی چارہ مجھے نظر آ رہا ہے اسے دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے۔ یہی بھائی چارہ ہے کہ آج خیبر پختونخوا پولیس آپ کے اس بھائی چارے کی وجہ سے مثالی پولیس بنی ہوئی ہے اور پختونخوا کو امن کا گہوارہ بنایا ہوا ہے۔ اس امن کو لانے کے لیے آپ تمام نے قربانیوں کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کی ہیں۔ آئی جی پولیس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خیبر پختونخوا پولیس نے دو ہزار پولیس جوانوں و افسران کی قربانی دی۔ میں دس ماہ قبل خیبر پختونخوا پولیس کی شاندار کمانڈ سنبھالی تو میں پشاور ہائی کورٹ چیف جسٹس صاحب کو ملنے گیا۔ چونکہ پولیس کا اور عدلیہ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ خیبر پختونخوا پولیس کی چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ نے تعریف کی۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ عدلیہ کے میں پولیس کے لیے کوئی عزت نہیں ہوتی یا قدر نہیں کرتے۔ مگر چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ نے کہا جب وہ جج نہیں پشاور ہائی کورٹ کے ایک وکیل تھے وہ تب سے پختونخوا پولیس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مہمان خصوصی جناب معظم جاہ انصاری صاحب نے شرکائے محفل کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ خیبر پختونخوا پولیس کی جو امیج بنی ہوئی ہے اس کو کبھی خراب نہ

ہو دیں۔ یہ جو آج ہم سب یہاں موجود ہیں عوام کے ٹیکسوں سے تنخواہ لیتے ہیں۔ یہ جو آج یہاں رونق موجود ہے ہمارے گرد ایک عزت کا جال ہے یہ سب عوام کے ٹیکسوں کی وجہ سے ہم تک پہنچتا ہے۔ اس لیے عوام کو عزت دینی ہے ان کا خیال رکھنا ہے۔ پولیس عوام کی خادم ہے نہ کہ حاکم۔ آپ سب کی محبتوں کا بہت شکریہ۔ والسلام

مورخہ 22 مارچ 2022ء کو ورائٹی شو پروگرام کے موقع پر ٹرینیز کا ایک منظر

مورخہ 22 مارچ 2022ء کو آئی جی پولیس کے دورے اور ورائٹی شو پروگرام کی تصویری جھلکیاں

CRIME

KPK

KPK

قدیم تربیتی ادارے کی 'ڈسپنسری'

تحریر: رضوان اللہ SI

زمانہ قدیم سے ایف سی لائن ھنگو میں دو عدد ڈسپنسریاں تھیں جن میں ایک ایف سی اہلکار اور دوسری پولیس ملازمین پی ٹی سی اور ٹرینیز کے لیے مختص تھیں۔ پولیس ٹریننگ کالج سے بیمار اہلکار قریبی ڈسپنسری میں جاتے اور اپنا علاج معالجہ کرا کر واپس آ جاتے تھے۔ دہشت گردی کی لہر کی وجہ سے سال 2008ء میں ایف سی لائن میں فوج کی آمد ہوئی اور ملکی حالات کے پیش نظر پولیس ٹریننگ کالج کے اہلکاروں کا اس ڈسپنسری میں جانا ناممکن ہو گیا۔ جس کی وجہ سے کالج کے بیمار ٹرینیز و سٹاف کو سول ہسپتال ھنگو علاج معالجے کے لیے بھیجا جاتا رہا۔ معمولی بیماری سر درد، کھانسی زکام، بخار کے لیے بھی سول ہسپتال ھنگو جانا پڑتا جس کی وجہ سے تربیتی سرگرمیاں شدید متاثر ہوتی تھیں اور یہ سلسلہ سال 2021ء تک اسی طرح چلتا رہا۔ فرسٹ ایڈ دینے کے لیے کالج کے اندر ایک چھوٹا سا میڈیکل سٹور تھا جو نہ ہونے کے برابر تھا۔ جس سے معمولی قسم کی بیماروں کے لیے ادویات فراہم کی جاتی تھیں۔

سال 17-2016ء میں جناب فصیح الدین صاحب کی خصوصی کاوشوں کی وجہ سے UNODC کے تعاون سے ایک جدید اور تمام تر سہولیات سے آراستہ گیارہ بیڈ پر مشتمل ڈسپنسری تعمیر کرائی گئی۔ اس ڈسپنسری کے لیے بار بار میڈیکل افسر کے لیے لکھا گیا اور ھنگو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رابطہ بھی کیا گیا مگر مستقل ڈاکٹر کی تعیناتی نہ ہو سکی۔ سال 2021ء میں صاحب موصوف کی تیسری بار بطور کمانڈنٹ تعیناتی پر ڈسپنسری کو فعال رکھنے کے لیے ایک SOP بنائی گئی اور ایک نظام متعارف کیا گیا کہ ٹرینیز سول ہسپتال جاتے ہیں اور چیک اپ کے بعد ڈاکٹر درجنوں ادویات ہاتھوں میں تھما دیتے ہیں جس سے ان کے پیسوں کا ضیاع ہوتا ہے اور زیادہ ادویات کے استعمال سے وہ مزید بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے زیر تربیت جوان ہر ماہ 50 روپے ڈسپنسری فنڈ کے لیے جمع کرتے

ہیں۔جمع شدہ رقم سے پشاور ہول سول مارکیٹ سے ادویات لائی جانے والی ادویات ٹرینیز وکلاس فورملازمین کو مفت میں فراہم کی جاتی ہیں۔مزید اگر کسی کو ڈاکٹر نے ایسی دوا تجویز کی ہو جو کالج کی ڈسپنسری میں میسر نہ ہو تو اس کے لیے ڈسپنسری فنڈ سے رقم کی ادائیگی کی جاتی ہے۔اس نئے نظام کا فائدہ یہ ہوا کہ نومبر 2021ء سے نومبر 2022ء تک 4500 اہلکاران کو مفت ادویات کی فراہمی کی گئی۔اس کے علاوہ کرونا وباء کے دنوں میں کرونا کے ٹیسٹ بھی اسی ڈسپنسری میں کیے جاتے رہے اور بطور قرنطینہ بھی زیر استعمال رہی ہے۔

فاطمید فاؤنڈیشن اور دیگر فاؤنڈیشن وغیرہ بھی عطیہ خون اسی ڈسپنسری میں لیتے ہیں۔نیز اس کے علاوہ اپنی مدد آپ کے تحت کچھ ضروری آلات بھی خریدے گئے جس سے ٹرینیز کی معمولی بیماریوں کا علاج پولیس ٹریننگ کالج کے اندر ہی ممکن ہوا ہے تربیتی سرگرمیوں پر بھی کوئی برے اثرات مرتب نہیں ہوئے۔یہ سب جناب کمانڈنٹ صاحب کی کاوشوں اور خصوصی دلچسپی کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔

مورخہ 22 مارچ، 2022 پی ٹی سی ھنگو دورے کے موقع پر انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا جناب معظم جاہ انصاری صاحب سے تعریفی اَسناد وصول کرنے والے خوش نصیب افسران کا مختصر تعارف

1۔ قاضی فیض محمد۔۔۔

پی ٹی سی میں سینئر انسپکٹر، نہایت خوش اخلاق اور بیدار مغز، صبح سے شام اور رات سے صبح تک پی ٹی سی سیکیورٹی اِنچارج کے طور پر ہر وقت موجود رہنے والا۔

2۔ غلام خان سب انسپکٹر۔۔۔

ان کی پیشہ ورانہ مہارت قابل داد۔ نہایت سخت گیر اُستاد کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ماس پی ٹی کے خوبصورت مناظر جو کل آپ دیکھیں گے غلام خان اُستاد کی محنت کا نتیجہ ہے۔

3۔ دستار علی شاہ۔۔۔

ہماری ہر محفل کی جان، ہر محفل کی آن، دستار علی شاہ، پی ٹی سی کا دستار، بقول خوشحال خان خٹک

د دستار سړی په شمار دی
چه دستار تړی هزار دی

4۔ فاروق شاہ۔۔۔

نائب چیف ATS تعینات ہیں۔ تمام ٹرینیز کی ATS سرگرمیوں کو مانیٹر کرنا۔ جدید تکنیک سکھانا اور اس میں مہارت دلانے میں ہر وقت مصروف عمل رہتے ہیں۔ قابل، محنتی اور ٹرینیز کے پسندیدہ اُستاد ہیں۔

5۔ عثمان خان۔۔۔

آپ شمع پریڈ دیکھ چکے ہیں۔ یہ ان کی ہی مرہون منت ہے۔ قریباً بیس برس سے کالج ہذا میں اپنی خدمات سرانجام دے رہیں اور خیبر پختونخوا کے ہر ضلع میں سینکڑوں کی تعداد میں ان کے شاگرد موجود ہیں۔ نہایت اچھے اخلاق کے مالک اور سلیقہ شعار اُستاد کے طور پر پورے صوبے میں مشہور ہیں۔

6۔ **خانزادہ خان۔۔۔**

آپ پی ٹی سی میں جہاں جائیں، آپ کو ایک ہی آدمی نظر آئے گا۔ جس کو نے کو بھی ٹٹولیں گے وہاں سے خانزادہ اُستاد نکلے گا۔ دن رات ایک کیے ہوئے دُنیا جہان سے بے پرواہ، اپنی پی ٹی سی کی دُنیا میں مگن رہنے والا خانزادہ اُستاد

7۔ **نیاز ملوک۔۔۔**

ایک بے نیاز انسان ہیں۔ گزشتہ بیس برس سے مختلف ادوار میں اپنی خدمات سرانجام دیتے آرہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ٹرینیز کو تربیت دے چکے ہیں۔ ملنسار انسان ہیں۔ غیر نصابی سرگرمیوں ورائٹی شوز اور دیگر پروگرامات ترتیب دینا انہی کی ذمہ داری ہے۔

8۔ **شعیب خان۔۔۔**

چاق و چوبند، بہترین نشانہ باز، ATS کی ٹیم پر جس کو ناز ہے، ہمارے ریکروٹس کو بھی ATS کے Tactics پڑھانے اور سکھانے والا۔

9۔ **کیڈٹ ریاض علی ASI۔۔۔**

کیا ہی اچھا انسان، ریاض علی خان۔ جناب کمانڈنٹ PTC نے تیس سال بعد تمام نصابی کتابوں کو از سرِ نو ترتیب دینے کا کام جس ٹیم کے حوالے کیا تھا، ریاض علی اس ٹیم کا روح رواں ثابت ہوئے۔ اتنا کام جو ایک پوری کمیٹی نہ کرسکی ریاض علی نے اکیلے سرانجام دیا۔ تمام کتابوں کو خوبصورتی اور مہارت سے ترتیب دینے والا۔

10۔ **امتیاز خٹک ASI۔۔۔**

گزشتہ دس سالوں سے پی ٹی سی میں نہایت خاموشی سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کالج ہذا کے تمام ٹائم ٹیبل، شیڈول، گیسٹ سپیکرز کی آمد و روانگی، ایمرجنسی ڈیوٹیوں کے لیے نفری کی فراہمی و تعداد متعین کرنا اور سیکیورٹی لگانا ان کی ذمہ داری ہے۔

11۔ **محمد یاسین علی ASI۔۔۔**

ایک نہایت ہی قابل محنتی لاء انسٹرکٹر ہیں۔ جو کالج میں نئے تعینات ہیں مگر پُرانے سلیبس کو از سرنو ترتیب دینے میں ان کی معاونت خصوصی توجہ کی طلبگار رہے۔ ٹرینیز کے لیے نئے سلیبس سے متعلق نئے لاز اور ماڈیول ترتیب دینا ان ہی کی ذمہ داری ہے۔

12۔ گل بت خان۔۔۔

گل بت خان اُستاد پر ہم جس قدر ناز کریں کم ہے۔ با اعتماد، ایماندار اور بے پناہ محنتی انسان گل بت خان۔ادارہ ہذا کے تمام تعمیراتی کاموں کا انچارج۔واش رُومز کی تعمیر ہو کہ فیملی کوارٹرز کی تکمیل۔جان کھپانے کی حد تک سرکاری اور ویلفیئر کے تمام کاموں میں بغیر کسی طمع اور لالچ کے پیش پیش۔ہم گل بت خان کی ایمانداری کو سلام پیش کرتے ہیں۔

13۔ تسلیم اختر۔۔۔

تسلیم ورضا کی علامت تسلیم اختر۔ برسوں سے پی ٹی سی میں خواتین کو ٹریننگ دینے کی انچارج۔پی ٹی سی میں جہاں مرد اساتذہ آنے اور پڑھانے سے کتراتے ہیں، تسلیم اختر بخوشی خود سالوں سے یہاں پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہتی ہے۔ہم ان کے اس جذبے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

14۔ دُعا زہرہ۔۔۔

کچھ ہی عرصہ ہوا ہے کہ دُعا زہرہ نے پی ٹی سی کو جوائن کیا ہے۔مگر تھوڑے عرصے میں پی ٹی سی کے علمی و ادبی شمارے تیغ وقلم کی اشاعت میں بہت محنت دکھائی ہے۔خواتین ٹرینیز کی سماجی اور علمی تربیت میں دل وجان سے محنت کرتی ہے۔انگریزی زبان پر اچھا خاصا عبور حاصل ہے اور سینئر کلاسز کو انگریزی بھی پڑھاتی ہے۔

15۔ سردار جاوید۔۔۔

اکثر ہماری نگاہوں سے ہمارے ماتحت ملازمین اوجھل ہوتے ہیں۔اپنے کام سے کام رکھنے والا اور پی ٹی سی کے میس سٹاف کو چار چاند لگانے والا سردار جاوید ہمارے باورچی عملے کی تربیت کا ذمہ دار۔واضح رہے کہ پی ٹی سی میں لگ بھگ تین ہزار افراد کے لیے دو وقت کا کھانا اور ایک وقت کا ناشتہ تیار ہوتا ہے۔

16۔ ضیاء الحسن۔۔۔

ادارہ ہذا کی ڈسپنسری کا انچارج جو دن رات 24 گھنٹے موجود رہتا ہے اور کسی بھی ایمرجنسی کی صورت ہو یا PT، پریڈ میں ایمبولینس کے ساتھ کھڑے رہنا ہو۔ضیاء الحسن ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔اپنے پیسوں سے ادویات خرید کر ٹرینیز کو مفت دینے والا ضیاء الحسن، ہماری داد اور تحسین کا مستحق ہے۔

واضح رہے کہ اب کالج کی ڈسپنسری میں میڈیسن فنڈ سے ہر کسی کو ڈاکٹری نسخہ پر مفت ادویات دی جاتی ہیں۔ یہ کام موجودہ کمانڈنٹ صاحب کے دور سے شروع ہوا ہے۔ اس نیک کام کو نہایت نیک نامی اور دیانتداری سے نبھا رہے ہیں۔

17۔ سرفراز برکی۔۔۔

2016ء میں بھرتی ہونے والا یہ نوجوان اپنے میوزیکل گروپ کے ہمراہ ہماری ہر محفل کی جان ہے۔ میوزیکل گروپ ہر شام ٹریننیز کی تھکان کو دور کرنے کے لیے سلیمان ہاسٹل کے سامنے مختلف گیتوں اور سُروں کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ سُرمئی شام اور کانوں میں رس گھولنے والی موسیقی کا خالق۔ بہترین گلوکار اور موسیقار، کمانڈنٹ پی ٹی سی کے پسندیدہ افراد میں شامل۔

18۔ بشیر احمد۔۔۔

اگر آپ نے بابائے اُردو مولوی عبدالحق کا نام دیو مالی اور نور خان کے کردار پڑھے ہیں تو ہمارے پاس اس کی زندہ تصویر بشیر احمد کی ہے۔ کام سے لگن، از خود بڑھ کر ہر قسم کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے دوڑ لگانے والا۔ بشیر احمد کھیتی باڑی ہو نی ہو، پھل پھول لگانے ہوں یا کباب بنانے ہوں تو بشیر احمد کو آپ موجود پائیں گے۔

19۔ تاج محمد کک کنسٹیبل۔۔۔

انتہائی محنتی اور دلجمعی سے کام کرنے والا شخص ہے۔ سب لوگ سو جاتے ہیں اور یہ جاگ کر تمام ٹریننیز کے لیے آٹا گوندھنا اس کی ذمہ داری ہے۔ اپنے کام کو احسن طریقے سے سرانجام دیتا ہے۔

20۔ عطیق الرحمٰن گلکار۔۔۔

اپنے والد کی طرح شب و روز پی ٹی سی کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے آرہے ہیں۔ 550 کنال کے پھیلے اس رقبے میں آئے روز کہیں نہ کہیں ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے۔ مگر عطیق اُستاد آپ کو ہر جگہ دکھائی دے گا۔ بلا کسی ناغہ و تعطیل ہر وقت کار سرکار میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

مورخہ 22 مارچ، 2022 پولیس ٹریننگ کالج، ھنگو کے دورے کے موقع پر انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا
جناب معظم جاہ انصاری صاحب کی اچھی کارکردگی دکھانے والے افسران میں
تعریفی اَسناد تقسیم کرنے کی تصویری جھلکیاں

دستار علی شاہ انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سند وصول کر رہے ہیں

قاضی فیض محمد انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کر رہے ہیں

فاروق شاہ انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سند وصول کرتے ہوئے

غلام خان سب انسپکٹر، انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

عثمان خان انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سند وصول کرتے ہوئے

خانزادہ خان انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

نیاز ملوک خان انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

شعیب خان انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

کیڈٹ ریاض علی ASI انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

اِمتیاز خٹک ASI انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کر رہے ہیں

محمد یاسین علی ASI انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

گل بت خان انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

تسلیم اختر انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سند وصول کرتے ہوئے

دُعا زہرہ انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کر رہی ہیں

سردار جاوید انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

ضیا الحسن انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

سرفراز برکی انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

بشیر احمد انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کرتے ہوئے

تاج محمد انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سند وصول کرتے ہوئے

عطیق الرحمٰن انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
سے سند وصول کر رہے ہیں

ایک پیغام
پولیس کے نام

تحریر: عزیز الحق PASI

زندگی مسلسل حرکت، جہد مسلسل، آگے بڑھنے، کچھ کرنے اور کر گزرنے کا نام ہے۔ رب کائنات کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اُس نے ہمیں زندگی عطا کی ہے اور زندگی میں پھر جوانی نصیب کیا ہے۔ جس مرحلے پر آج میں اور آپ کھڑے ہیں اس کو جوانی کہتے ہیں۔ اس میں جوش اور جوان جذبے آپ کے جسم میں ڈورتے ہیں، آپ کے جسم اور ذہن صلاحیتی جوان ہوتے ہیں اس مرحلے میں دنیا کو بدلنے کا جوش اور ولولہ آپ کے جسم ہیں ہوتا ہے دنیا میں انقلاب برپا کرنے کا جذبہ ذہن میں موجود ہوتا ہے اور اس بات کو ایک اور پہلو سے دیکھا جائے کہ یہ زندگی جو ہمیں ملی ہے جوانی بھی ملی ہے اور بڑی خوش قسمتی اور خوش بختی کی بات یہ ہے کہ یہ جوانی پولیس میں ہے اس لیے کہ پولیس جوان کے جوش کو ہوش دینے کا نام ہے۔ اپنی طاقت، ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو سمت دینے کا نام پولیس ہے جوانی کے خواہشات کو رب کے رضا کے تابع کر دینے کا نام پولیس ہے۔ اس لیے پولیس کے ملازمت رب کریم کا نعمت سمجھے اس کو عبادت سمجھ کر انجام دے۔

میرے ہمسفر بھائیو ڈیوٹی انجام دیتے وقت حضرت علیؓ کا وہ واقعہ ذہن میں ہر لمحہ ہونا چاہیے کہ ''جب وہ میدان جہاد کے اندر ایک یہودی کے سینے پر بیٹھ کر اس کو قتل کرنا چاہتے تھے یہودی نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا آپؓ فوراً نیچے اُتر گئے اس نے کہا علیؓ کیوں چھوڑ دیا آپؓ نے کہا کے پہلے میں تمہیں رب کی رضا کے خاطر قتل کر رہا تھا اب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا اب مجھے شبہ ہے شاید اس میں میرا ذاتی غصہ شامل نہ ہو جائے'' اس لیے میرے ہمسفر بھائیو نفرت بھی اللہ کے رضا کے لیے اور محبت بھی اللہ کے لیے کرنا چاہئے۔

آخر میں اپنے ہمسفر بھائیوں کے لیے ایک نصیحت لکھتا ہوں کہ آپ کے چھوٹی سے غلطی سفید کپڑے پر لگی بدنما داغ کے طرح پورے ملک میں پھیل سکتی ہے۔اس لیے بہت احتیاط کے ساتھ اور خیال کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔اس دور کے تقاضوں کو سمجھنا ہے۔ یہ ہاتھ کی جنگ نہیں ہے، یہ پستول کی جنگ نہیں اور نہ یہ لاٹھی کی جنگ ہے یہ دماغ کی جنگ ہے اور دماغ کی جنگ کو وہی جیت سکتا ہے جو صاحب عقل و بصیرت ہو۔اس لیے اپنی عقل سے کام لینا چاہئے۔

آپ کے ساتھ ڈیوٹی انجام دینے والا آپ کا ماتحت آپ کی رعیت ہے اس کے جسم و جان کے ذمہ دار آپ ہیں۔اس کے صلاحیتوں کے ذمہ دار آپ ہیں اور اس کے گھر کے اُمیدوں کے ذمہ دار آپ ہیں جس کی آس اُس کے والدین اور اُس کے بہن بھائیوں نے لگا کر اُسے آپ کے پاس بھیجا ہے۔

اس لیے عزیز بھائیو طاقت کے بھرم میں، قوت کے بھرم میں، نظامت کے بھرم میں، عہدے کے بھرم میں تکبر کی طرف نہ چلے جانا۔ بڑائی کا بھرم دل میں موت لے آئی گی۔کسی پر ظلم مت کیجئے بلکہ آپ ﷺ نے ماتحتوں کے ساتھ جو رویہ رکھنے کی ہدایت کی ہے اس پر عمل پیرا ہونا ہے کیوں کہ آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔

مورخہ 22 مارچ 2022ء کو آئی جی پولیس جناب معظم جاہ انصاری پولیس ٹریننگ کالج ھنگو
کے دورے کے موقع پر پودا لگا رہے ہیں

ھنگو اور تیراہ کے تاریخی مقامات

مؤرخ: تحسین اللہ عرف بابو خان

تاریخی جامع مسجد پختہ یا پوخ ھنگو کا اُوپری حصہ جس کی تعمیر ۱۳۰۰ھ مطابق 1882ء میں خان محمد مظفر خان نے مغلیہ طرز پر کروائی۔

دورہ سمگہ وادئ تیراہ: یہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں پر تاریخ میں دو عظیم جنگیں ہوئی۔

اول: ۱۰۳۰ھ بمطابق 1620ء میں مغل بادشاہ جہانگیر کے عہد میں اور دوئم: ۱۳۱۵ھ بمطابق 1897ء میں انگریزی عہد حکومت میں قبائلی تیراہ ان کے باوجود آزاد خود مختار رہے

درہ ارانگہ اور کزائی

جہاں سال 1897ء میں انگریزی فوج جن کی تعداد کم وبیش 60 ہزار بتائی جاتی ہے۔اس درہ سے
گزرتے ہوئے وادئ میدان تیراہ میں داخل ہوئے تھے۔

وادئ تیراہ میدان آفریدی میں تاریخی مسجد برباغ کے گنبد کا منظر

یہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں اخونزادہ سید اکبر اکا خیل نے ۱۳۱۵ھ بمطابق 1897ء میں 20 ہزار قبائلیوں کے اجتماع میں انگریز کی طاقتور حکومت
کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا۔ بقول انگریز مؤرخہ وار برٹن پولیٹیکل ایجنٹ خیبر ایجنسی (حوالہ کتاب: اینگلو ایئرز ان دی خیبر)

زیارت قمبر خیل آفریدی میں

یہ وہ زیارت یا روضہ ہے جس کے متعلق روایت مشہور ہے کہ یہ حضرت شعیبؑ کا روضہ مبارک ہے

[تاہم یہ درست نہیں ہے۔ حضرت شعیبؑ کی قبر اُردن میں وادیٔ شعیب میں واقع ہے۔ ممکن ہے یہاں کوئی اور شعیب نامی بزرگ گزرے ہوں]

سمانہ قلعہ لکھارٹ کا منظر (فوٹو: سمانہ بیرہ گڑھی قلعہ کے کھنڈر سے مشرق کی جانب)

یہ وہ مقام ہے جہاں 12 ستمبر 1897ء میں قبائلیوں نے 36ویں سکھ رجمنٹ کا مقابلہ کیا تھا۔

یاد رہے یہ سکھ انگریزی فوج کے سپاہی تھے۔

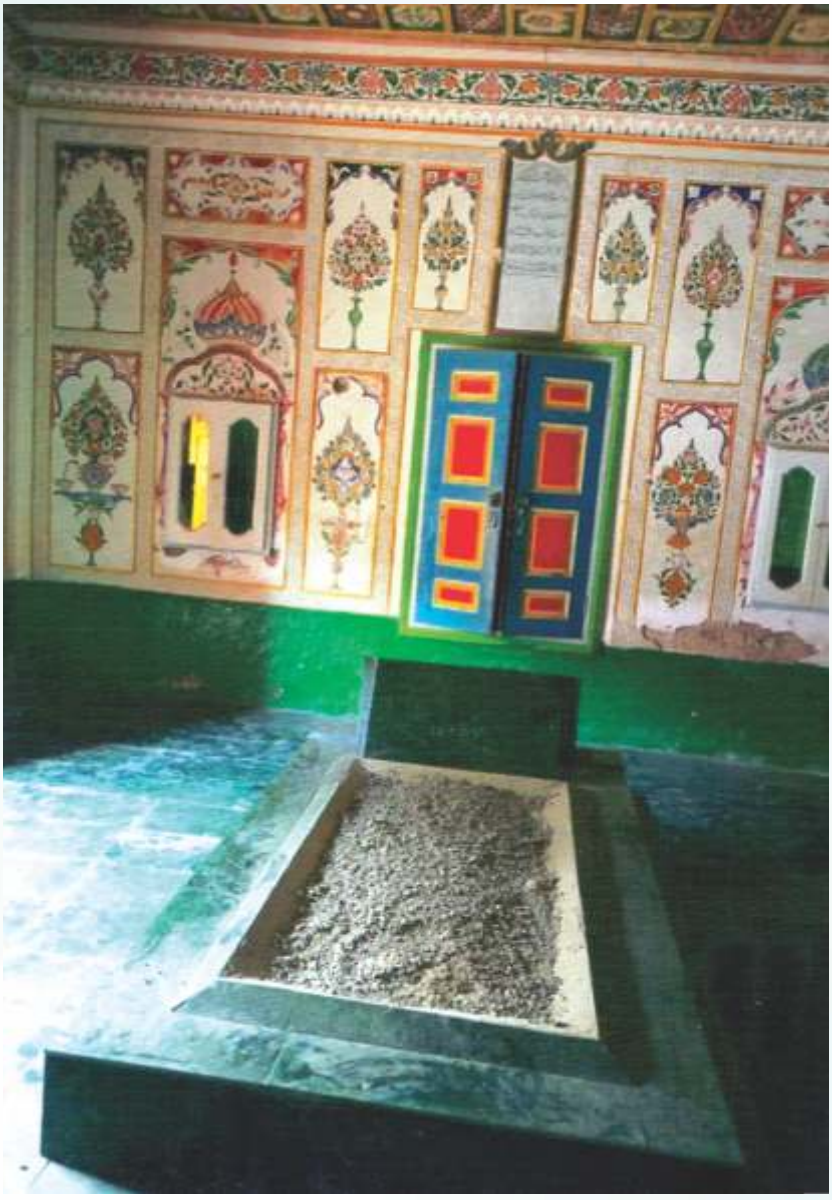

مزار مبارک حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ

وادیٔ تیراہ قمبر خیل میں بھوٹان میں صاحبزادہ صاحب کے روضہ مبارک کا اندرونی منظر

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں
پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تقریب

تحریر: امتیاز خان R.I

ہر صبح، ہر دن ایک نئی اُمید اور نئے اُجالے لے کر آتا ہے۔ 23 مارچ کی صبح ہر پاکستانی کے لیے ایک خاص مقام و عظمت رکھتی ہے کیونکہ اُس دن قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی۔ 23 مارچ یوم پاکستان کی خوشی جہاں عام شہریوں کو ہوتی ہے اس کے مدمقابل آرمڈ فورسز کے جوانوں میں دوگنا زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اس دن آرمڈ فورسز کے جوان رنگارنگ تقریبات مناتے ہیں اور محبّ وطن ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس دن کی مناسبت سے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے جوانوں و افسران میں امسال یہ جذبہ و خروش دگنا سے بڑھ کر چوگنا ہو گیا تھا۔ برسوں بعد آج یوسف شہید پریڈ گراؤنڈ میں پولیس ویک منایا جا رہا تھا، جس میں اَپر کورس کے 137، اِنٹرمیڈیٹ کورس کے 298، لوئر کورس کے 736 جن میں سے 09 لیڈیز اور ریکروٹ کورس کے 1368 جوان جن میں 28 لیڈیز شامل تھیں۔ مجموعی طور پر 2539 جوانان و افسران جنہوں نے اس عظیم درسگاہ سے باقاعدہ تربیت حاصل کر کے ایک نئے سفر کے آغاز کی جانب اپنا قدم بڑھایا ہے نے حصّہ لیا۔

پاسنگ آؤٹ پریڈ کے لیے ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی حکمت عملی، ڈپٹی کمانڈنٹ شاہ جہان خان درانی کی نگرانی اور ڈی ایس پی ایڈمن ارشد حسین کی معاونت نے ٹرینیز اور سٹاف کو بڑا حوصلہ بخشا۔ جملہ انتظامات میں ڈی ایس پی باروز خان، ریزرو انسپکٹر امتیاز خان، چیف ڈرل انسٹرکٹر حسن فقیر خان، چیف اینٹی ٹیررسٹ سکواد جان عالم خان اور لائن آفیسر اسرار خان کی تگ و دو بھی دیکھنے لائق تھی۔ سب لوگ خوشیاں منا رہے تھے کہ بہت عرصے بعد انہیں یوم پاکستان کے دن یہ دُہری خوشی نصیب ہوئی ہے کہ آج کی اس پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تقریب کے مہمان خصوصی پختونخوا کی غیور و جسور پولیس فورس کے صوبائی قائد محترم جناب

معظم جاہ انصاری تھے۔آپ IG پولیس صوبہ خیبر پختونخوا سے قبل IG پولیس صوبہ بلوچستان اور کمانڈنٹ فرنٹیئر کانسٹیبلری بھی رہ چکے ہیں۔آپ ایک شائستہ، مہربان، خلیق اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک افسر کے طور پر پورے ملک میں قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج یومِ آزادی کے موقع پر اس شاندار پریڈ میں آپ ہمارے مہمان خصوصی تھے۔جناب آئی جی پولیس کے ہمراہ سرچشمہ علوم، مفکر مکتب جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو، جناب طاہر ایوب ریجنل پولیس آفیسر کوہاٹ، جناب سلیم سرمد ڈپٹی کمشنر ھنگو، جناب اکرام اللہ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ھنگو، جناب نثار خان ڈی پی او اورکزئی، سرکاری افسران، عمائدین علاقہ، میڈیا کے نمائندے، پی ٹی سی کے قابل قدر اساتذہ کرام اور زیر تربیت جوانوں سمیت خواتین نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔جناب معظم جاہ انصاری آئی جی پولیس کی آمد پر فن فائر بگل بجا کر استقبال کیا گیا اور پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں نے اپنے پریڈ کمانڈر کے ہمراہ جنرل سلامی پیش کی۔

پریڈ کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔جس کی سعادت قاری ادریس نے حاصل کی۔پریڈ کمانڈر انسپکٹر حسن فقیر نے مہمان خصوصی کو پریڈ کا معائنہ کرنے کی دعوت دی۔پریڈ معائنہ کے بعد کالج ایڈمنسٹریشن کے ڈی ایس پی ارشد حسین نے پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں سے حلف وفاداری لیا۔جوانوں کے حلف وفاداری کے اقرار سے پورا پریڈ گراؤنڈ گونج اٹھا اور ہر دل جذبہ حُب الوطنی سے سرشار ہو گیا۔قومی ترانہ پیش کیا گیا تمام افسران و جوانوں نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر قومی پرچم کو سلوٹ کیا اور وطن عزیز کے ساتھ دلی محبت کا اظہار کیا۔اس کے بعد کالج ہذا کے سربراہ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے مہمان خصوصی آئی جی پولیس کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی تاریخ، اس کی خدمات اور مسائل کے بارے میں مہمان خصوصی کو آگاہ کیا۔

کمانڈنٹ صاحب کے سپاس نامہ کے بعد مہمان خصوصی صوبائی قائد پولیس جناب معظم جاہ انصاری انسپکٹر جنرل آف پولیس نے پریڈ کے شرکاء وحاضرین مجلس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو اور کالج کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ مجھے اس اعلیٰ درسگاہ کی عظیم تقریب میں مہمان خصوصی کی حیثیت

سے مدعو کیا۔ پی ٹی سی عظیم اور قدیم کالج جو پورے پختونخوا پولیس کی واحد اعلیٰ تربیتی درس گاہ ہے، سے دلی لگاؤ اور محبت کا اظہار کیا۔ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے تمام پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں کو مبارک باد پیش کی اور ان کی پیشہ ورانہ تربیت کو پی ٹی سی سٹاف کی بہترین کاوشوں کا ثمر قرار دیا۔ مہمان خصوصی نے خطاب کے دوران کہا کہ آج 23 مارچ کے دن اسلام آباد کے اندر تمام آرمڈ فورسز قومی پرچم کو سلوٹ کر رہے ہیں۔ اس سے اچھا کوئی دن نہیں ہے کہ ٹریننگ کالج کے اندر آج یہ شاندار پاسنگ آؤٹ پریڈ منعقد ہوئی ہے۔ انہوں نے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے اساتذہ اور انتظامی عملے کو بھی داد دی اور کہا کہ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ پی ٹی سی کی صد سالہ تقریبات سے قبل ہی ہم اسے ڈگری دینے والا ادارہ بنائیں گے۔ پی ٹی سی کو اس کے صل مقام پولیس یونیورسٹی تک پہنچائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ادارہ کئی دہائیوں سے پولیس، ایف آئی اے، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، اسلام آباد پولیس، موٹروے پولیس، آزاد جموں اینڈ کشمیر پولیس اور گلگت بلتستان پولیس سمیت دیگر اداروں کے سٹاف کی تربیت میں کمر بستہ ہے۔ جوانوں سے خطاب کے دوران آئی جی پولیس نے کہا کہ آج وفاداری کا جو حلف آپ نے لیا ہے وہ دل ہلا دینے ولا ہے۔ اگر آپ اس حلف سے انحراف کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے محروم ہو جائیں گے۔ انہوں نے جوانوں پر زور دیا کہ وہ عملی زندگی میں اپنے حلف کی پاسداری کو یقینی بنائیں۔ یہ حلف دنیا اور آخرت میں آپ کی کامیابی کا ضامن ہوگا۔ اس حلف پر قائم رہتے ہوئے صدق دل سے عوام کی خدمت کریں اس سے پولیس کی امیج اور وقار میں اضافہ ہوگا۔

آئی جی پی معظم جاہ انصاری صاحب نے اپنے خطاب میں پختونخوا پولیس کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ گزشتہ دو دہائیوں سے پختونخوا پولیس دہشت گردی کے خلاف سینہ تان کر کھڑی رہی ہے۔ خیبر پختونخوا پولیس نے مادرِ وطن کے لیے دو ہزار سے زائد پولیس افسران و جوانوں نے جان کے نذرانے پیش کیے۔ پختونخوا پولیس کی تاریخ میں شہداء نے ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔ نیز خطاب میں پختونخوا کی عوام کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ کے پی کے چار کروڑ عوام کی خدمت کے لیے پختونخوا پولیس ہمیشہ تیار ہے۔ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا یہ کالج اپنے شاندار ماضی کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

آئی جی پولیس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صوبائی حکومت پولیس فورس کی استعداد کار بڑھانے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔ کمانڈنٹ پی ٹی سی کے سپاس نامہ پر پانی کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے فی الفور گرانٹ دینے کا اعلان کیا۔ اسی طرح مطلوبہ چھت کے پنکھے دینے کا بھی وعدہ کیا۔ بینڈ سٹاف پی ٹی، پریڈ کی سرگرمیوں میں جان ڈالتے ہیں جن کی کمی تربیتی سرگرمیوں کو متاثر کرے گی۔ بینڈ سٹاف کمی سے متعلق نئی بھرتیوں کا قیام عمل میں لانے کی بھی یقین دہانی کروائی۔

آئی جی پولیس جناب معظم جاہ انصاری کے خطاب کے بعد کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے اس قدیم اور تاریخی مادر علمی کی جانب سے مہمان خصوصی صوبائی پولیس چیف کو شیلڈ پیش کی۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے تمام کورسز میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے افسران، جوان اور خواتین میں تعریفی اسناد تقسیم کیں۔ تقسیم انعامات کے بعد پاس آؤٹ ہونے والے جوانوں نے مارچ پاس کرتے ہوئے گروپ کی شکل میں مہمان خصوصی کو سلامی پیش کی۔ جس کو حاضرین نے خوب سراہا اور پورا گراؤنڈ تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔

پاسنگ آؤٹ پریڈ کی اس تقریب کے ساتھ ساتھ زیر تربیت جوانوں نے خاموش پریڈ پیش کی جو تمام حاضرین کی توجہ کا مرکز بنی۔ جوانوں نے پریڈ کرتے ہوئے پی ٹی سی کا نام لکھا اور ایک ساتھ فائر کر کے اپنے تربیت یافتہ ہونے کا ثبوت دیا۔ مہمان خصوصی سمیت تمام حاضرین نے پریڈ کو خوب سراہا اور پسند کیا۔ آئی جی پولیس نے خاموش پریڈ کے انسٹرکٹر خانزادہ خان کو نقد انعام سے نوازا۔ خاموش پریڈ کے بعد یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ غلام خان کی قیادت میں ماس پی ٹی شروع کی گئی جو گزشتہ پچیس برس سے نہیں کرائی جا رہی تھی۔ کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے آج اس پروقار تقریب کے موقع پر ماس پی ٹی کے جوان مختلف رنگوں میں ملبوس اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ جوانوں نے ماس پی ٹی کے دوران پاسبان ملت بنایا اور اسی طرح مختلف فنوں کا مظاہرہ کرتے رہے جسے حاضرین نے بے شمار سراہا اور پسند کیا۔

ماس پی ٹی کے بعد چیف اے ٹی ایس کی نگرانی میں زیر تربیت جوانوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسالٹ ٹاور سے جمپ لگائے، ٹاور سے رسے کی مدد سے دوسرے برج کی جانب بڑھتے ہوئے اپنے ٹارگٹ کو

ہٹ کرنے کا مظاہرہ قابل دیدنی تھا۔اس کے ساتھ ساتھ جوانوں نے اپنے اپنے فائرنگ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف پوزیشن سے ٹارگٹ کو نشانہ بنانا جیسے کہ سٹینڈنگ ٹرننگ فائر،ٹرننگ موونگ فائر، ویریس فائر، بیک لائن فائر،پسٹل فائر، رنگ رول فائر، ٹائر رول فائر، کیموفلاج، اور روم کمبیٹ و دیگر پولیس کی تربیت کا عملی مظاہرہ کیا اور حاضرین کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

اس کے بعد بینڈ کی سُریلی دھنوں میں مہمان خصوصی سمیت تمام مہمانان گرامی نے چائے نوش فرمائی۔اس کے بعد جناب معظم جاہ انصاری انسپکٹر جنرل آف پولیس نے حالیہ منظور شدہ ملٹی پرپوز آڈیٹوریم ہال کا افتتاح کیا اور تمام جوانوں وافسران کے ساتھ گروپ فوٹو بھی بنوائے۔اسی کے ساتھ پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تمام تر تقریبات اپنے اختتام کو پہنچیں اور ایک یادرگار دن کا اختتام ہوا۔

مورخہ 23 مارچ 2022ء کو سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر ریکروٹ کورس کے جوان ماس پی ٹی کا مظاہرہ کررہے ہیں

مورخہ 23 مارچ 2022ء کو سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تصویری جھلکیاں

(آئی جی پولیس جناب معظم جاہ انصاری کی بطور مہمان خصوصی شرکت)

مورخہ 23 مارچ 2022ء کو سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر آئی جی پولیس جناب معظم جاہ انصاری
ملٹی پرپز آڈیٹوریم ہال کا افتتاح کرنے بعد دُعا کر رہے ہیں
جبکہ ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی اور طاہر ایوب ریجنل پولیس آفیسر کوہاٹ بھی ہمراہ موجود ہیں

مورخہ 23 مارچ 2022ء کو سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر آئی جی پولیس جناب معظم جاہ انصاری
کے ہمراہ پی ٹی سی افسران وانتظامیہ کا گروپ فوٹو

نظم (اب جاگتے جاگتے رہنا ہے)

شاعر: کیڈٹ عامر خان

اس دھرتی کے پاک خطے کی ، تاریخ کو میں نے پرکھا ہے
بزرگوں سے کبھی سُنا نہیں ، نہ کسی ایسی بات کو دیکھا ہے

ظالم کی گردن دبوچی ہو، کاذب کی جیب نکالی ہو
حق سچ کی پذیرائی ہو ، چوروں کو بس مات ملے

مظلوم پہ ہوا ہے ظلم بہت، چوروں کی پشت مضبوط ہوئی
ملاوٹ کی سوداگر نے ، محاسب کی حد مخصوص ہوئی

یہاں سارے بھوکے مال کے ہیں، یہاں سارے ہوس کے پوجاری ہیں
نوچتے گدھ کی مانند ہیں، نوچتے باری باری ہیں

اس وطن کے ہر اک حاکم کو، اس مٹی کے ہر باشندے کو
اس دھرتی کے ہر منصف کو ، اس خطے کے ہر بندے کو

میراث ہمارے اجداد کی ہے، کسی اور کے ہم محتاج ہیں کیوں ؟
رازق ہمارا اللہ ہے ، کسی اور کے ہم مجبور ہیں کیوں ؟

جو ہویا ہے وہ بُرا ہوا ، ابھی اچھا اچھا بہت سا ہے
جو کھویا ہے سُو بُرا ہوا، ابھی بچا کھچا بہت سا ہے

مملکت خُداداد سے، شاید ہی ایسی کوئی بات ملے
کہ جابر کے بازو کاٹے ہوں، مظلوم کو انصاف ملے

جو بدعنوانی کے خون سے لت پت ہیں، ان ہاتھوں میں اقتداریں ہیں
قاتل کا سر تو اُونچا ہے ، مقتول پہ یلغاریں ہیں

پیتے ہیں مزدوروں کو، توڑتے ہیں قانونوں کو
لوٹتے ہیں غریبوں کو، حق ملتا نہیں مظلوموں کو

جب لاٹھی ان کے ہاتھ میں ہو، توڑتے ہیں سب حدوں کو
حکم الٰہی بھول گیا، دھرتی کے منصف بندوں کو

ہر ایک کو مخاطب کرتا ہوں ، میں آج خطابت کرتا ہوں
میں حشر برپا کرتا ہوں ، میں آج قیامت کرتا ہوں

اب بھی کافی وقت بچا، تُو وطن کی خاطر سوچ ذرا
ہمت مرداں مدد خدا ، اُٹھا لے تُو بھی بوجھ ذرا

وطن میں خوشحالی کی خاطر ، ہم سب نے مل کر سوچنا ہے
شر پسند دشمن کے ، بیرونی ہاتھ کو روکنا ہے

وطن کی تعمیر و ترقی میں ، اب بھاگتے بھاگتے رہنا ہے
سودا نہ ہو ضمیروں کو ، اب جاگتے جاگتے رہنا ہے

مورخہ 28 مارچ 2022ء کو کمانڈنٹ پی ٹی سی کا سٹاف کے
ساتھ دربار کی تصویری جھلکیاں

مسلمانوں کا خدا کیا موجود ہے۔
اگر ہے تو مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں کرتا؟

تحریر: کنسٹیبل حضر نواز

کیا عجیب سوال ہے؟ آپ کے ذہن میں بھی یہی آ رہا ہوگا۔مگر اس سوال کا مقصد جاننے کے لیے ایک اور سوال اپنے قارئین سے کرنا چاہوں گا۔

اگر مسلمانوں کا خدا موجود ہے تو موجودہ اس دور میں جہاں مسلمان اغیار کی چکی تلے پس رہے ہیں فلسطین ،عراق و برما میں بھیڑ بکریوں کی طرح کٹ رہے ہیں ان کی مدد کیوں نہیں کی جاتی۔اس سوال کا جواب بہت طویل ہے اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیے میں نے کافی ریسرچ بھی کی ہے۔غرض یہ کہ ریسرچ تو ایک سمندر ہے جس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔جس کا ایک اشارہ شکوہ جواب شکوہ میں ہے۔میں بحث کو طویل دینے کے بجائے مقصد کی بات (سمندر کو کوزے میں بند کرنا) کی طرف آتا ہوں۔حج میں لاکھوں لوگ شرکت کرتے ہیں امام کعبہ اپنی رقت آمیز دعا اور لوگوں کی گڑگڑاتی آمین سے کفار و مشرقین و منافقین کو تباہ کرنے کی شنید سنا رہے ہوتے ہیں مگر حاصل (ڈھاک کے تین پات)۔میں تاریخ کی ایک کتاب میں پڑھ رہا تھا جب منگولوں نے بغداد پر چڑھائی کی تو اس وقت کے علماء و راہبان جو اس وقت بے مقصد کے مناظروں میں الجھے ہوئے تھے تو انہوں نے اس فتنہ تاتار کے ٹل جانے کے لیے ختم بخاری شریف شروع کیا مگر عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کی افوج ۱۴ دن بھی منگول افواج کے سامنے تک نہ ٹک سکیں۔

پھر دنیا نے دیکھا دریائے دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد امرالبلاد بعداد، الف لیلہ کے شہزادوں کا شہر، خلیفہ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے قائم کردہ دارالترجمہ کا شہر، دلکش مسجدوں، عالیشان محلات، سرسبز باغات، علم افروز مدرسوں اور پرتعیش حماموں کا شہر لاکھوں لوگوں کی لاشوں سے اَٹا پڑا تھا اور ایک تعفن اور بدبو کا سماں تھا کہ ہلاکو

خان کو شہر سے باہر خیمے لگانے پر مجبور ہونا پڑا۔آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ صدیوں پرانے واقعات میں کیوں بیان کر رہا ہوں۔دراصل میں ایک منظر پیش کر کے اپنے اس سوال کا جواب جو میں نے اپنے کالم کے ابتدا میں پوچھا اس کی طرف آ رہا ہوں۔

دیکھئے حج پر کیے جانے والی یا خطبہ وعیدین جمعہ یا اسلامی اجتماعات پر کیے جانے والی انفرادی دعائیں قریب قریب سب کی پوری ہو جاتی ہیں مگر اجتماعی طور پر فائدہ کچھ بھی نہیں نکلتا اس کو میں تھوڑا اور آسان کر دوں ایک اور مثال کے ذریعے اگر ایک کافر اور مسلمان دریا میں چھلانگ لگائیں تو بچے گا وہی جیسے تیرنا آتا ہو(کیونکہ خدا جاہلوں کی مدد نہیں کرتا) دراصل یہ کرکٹ کے میچ کی طرح ہوتا ہے۔جب کبھی پاکستان میں کوئی میچ ہو تو اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے باوجود ہم میچ ہار جاتے ہیں اور دوسرے ممالک میں جا کر بغیر کسی نعرے کے ورلڈ کپ یا چیمپین ٹرافی جیت آتے ہیں۔

اس لیے کہ یہ اجتماعی مسئلہ ہوتا ہے یہ دو ٹیموں میں میچ نہیں ہو رہا ہوتا یہ دو قوموں کے مابین قوت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور اقوام کے معاملے میں اللہ پاک سنت جدا ہے اقوام کے معاملے میں اللہ تبارک وتعالیٰ قران مجید میں فرماتے ہیں۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

مولانا ظفر علی خانؒ اس آیات کا ترجمہ کچھ اس انداز میں کرتے ہیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اور حضرت علامہ اقبالؒ نے مزید سمجھنا آسان کر دیا،فرماتے ہیں۔

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

کیونکہ ملتوں کے عروج کا سبب خدائے پاک نے میرٹ پہ رکھا ہے۔ جو قوم عادل، انصاف کو پورا کرتی ہو جھوٹ، فریب سے اپنے معملات کو پاک رکھتی ہو محنت کا دم بھرتی ہو ایسی قوم کو خدا پاک عروج بھی بخشتے ہیں دشمنوں کے خلاف مدد بھی کرتے ہیں۔ اور ایسی قوموں کو دعائیں مانگنا بھی نہیں پڑتی۔

اگر آج مسلمانوں میں بھی وہ صفات آجائیں جن صفات کی وجہ سے خدا مدد کرتا ہے تو ہمیں اپنے اجتماعات میں کافروں مشرکوں اور منافقین کو کوسنے، لیٹنے، اور بوڑھی عورتوں کی طرح بد دعائیں دینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

کالم مختصر کیا کہیں پڑھنے والے اُکتا ہی نہ جائیں ورنہ اس سوال کے جواب میں بہت سی باتیں رہ گئی ہیں۔ میں پڑھنے والوں کا بے حد مشکور ہوں گا اگر وہ اپنی رائے سے آگاہ کریں۔ ہر لمحہ ہر پل اپنی اصلاح کا محتاج ہوں۔

مورخہ 23 مارچ 2022ء کو سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر آئی جی پولیس جناب معظم جاہ انصاری ATS ڈیمانسٹریشن کے بعد ٹارگٹ کا معائنہ کر رہے ہیں

نئے آمدہ ٹرینیز کے ساتھ دربار

رپورٹ: شریف اللہ خان

مورخہ 21 اپریل 2022ء کو بوقت 10:30 بجے شب سلیمان ہاسٹل گراؤنڈ میں نئے آمدہ اَپر، اِنٹرمیڈیٹ، لوئر اور ریکروٹس کے ساتھ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے سربراہ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے دربار کیا۔ دربار کا مقصد نئے ٹرینیز کو پی ٹی سی میں خوش آمدید کہنا، کالج کے قوائد وضوابط سے متعلق آگاہی اور ٹرینیز کی کوئی شکایات ہوں تو ان کا بروقت ازالہ تھا۔ اس محکمانہ دربار کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جس کی سعادت عطاء اللہ خان نے حاصل کی۔

جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی نے ٹرینیز سے خطاب شروع کیا اور کہا کہ میرے نہایت ہی قابل قدر اساتذہ کرام اور عزیز جوانان وافسران سب کو میرا اسلام پہنچے۔ سب سے پہلے تو میں عظیم درسگاہ میں دل کی گہرائیوں اور خلوص سے خوش آمدید کہتا ہوں کہ آپ ایک عظیم ثقافتی ادارے میں آئے۔ میں اس کا کمانڈنٹ ہونا بھی اپنے لیے اعزاز سمجھتا ہوں۔ میں تیسری بار کمانڈنٹ تعینات ہوا ہوں، مجھے ہر بار دُہری خوشی ہوئی ہے۔ یہاں کے درودیوار آپ کو اس کا ثبوت دیں گے۔ چاہے وہ اساتذہ کی کمی سے متعلق ہو، لائبریری، ملٹی میڈیا رومز، سروس بلاک، اسالٹ ٹاور یا ATS گراؤنڈ، ہاسٹلز ہوں یا پھر مین گیٹ ہر جگہ آپ کو میری محبت کے ان مٹ نقوش ملیں گے۔ مجھے اس مادرِ علمی سے فطری لگاؤ ہے اس کو میں اپنے گھر کی طرح پالتا ہوں اور ٹرینیز کا میں بچوں کی طرح خیال رکھتا ہوں۔

کمانڈنٹ پی ٹی سی سے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ ٹریننگ ہمیشہ سخت اور تکلیف دہ ہوتی ہے مگر ہم آپ کے مفاد کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہم اس کا خیال نہیں رکھتے کے ٹریننگ سے آپ کو تکلیف ہو۔ قرآن پاک کی

ایک آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ''تمھارا کیا خیال ہے ہم تمھیں چھوڑ دیں گے ابھی تک تو ہم نے تمھیں آزمایا نہیں ہے'' ہم بھی آپ کو آزمائش میں ڈال دیں گے۔ ٹریننگ بھی اسی طرح بنیادی طور ٹریننگ کا مطلب اخلاق اور رویے میں تبدیلی ہے۔ ہم گھڑی ساز کی طرح کام کرتے ہیں ہمارا کام آپ کو ایک بہتر مستقبل کے لیے سنوارنا ہے۔ آپ کے جسم کا آپ کے اُوپر حق ہے ہم نے احساس دلانا ہے۔ ہم نے یہ بھی احساس دلانا ہے کہ آپ کے والدین کے کیا حقوق ہیں، بہن بھائیوں کے کیا حقوق ہیں اور بچوں کے کیا حقوق ہیں۔ دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کریں اللہ پاک آپ کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے گا۔

خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ ٹریننگ ایک مسلسل عمل کا نام ہے۔ ہمارا کام قانون کا نفاذ ہے۔ جرائم کو روکنا، جرائم کی تفتیش اور مجرمان کو عدالت تک پہنچانا یہ ہمارا کام ہے۔ باقی تمام چیزیں ان تین کاموں کے لیے اور بنیادی مقاصد کے حصول کے لیے ہے۔ ٹریننگ ہر جگہ سخت ہوتی ہے۔ جیسے آپ میں ہر شخص اپنی ذات اور اہل و عیال کے لیے جوابدہ ہے۔ کل بروز قیامت مجھ سے بھی آپ کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ میں نے آپ کی تربیت کیسے کی ہے؟ کمانڈنٹ پی ٹی سی نے ٹرینیز کی اصلاح کرتے ہوئے کہا کہ آپ ذمہ دار سیٹ پر بیٹھے ہوں تو لوگوں کو انصاف فراہم کریں اور عزت نفس مجروح نہ کریں۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کی بات کریں۔ بُری بات کا جواب بھی اچھائی سے دیں۔ فضول بات سے جب گزرو تو شریف آدمی کی طرح گزرو۔ اللہ پاک نے انسان کو عزت بخشی ہے۔ ''اللہ کے بندے وہ ہیں جس کے ساتھ جاہل بات کریں تو وہ سلام کر کے گزر جاتے ہیں''۔ پولیس کے ہاتھ میں اللہ پاک نے انصاف کا ترازو دیا ہے مظلوم کی دادرسی کریں۔ ایک لمحے کا انصاف ساٹھ سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ کسی بیوہ کی خدمت جہاد اور روزے سے افضل ہے۔ کیسا اچھا اور فضیلت والا مہینہ ہے جس میں آپ ٹریننگ کے لیے آئے ہیں جس میں ایک نیکی پر ستر گنا اجر ملتا ہے۔

جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے ٹرینیز سے خطاب کرتے ہوئے ان کو باور کروایا کہ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو آپ کی مادرِ علمی ہے اس کی برائی کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ آپ اپنی والدہ کی برائی کریں۔ غیرت جہاں میں بڑی چیز ہے۔ آپ کے ساتھ خواتین بھی ٹریننگ کے لیے آئی ہوئی ہیں۔ آپ

لوگوں کا اخلاق ایسا ہو کہ آپ کو خواتین دیکھ کر اپنا رستہ نہ بدلیں بلکہ آپ پر فخر کریں کہ ایک ایک منظّم ادارے سے تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ کمانڈنٹ پی ٹی سی نے ٹرینیز کو نبی آخرالزماں ﷺ کی سنتوں اور نقش قدم پر عمل پیرا رہنے کی تلقین کی اور کہا کہ فرمان ہے کہ ''آپ ﷺ کی زندگی ہم سب کے لیے بہترین نمونہ ہے''۔ صرف اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کا ذکر کرتا ہے، اپنے کردار کو صاف رکھتا ہے۔ ''بیشک اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان بخشتا ہے'' آپ سب قانون کے رکھوالے ہیں۔ پہلے خود عمل کریں پھر دوسروں سے عمل کروائیں۔ آپ ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو فروغ دیں ایک دوسرے سے سیکھیں۔ آپ اس کالج سے جائیں تو اچھی یادیں لے کے جائیں۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ آپ پر کوئی سختی کریں بلکہ ہمارا کام ٹریننگ کو فروغ دینا ہے۔ غلط لوگوں کی سنگت سے خود کو باز رکھیں اور اپنے مستقبل پر توجہ دیں۔

کمانڈنٹ پی ٹی سی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اچھے اچھے دوست بنائیں اور اپنے دوستانہ تعلقات کو فروغ دیں جو لوگ اچھے دوست نہیں رکھتے وہ ہمیشہ اکیلے رہ جاتے ہیں۔ اور مزید اس دن کا بھی خوف دلایا ''اس دن سے ڈرو جس دن ظالم اپنا ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کے کھائے گا کہ کاش میں اپنے نبی اور دین کی راہ پر چلتا'' ہائے افسوس تب کوئی کاریگر نہ ہوگا سوائے آپ کے نیک اعمال کے۔ مزید کمانڈنٹ پی ٹی سی نے کالج ہذا کے قوائد و ضوابط پر سختی سے کاربند رہنے کی ہدایت کرنے کے ساتھ ساتھ غیر حاضری سے اجتناب کی بھی تاکید کی۔ غیر حاضری کسی بھی ٹریننگ میں سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔ جس عظیم مقصد کے لیے اس عظیم درسگاہ میں آپ آئے ہیں اللہ آپ سب کو اس میں کامیاب کرے اور آپ سب کو ملک و قوم کی بہتری کے لیے ہمہ وقت کوشاں اور خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

مورخہ 21 اپریل 2022ء کو نئے آمدہ ٹرینیز کے ساتھ دربار کی تصویری جھلکیاں

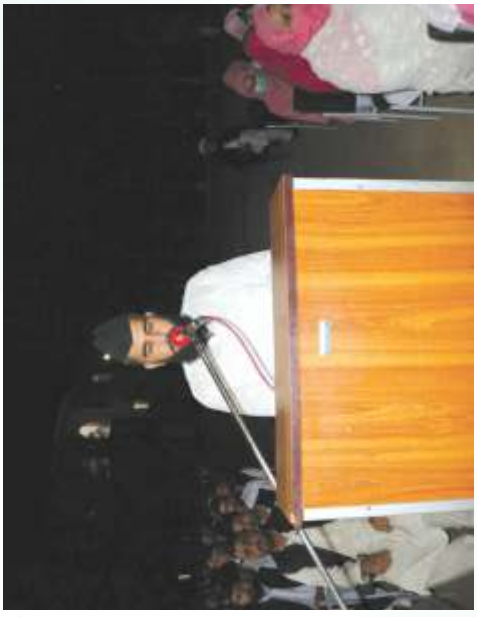

شینا زبان کا مختصر تعارف

تحریر: زرین تاج سب انسپکٹر

شینا زبان ایک ہند آریائی داردی زبان ہے جو ہند آریائی لسانی گروہ کی شمال مشرق ذیلی لسانی گروہ کی داردی سے تعلق رکھتی ہے۔داردی لسانی گروہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ گروہ اپنے مرکز (وسط ایشیاء) سے اس وقت علیحدہ ہوا یا برصغیر کی طرف ہجرت کی جب ویدی اور اوستا بولنے والے ابھی کوئی مشترکہ زبان بول رہے تھے اور انہوں نے برصغیر کی طرف نقل مکانی شروع نہیں کی تھی۔زیادہ تر مورخین کا خیال ہے کہ شینا زبان اور دوسرے داردی زبانوں والوں نے دو سے اڑھائی ہزار سال قبل مسیح کے دوران مختلف گروہوں میں وسط ایشیاء سے برصغیر کی طرف ہجرت کی تھی۔شینا زبان کم وبیش پانچ ہزار قم (امین ضیاء شینا گرائمر 1986) کی ایک قدیم داردی زبان سمجھی جاتی ہے۔شینا اور داردی زبانوں میں وہ صرفی،نحوی اور فونیائی خصوصیات پائی جاتی ہے جو پاکستان کے زیادہ تر موجودہ دوسری زبانوں میں ناپید ہوچکی ہے۔داردی زبانوں میں فعلی صرفیے افعال جڑے ہوئے پائے جاتے ہیں۔شینا زبان کو ایک تانی زبان بھی کہا جاتا ہے جن کے سر اور تان کے مدوجذر سے الفاظ میں معنوی امتیاز پیدا ہوتا ہے۔شینا زبان کے ماہر جناب شکیل احمد کا کہنا ہے کہ شینا زبان پرٹو کلاسک آریائی زبان ہے جس کی ابتداء وسط ایشیاء میں کاکیشیا کے میدانوں اور وادیوں میں ہوئی اور یہ زبان پانچ ہزار سال قدیم ہے۔

پاکستان کے شمال میں تین عظیم پہاڑی سلسلے

ہمالیہ،قراقرم اور ہندوکش آپس میں ملتے ہیں۔ان کے ملنے سے ایک وسیع پہاڑی سلسلہ وجود میں آگیا ہے جس کی تنگ وادیوں میں کئی نسلوں کے لوگ آباد ہیں۔ان میں سے زیادہ تر نسلیں خاندانوں کی صورت میں باہمی رشتوں میں منسلک ہیں۔ان خاندانوں میں سے سب سے بڑا خاندن داردی کہلاتا ہے۔اس خاندان سے تعلق

رکھنے والے گروہ مشرق میں کشمیر سے لے کر مغرب میں پنجشیر تک اور شمال میں چترال سے لے کر سوات اور انڈس کوہستان تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ گروہ درجنوں زبانیں بولتے ہیں۔ اور مختلف مختلف ثقافتوں کے حامل ہیں۔ تاہم ان کی نسلی خصوصیات، زبانوں اور ثقافتوں میں بہت سے ایسے اجزاء موجود ہیں جو انہیں ایک خاندان کی صورت میں شناخت دینے کا سبب ہے اس گروہ کی سب سے بڑی شناخت ان کی زبانیں ہیں جن میں بنیادی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔

داردی خاندان:

داردی خاندان تعلق ہند یورپی نسل کی اس شاخ سے ہے جسے ہند آریائی کہتے ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ آریائی لوگوں کی ایران کے راستے ہندوستان کی جانب ہجرت کے دوران ان کی ایک لہر شمال کی طرف گئی اور پہاڑوں کے دامن میں آباد ہو گئے جو رفتہ رفتہ پہاڑی وادیوں میں نفوذ کر گئی۔ جب کہ بڑی لہر دریائے سندھ اور گنگا کے وادیوں میں پھیل گئی جن کی اولاد پاکسان، بنگلہ دیش اور شمالی ہند کے موجودہ باشندے ہیں۔

داردی قبائل پہلو بہ پہلو پہاڑی خطے میں کچھ اور نسلی گروہ بھی بستے ہے، جن میں نورستانی تعداد کے لحاظ سے سب زیادہ ہیں۔ نورستانی خاندان جو خود کئی ذیلی گروہوں پر مشتمل ہے، بنیادی طور پر ہند آریائی لوگوں کی متوازی ہند ایرانی خاندان کی ایک شاخ ہے جو داردیوں سے پہلے اس بڑی لہر سے الگ ہوئی۔ اس کے علاوہ کچھ ایرانی نسل کے لوگ جیسے وخی بھی شمال سے آکر ان وادیوں میں بس گئے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس خطے میں داریوں کے آنے سے پہلے والے نسلوں میں سے ایک گروہ اب بھی موجود ہے۔ یہ لوگ گلگت بلتستان کی وادیوں ہنزہ، نگر اور یاسین میں رہتے ہیں۔ ان کی زبان برشاسکی کی تعلق ابھی تک دنیا کی کسی اور زبان سے دریافت نہیں کیا جاسکا ہے۔ مگر یہ داردی لوگوں کا ایک اہم گروہ ہے۔

1۔ کشمیری لوگ جو کشمیری بولتے ہے یہ وادی کشمیر اور اس سے ملحقہ علاقوں میں رہتے ہیں۔

2۔ شن لوگ جو دریائے گلگت کی وادی، گلگت سے نیچے دریائے سندھ اور اس کی ذیلی وادیوں میں رہتے ہیں۔ یہ لوگ تبت باسی بتلائے جاتے ہیں۔ ان کی زبان شینا ہے۔ شن نسل کا ایک چھوٹا گروہ جنوبی چترال

میں بھی موجود ہے جو صدیوں پہلے ہجرت کر کے یہاں آیا تھا۔اس کے علاوہ شن آبادیاں بلتستان، ہندستانی مقبوضہ کشمیر اور لداخ میں بھی موجود ہے۔

3۔ کھولوگ جو دریائے چترال اور اس کے معاون دریاوں کی وادیوں کے علاوہ گلگت بلتستان کے ضلع غذر میں آباد ہیں ان کی زبان کھورا کہلاتی ہے۔

4۔ کیلاش نسل کے لوگ جو کسی زمانے میں چترال میں اکثریت رکھتے تھے، اب بہت تھوڑی تعداد میں تین ذیلی وادیوں میں موجود ہیں۔ یہ لوگ اپنے قدیم مذہب اور ثقافت کی وجہ سے بہت نمایاں ہیں۔ چترال میں ان کی اکثریت گزشتہ دو تین صدیوں کے دوران تبدیلی مذہب کی وجہ سے اپنا لسانی اور ثقافتی تشخص ختم کر کے کھو گروہ کا حصہ بن چکی ہے۔

کوہستانی گروہ:

میدانی علاقوں سے بالکل متصل جو پہاڑی وادیاں ہیں ان کو میدانی علاقوں کے لوگ کوہستان کہتے ہے۔ میدانی علاقوں سے داردی لوگوں کا جو آخری گروہ تھا بے دخل کئے گئے تھے۔ وہ انہی وادیوں میں موجود ہے۔ اس لیے یہ لوگ کوہستانی کہلاتے ہیں۔ یہ گروہ افغانستان میں کابل میں شمال کی وادیوں سے لے کر مشرق میں دریائے سندھ کے کناروں تک بستے ہیں۔ ان گروہوں میں لسانی قربت کی وجہ سے ان کو داردی خاندان کے ایک ذیلی گروپ میں رکھا جاتا ہے جسے کوہستانی گروہ کہا جاتا ہے۔ اس گروپ میں دریائے سندھ کے بغلی وادیوں میں میں رہنے والے انڈس کوہستانی، بالائی سوات اور بالائی پنجکوڑہ میں گاوری، بالائی سوات میں تورواالی، افغانستان میں واتا پوری اور تیراہی شامل ہیں۔

پاشائی گروہ:

آپس میں ملتی جلتی زبانیں بولنے والے کئی گروہ افغانستان کے شمالی پہاڑی وادیوں میں بستے ہیں۔ ان وادیوں میں درہ نور، نرجاؤ، کردار، تگاؤ وغیرہ شامل ہیں۔

وادی کنڑ کی دارو:

ان میں چترال کے دمیلی، زیرین چترال اور کنڑ افغانستان کے ننگالامی اور شمشتی شامل ہیں۔

داردی لوگوں کی تاریخ:

لسانی اور بشریاتی تحقیق سے یہ امر تقریباً ثابت شدہ ہے کہ داردی لوگ انڈو آرائین لہر کی ایک شاخ ہے جو بڑی لہر سے الگ ہو کر شمال میں ہندوکش کے دامن کی طرف مڑ گئی تھی۔ یہ لوگ اس علاقے میں آباد ہو گئے جسے گندھارا کہا جاتا ہے۔ یعنی پوٹھوہار، ہزارہ، اور دریائے کابل کی وادی بشمول وادی پشاور، ننگرہار اور کابل۔ ان کی کچھ تعداد ابتدائی زمانے میں ہندوکش کی وادیوں میں نفوذ ہو کر رہ گئی تھی۔ اس بات کا ثبوت آرکیالوجیکل تحقیقات سے ہوتا ہے جن کے مطابق چترال کی بالائی وادیوں سے لے کر پھوٹوہار تک ایک ہی تہذیب سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد تھے۔ اس تہذیب کے آثار بیشتر قبروں کی صورت میں ملتے ہیں اس لیے اس تہذیب کو Gandhara Grave Culture کا نام دیا گیا۔

اس تہذیب کو یہ نام جدید محققین نے اس وجہ سے دیا ہے کہ بعد میں یہ علاقہ گندھارا تہذیب کا مرکز بنا۔ تقریباً ایک ہزار کے بعد پوٹھوہار سے لے کر کابل تک ایک سلطنت وجود میں آئی جس پر مختلف اوقات میں مختلف خاندانوں نے حکومت کی۔ ان میں مقامی ہندو، وسط ایشیائی، یونانی اور ایرانی شامل تھے۔ ان متنوع ثقافت اور نسلی گروہوں کے ملاپ سے یہاں ایک نئی تہذیب وجود میں آئی۔ اندازہ ہے کہ گندھارا تہذیب کے عروج کے زمانے میں اس علاقے کی آبادی کی اکثریت داردی نسل پر مشتمل تھی۔ اس زمانے میں بدھ مت اس علاقے کا غالب مذہب تھا۔ مذہبی اثرات کے تحت سنسکرت علاقے کی علمی زبان تھی اور لکھنے پڑھنے کا کام اسی زبان میں ہوتا تھا۔ تاہم بول چال کے لیے داردی لوگوں کی اپنی زبانیں استعمال ہوتی تھیں۔ یہ گندھارا تہذیب کا زمانہ داردی لوگوں کا زریں عہد تھا اور یہ علاقہ دنیا کے متمدن ترین خطوں میں شمار ہوتا تھا۔

گندھارا تہذیب کی تباہی شمال سے آنے والے وحشی حملہ آوروں کے ہاتھوں ہوئی جیسے ہن اور سیتھیں وغیرہ۔ ان حملوں کے نتیجے میں گندھارا تہذیب کے مراکز جیسے پر شاپور (پشاور) اور ٹیکسلا وغیرہ تباہ

ہوگئے۔حملوں کے نتیجے میں آبادی کی وسیع نقل مکانی ہوئی اور غالباً ہندوکش کی وادیوں کا اولین نفوذ اسی زمانے میں ہوا۔اس سے پہلے ان وادیوں میں انسانی آبادیاں بہت کم تھی اس لیے یہاں کی آبادی تقریباً خالص داردی بن گئی۔

اس انتقال آبادی کے باوجود گنداھارا کے بیشتر حصوں میں قابل قدر تعداد میں داردی آبادی موجود رہی۔عیسوی سنہ کے پہلے ہزار سال کے اختتام کے زمانے میں جنوب مغرب کی طرف سے ایک اور انتقال آبادی گنداھارا کی طرف ہوئی۔یہ لوگ ایرانی نسل سے تعلق رکھتے تھے جو خود کو افغان، پشتون یا پختون کہتے تھے۔ان کا اصل وطن ہلمند سے لے کر کوہ سلیمان تک کا پہاڑی علاقہ تھا۔یہ لوگ خانہ بدوش قبائل تھے جن کا پیشہ گلہ بانی تھا۔یہ قبائل قندھار، کابل اور دامان (موجودہ کے پی کے کے جنوبی اضلاع) سے ہوتے ہوئے وادی پشاور پہنچے۔ان کی پہلی لہر جو بیشتر دلہ زاک پر مشتمل تھی، دریائے کابل کے جنوب کی طرف پھیل گئی۔

اسی زمانے میں دریائے کابل کے شمال کی طرف سارے علاقے میں داردی لوگ آباد تھے۔پشتونوں کے تذکروں میں ان لوگوں کو دیہہ گان کے نام سے پکارا گیا ہے۔دیہہ گان کا مطلب گاؤں کے لوگ ہیں۔یعنی مستقل آبادیاں بنا کر رہنے والے زراعت پیشہ لوگ۔خود پشتون خانہ بدوش تھے اس لئے مقامی لوگوں کا انہوں نے یہ نام دیا۔دیہگان کے علاوہ پشتون تذکروں مقامی قبائل کے جو نام ملتے ہیں وہ متراوی ،ممیالی، سواتی، گبراوی، شلمانی ارابی وغیرہ۔پشتون تذکروں نویسوں نے پہاڑی نسلوں کو غلطی سے تاجک بھی لکھا ہے حالانکہ تاجک نسلی طور پر ان سے بالکل الگ گروہ ہیں جو خود پشتونوں سے قربت رکھتے ہیں۔

پشتون قبائل رفتہ رفتہ شمال کی طرف بڑھتے گئے ۔ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ یہ نمک وغیرہ کی تجارت کے لیے ان علاقوں میں جاتے اور آہستہ آہستہ ان علاقوں میں بستے جاتے۔جب کسی وادی میں ان کی اچھی خاصی تعداد ہو جاتی تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلا کر مقامی لوگوں کو بیدخل کرتے۔اسی طرح چند سو سالوں کے اندر کابل اور اس کے گرد ونواح ،ننگرہار، وادی پشاور، سوات، باجوڑ اور دیر وغیرہ میں داردی لوگوں کو نکال کر پشتون قابض ہوگئے، داردی لوگوں کی اکثریت ان علاقوں سے نکل کر شمال اور مشرق کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے اور

بچے کچھے داردی لوگ پشتونوں کے مزارعین کے طور پر رہنے لگے۔ان لوگوں کو پشتون (فقیر) کے نام سے پکارتے ہیں۔

جب پشتون قبائل سوات اور دیر کے زیریں کے علاقوں میں مستحکم ہوئے تو انہوں نے بالائی وادیوں پر یلغار کی۔ چونکہ بالائی وادیوں میں داردی قبائل کی اکثریت ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھی، اس لئے نئی مہم کو جہاد کا رنگ دیا گیا۔اس سلسلے میں مغرب میں کنڑ سے لیکر مشرق میں ہزارے تک ایک کئی محاذوں پر حملے شروع ہوئے۔ان کے نتیجے میں بہت سے داروی لوگ مارے گئے اور بے شمار قبائل اپنا وطن چھوڑ کر مزید بالائی علاقوں کی طرف بھاگنا پڑا۔اس طرح ہندوکش کی وادیوں میں نقل مکانی کی نئی لہر آئی۔ان حملوں کے نتیجے میں داردی لوگوں کی اکثریت مسلمان ہوگئی۔ چونکہ انہوں نے پشتونوں کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تھا اس لیے انہیں پشتون طرز معاشرت کو بھی اپنانا پڑا پشتون اثرات کیوجہ سے ان علاقوں میں بیشتر علاقوں جیسے انڈس کوہستان اور پاشائی بیلٹ میں ریاستوں کا وجود ختم ہوگیا۔ان کی جگہ خالص پشتون طرز کا قبائلی نظام آگیا جس میں کسی مرکزیت اور حکمرانی کا تصور موجود نہیں تھا۔اس کے علاوہ یوسفزئی پشتونوں میں رائج زمینات کی اجتماعی ملکیت کا طریقہ بھی رائج ہوگیا جیسے ''ویش'' کہتے ہے۔ان اثرات کیوجہ سے ان علاقوں میں امن امان اور معیشت کی صورتحال پہلے کی نسبت خراب ہوگئی، انڈس کوہستان ،داریل تانگیر، جنوبی چترال اور پاشائی بیلٹ کی ''یاغستانی'' صورتحال بڑی حد تک پشتون اثرات کا نتیجہ تھی۔

داردی ریاستیں

1۔ کشمیر

گندھارا کی بادشاہتیں مختلف نسل کے حکمرانوں کے زیر اقتدار ہیں ان کی آبادی کی اکثریت داردی لوگوں پر مشتمل تھی ۔ گندھارا تہذیب کی تباہی کے بعد اس علاقے میں مقامی ریاستیں قائم ہوگئیں۔داردی ریاستوں میں سب سے اہم کشمیری تھی۔کشمیری لوگ داردنسل سے تعلق رکھتے ہیں اور تاریخ میں یہ علاقہ ہمیشہ ہندوستان سے ایک الگ شناخت کا حامل رہا ہے۔ چودھویں صدی عیسوی میں وادی سوات سے تعلق رکھنے والے شاہ میر نام کے ایک شخص نے کشمیر میں حکومت قائم کی جو اس ملک کی پہلی مسلم بادشاہت تھی۔قرین

قیاس یہ ہے ان کا تعلق دارد نسل سے تھا کیونکہ اس زمانے میں سوات میں پشتونوں کا نفوذ ابھی نہیں ہوا تھا۔ کشمیر پر اس خاندان نے کئی صدیوں تک حکومت کی اور یہ اس ملک کی عہد زیرین کہلاتا ہے۔

2۔ سوات

گندھارا کے بودھ دور میں وادی سوات اس تہذیب کا اہم مرکز تھا۔ اس تہذیب کی تباہی کے بعد اس پر مختلف فاتحین نے حملہ کیا لیکن اسے کسی مستقل سلطنت کا مستقل حصہ نہیں بنایا گیا۔ سوات کی واحد قابل ذکر ریاست جہانگیری یا گبری سلاطین کی تھی۔ اس ریاست کے قیام کے بارے میں زیادہ تر معلومات دستیاب نہیں لیکن اپنے عروج کے زمانے میں یہ وادی سوات، زیرین وادی پنجکوڑہ، ملاکنڈ، مردان، چارسدہ اور صوابی کے مختلف علاقوں پر مشتمل تھا۔ پشتون تذکروں میں ان سلاطین کو نسلاً تاجک یا ترک بھی کہا گیا ہے لیکن یہ اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے جس کے سبب وہ تمام پہاڑی نسلوں کو تاجک سمجھتے تھے۔

جہانگیری سلاطین کا پایہ تخت مینگورہ کے شمال میں منگلور کے مقام پر تھا جو ایک شاندار شہر تھا۔ ان کا سرمائی دارالحکومت تھانہ کے مقام پر تھا۔ میدانی علاقوں کے لیے ان کا نائب یا حاکم اشنغر (چارسدہ) میں قیام کرتا تھا۔ اس علاقے کا آخری حاکم میر ہندتھا۔ پندرھویں صدی عیسوی کے دوران پشتون وادی پشاور میں دریائے کابل کے شمال کی طرف نفوذ کرنے لگے۔ یہ خانہ بدوش لوگ تھے اس لیے یہ رفتہ رفتہ ان علاقوں میں پھیلتے گئے۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا اور یہاں پہنچ کر انہوں نے گلہ بانی کا پیشہ چھوڑ کر کھیتی باڑی کی طرف توجہ دی۔ اس کے نتیجے میں ان کے حالات بہتر ہوئے اور ان کی آبادی تیزی سے بڑھی۔ پندرھویں صدی کی اواخر میں کابل کے مغل بادشاہ الغ بیگ نے پشتون قبیلے یوسفزئی کو وہاں سے نکال دیا تو وہ بھی یہاں آکر بس گیا۔ یوسفزئی بہت جنگجو لوگ تھے اور انہوں نے بہت جلد دیگر پشتونوں سے لڑ بھڑ کر کافی علاقے چھین لیے۔ اس کے بعد وہ شمال میں جہانگیریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کئی سالوں تک اُن سے جنگ و جدل میں مصروف رہے۔ بابر بادشاہ کے ساتھ یوسفزئی قبیلے نے رشتہ داری کی جس سے اُن کی طاقت میں اضافہ ہو گیا۔ ان کے مسلسل حملوں کے نتیجے میں جہانگیری سلاطین آخر کار شکست کھا گئے اور سوات پر یوسفزیوں کا قبضہ ہو گیا۔ آخری جہانگیری سلطان اویس سوات سے فرار ہو کر دیر کی وادی نہاگ درہ

میں چلا گیا اور وہاں پر قلعہ بنا کر ارد گرد کے دارد قبائل پر حکومت کرنے لگا۔ تاہم پشتونوں نے ان کو یہاں بھی چین سے رہنے نہ دیا اور 1542 میں جب سلطان اور اس کے ساتھی جشن بہار منانے میں مصروف تھے تو یوسفزئی حملہ آوروں نے سلطان اویس کو قتل کر کے اس خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ ایسی روایات موجود ہے کہ آخری سلطان کا ایک بیٹا جان بچا کر چترال کی طرف چلا گیا۔ یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ شاید چترال کا آخری حکمران خاندان اسی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ جہانگیر سلاطین کے چترال سے تعلقات کے بارے میں کافی اشارے ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ پشتونوں کا اُن پر دباؤ جب بہت بڑا تو انہوں نے ایک چترالی لشکر کی مدد سے ان کو پیچھے دھکیل دیا۔ جہانگیر سلاطین میں سب سے مشہور سلطان پکھل کہلاتا تھا۔ سوات پر پشتونوں کے قبضے کے نتیجے میں اس کے علاقے کے بہت سے لوگ دریائے سندھ پار کر کے ہزارہ کے علاقے میں بس گئے جو ان کی وجہ سے پکھلی کہلایا۔ اسی طرح ہزارہ کے جو قبائل سواتی کہلاتے ہیں وہ بھی اسی زمانے میں سوات سے نکل کر دریائے سندھ کی مشرق طرف چلے گئے تھے۔

3۔ باجوڑ کی ارابی یا گبری ریاست

اس علاقے میں ایک اور ریاست باجوڑ کی تھی جس کا حکمران خاندان ارابی یا گبری کہلاتا تھا۔ شروع میں یہ کافی وسیع ملک تھا لیکن پشتونوں کی دست درازیوں نے رفتہ رفتہ اس کو گبر کوٹ تک محدود کر دیا۔ بابر کے حملے کے وقت یہاں کا حکمران حیدر علی گبری تھا۔ بابر بادشاہ نے گبر کوٹ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا تو اس کے کچھ ساتھیوں نے بابر کے ساتھ ساز باز شروع کی۔ جب حیدر علی کو اپنے شکست کا یقین ہو گیا تو خودکشی کر لی اور بابر نے ان کے ایک رشتہ دار کو ان کی جگہ اپنی طرف سے حاکم مقرر کر دیا۔ اس طرح اس آزاد داردریاست کا خاتمہ ہو گیا۔

4۔ گلگت اور انڈس کوہستان کی ریاستیں

گلگت اور اس سے نیچے دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ بدھ دور کے بے شمار چٹانی کتبات اور مجسمے ملتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ گندھارا کے علاقے خصوصاً سوات میں بدھ مذہب کے عروج کے زمانے میں اس

علاقے میں کئی چھوٹی بڑی ریاستیں وجود میں آئے تھیں جن کے حکمران بدھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ ممکن ہے ان ریاستوں کی آبادی کا کچھ حصہ بھی بدھ مذہب کے پیروکا ہوں لیکن اکثریت غالبًا اپنے قدیم عقائد پر ہی قائم رہی۔ گندھارا سے بدھ مذہب کے خاتمے کے بعد گلگت میں بھی بدھ ریاستیں ختم ہوگئیں۔ انڈس کوہستان کی وادیاں قبائلیت کی طرف لوٹ گئے تاہم گلگت میں ایک ریاست کا وجود قائم رہا۔ گلگت کے قدیم باشندے جنہیں بورش کہتے ہے (جن کی زبان برشکی ہے) کا تعلق انڈو آرائین نسل سے ثابت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کی زبان کسی بھی دوسرے زبان سے نہیں ملتی۔ بورش لوگوں کو جنوب علاقہ تبت کی طرف سے انے والے شن قبائل نے بے دخل کر کے وادیوں ہنزہ نگر اور یاسین میں دھکیل دیا۔ شن دار سے تعلق رکھتے تھے اوران کا اصل وطن ہزارہ میں تھا اور یہ غالبًا بیرونی حملوں کے نتیجے میں ہونے والے انتقال آبادی کے سلسلے میں شمال کی طرف چلے گئے۔ گلگت کی ریاست انیسویں صدی کے آواخر میں اس علاقے پر کشمیری قبضے تک قائم رہی۔ گلگت سے نیچے دریائے سندھ کی بغلی وادیوں میں مقامی داردسرداریوں کی روایات بھی ملتی ہے جو پشتونوں کے زیر اثر ختم ہوگئے اور یہ علاقہ بھی ریاست قبائلیت کی حالت میں چلے گئے۔

5۔ چترال

چترال کی وادی میں جنوب کی طرف سے انڈو آرائین کے نسل کے لوگوں کے آمد کی شواہد بہت پرانے ہیں۔ کئی مقامات پر ایسے مقبرے دریافت ہوئے ہیں جن کا تعلق Aryan Grave Culture سے بتایا جاتا ہے اوران کی قدامت ساڑھے تین ہزار سال تک ہے۔ تاہم اس وادی کی موجودہ باشندے نسبتاً بعد میں آکر یہاں بس گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ گندھارا کے علاقے میں وقتاً فوقتاً ہونے والے بیرونی حملوں کے نتیجے میں انتقال آبادی کی جولہریں اٹھتی رہیں، ان کا کچھ حصہ پہاڑی وادیوں میں شمال کی طرف نفوذ کرتا گیا۔ اسی طرح کئی چھوٹی چھوٹی لہریں چترال کی وادی میں بھی پہنچیں۔ اس وادی کی موجودہ آبادی انہیں لہروں کی باقیات پر مشتمل ہے جنہیں یہاں کے متعدد لسانی گروہوں کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ان گروہوں میں سب سے بڑا گروہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جو آج کل کھو اور کیلاش کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ

جنوب سے اس وادی میں داخل ہوئے اور کسی زمانے میں پوری وادی اور اس کی ذیلی وادیوں میں پھیل گئے۔ان کے نفوذ کے نتیجے میں یہاں کی سابقہ نسلوں کے کوئی قابل ذکر اثرات موجود نہیں ہے۔

چترال میں جنوب سے ہونے والی داردی انتقال آبادی کے علاوہ شمال سے ترک اور تاجک حملہ آور اور تارکین وطن بھی آتے رہے۔اس کی بالائی وادیوں کی نسلی اور لسانی تشکیل میں ان اثرات کو کھوسنل اور کھورا زبان کی صورت میں دیکھا جاسکتا تھا۔کھوار زبان کا بنیادی ڈھانچہ داردی ہی ہے لیکن اس میں بڑی مقدار میں فارسی اور ترکی الاصل الفاظ شامل ہیں۔

وادی چترال میں چھوٹی چھوٹی مقامی ریاستوں کی تاریخ بہت پرانی لگتی ہے۔جنوب کیلاش اور شمال میں کھولو کی زبانی روایات میں بہت سے مقامی حکمرانوں کے نام ملتے ہیں۔جیسے کیلاشوں میں بلے سنگھ،نگر شاہاور کھولوں میں بہمن،سوملک،یاری بیگ وغیرہ۔

لیکن پوری وادی کو ایک مرکزی اقتدار کے تحت لانے کا کام بیرونی حملہ آورو کے ہاتھوں ہوا۔چترال اور (گلگت کے کچھ حصوں) پر پہلے کاشغر کے ترکوں کا قبضہ رہا اور پھر بدخشاں کے تاجکوں کا (جو رئیس کے نام سے جانا جاتا ہے)۔ان ادوار میں چترال اور گلگت کی بالائی وادیوں کو بڑی حد تک ایک سیاسی اکائی میں تبدیل کیا گیا جس کا گہرا اثر ان علاقوں کے تاریخ پر پڑا۔تاجک نسل کے رئیس خاندان کی جگہ اقتدار ایک مقامی خاندان نے سنبھالی۔اس خاندان کے بارے میں عام روایت ہے کہ ہرات کے تیموری کی نسل سے تھا،لیکن ایسے اشارے بھی ملتے ہیں کہ شاید یہ جنوب کی سمت سے آیا تھا (یعنی اصل داردی تھا) جو بھی ہو،یہ بات حقیقت ہے کہ کئی پشتونوں تک یہاں رہنے کی بناء یہ خاندان مقامی بن چکا تھا۔اسی خاندان کی ایک شاخ گلگت کی بالائی وادیوں غذر،یاسین اور اشکمن پر حکمران رہی۔اس کی وجہ سے اس علاقے میں شمال مغرب سے بھی داردی اثرات پہنچے اور کھوار ان وادیوں کی ایک بڑی زبان بن گئی۔

داردی لوگوں کی موجودہ حیثیت

موجودہ زمانے میں داردی لوگ پاکستان اور افغانستان کی قومی ریاستوں کے شہری ہے۔آبادی کے لحاظ

سے سب سے بڑا داردی گروہ کشمیری لوگوں کے وطن پر اندیا غاضبانہ قبضہ ہے۔جس کے خلاف وہ آزادی کے جدوجہد میں مصروف ہے۔پاکستان کے داردان کے دوصوبوں میں خیبر پختونخوا اور گلگت بلتستان میں رہتے ہیں۔ان علاقوں سے پاکستان کے بڑے شہروں میں کافی نقل مکانی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان شہروں بھی داردآبادیاں وجود میں آئی ہیں۔

داردلوگ دنیا کے دشوراترین جغرافیائی خطے میں رہتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو معاشی مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ان کی بڑی شہروں کی طرف نقل مکانی کی بڑی وجہ اس خطے میں معاشی وسائل کی قلت ہے۔دیگر گروہوں سے بڑھتے ہوئے رابطوں کیوجہ سے داردلوگوں کی ثقافتوں اور زبانوں کو تیز رفتار تبدیلیوں کا سامنا ہے۔بہت سے علاقوں میں چھوٹے گروہوں کی ثقافت کو زبانوں کی مٹنے کا حقیقی خطرہ موجود ہے۔کئی زبانیں پہلے ہی صفحہ ہستی ست مٹ چکی ہیں۔ان جیسے چھوٹے نسلی اور لسانی گروہوں کے تحفظ میں ریاست کی بنیادی ذمہ داری بنتی ہے اس کے علاوہ ان لوگوں کو خود بھی اپنا تشخص برقرار رکھنے کے لیے قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

مورخہ 14 جون 2022ء کو ڈاکٹر جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ، کالج میں نئے شروع کردہ اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس کے افسران کو چائلڈ سیکشوئل ابیوز کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مکہ (سعودی عرب) کے بارے میں حیران کن معلومات

تحریر: امتیاز خان

1- یہاں پانی مہنگا اور تیل سستا ہے۔

2- یہاں کے راستوں کی معلومات مردوں سے زیادہ عورتوں کو ہیں اور یہاں پر مکمل خریداری عورتیں ہی کرتی ہیں مگر پردے میں رہ کر۔

3- یہاں کی آبادی 4 کروڑ ہے اور کاریں 9 کروڑ سے بھی زیادہ ہیں۔

4- مکہ شہر کا کوڑا شہر سے 70km دور پہاڑیوں میں دبایا جاتا ہے۔

5- یہاں کا زم زم پورے سال اور پوری دنیا میں جاتا ہے اور پورے مکہ اور پورے سعودیہ میں استعمال ہوتا ہے اور الحمدللہ آج تک کبھی کم نہیں ہوا۔

6- صرف مکہ میں ایک دن میں 3 لاکھ مرغ کی کھپت ہوتی ہے۔

7- مکہ کے اندر کبھی باہمی جھگڑا نہیں ہوتا ہے۔

8- سعودیہ میں تقریباً 30 لاکھ بھارتی، 18 لاکھ پاکستانی، 16 لاکھ بنگلہ دیشی، 4 لاکھ مصری، 1 لاکھ یمنی اور 3 ملین دیگر ممالک کے لوگ کام کرتے ہیں۔

9- صرف مکہ میں 70 لاکھ AC استعمال ہوتے ہیں۔

10- یہاں کھجور کے سوا کوئی فصل نہیں نکلتی پھر بھی دنیا کی ہر چیز، پھل، سبزی وغیرہ ملتی ہے اور بے موسم یہاں پر بکتی ہے۔

11- یہاں مکہ میں 200 کو الٹی کی کھجور بکتی ہے اور ایک ایسی کھجور بھی ہے جس میں ھڈی یا ھڑ کل

(گرڑک) ہی نہیں۔

12۔ مکہ کے اندر کوئی بھی چیز لوکل یا ڈپلیکیٹ نہیں بکتی یہاں تک کے دوائی بھی۔

13- پورے سعودی عرب میں کوئی دریا یا تالاب نہیں ہے پھر بھی یہاں پانی کی کوئی کمی نہیں ہے۔

14- مکہ میں کوئی پاور لائن باہر نہیں تمام زمین کے اندر ہی ہیں۔

15- پورے مکہ میں کوئی نالہ یا نالی نہیں ہے۔

16- دنیا کا بہترین کپڑا یہاں بکتا ہے۔جبکہ بنتا نہیں۔

17۔ یہاں کی حکومت ہر پڑھنے والے بچے کو 600 سے 800 ریال ماہانہ وظیفہ دیتی ہے۔

18- یہاں دھوکا نام کی کوئی چیز ہی نہیں۔

19- یہاں ترقیاتی کام کے لیے جو پیسہ حکومت سے ملتا ہے وہ پورا کا پورا خرچ کیا جاتا ہے۔

20۔ یہاں سرسوں کے تیل کی کوئی اوقات نہیں، پر بکتا تو ہے، یہاں سورج مُکھی اور مکئی کا تیل کھایا جاتا ہے۔

21- یہاں ہریالی نہیں یعنی درخت پودے نہ ھونے کے برابر ہیں، پہاڑ خشک اور سیاہ ہیں مگر سانس لینے میں کوئی تکلیف نہیں، یہاں یہ سائنسی ریسرچ فیل ہے۔

22- یہاں ہر چیز باہر سے منگائی جاتی ہے پھر بھی مہنگائی نہیں ھوتی۔

آب زم زم کا سراغ لگانے والوں کو منہ کی کھانی پڑی

مزید نئے روشن پہلوؤں کے انکشافات سامنے آگئے۔

تفصیلات کے مطابق آبِ زم زم اور اس کے کنویں کی پُر اسراریت پر تحقیق کرنے والے عالمی ادارے اس کی قدرتی ٹیکنالوجی کی تہہ تک پہنچنے میں ناکام ہوکر رہ گئے۔عالمی تحقیقی ادارے کئی دھائیوں سے اس بات کی کھوج لگانے میں مصروف ہیں کہ آب زم زم میں پائے جانے والے خواص کی کیا وجوھات ہیں۔اور ایک منٹ میں 720 لیٹر جبکہ ایک گھنٹے میں 43 ہزار 2 سو لیٹر پانی فراہم کرنے والے اس کنویں میں پانی کہاں سے آ رھا ہے۔جبکہ مکہ شہر کی زمین میں سینکڑوں فٹ گہرائی کے باوجود پانی موجود نہیں ہے۔جاپانی تحقیقاتی ادارے ہیڈو

انسٹیٹیوٹ نے اپنی تحقیقی رپورٹ میں کہا ہے کہ آب زم زم ایک قطرہ پانی میں شامل ہو جائے تو اس کے خواص بھی وہی ہو جاتے ہیں جو آب زم زم کے ہیں۔ جبکہ زم زم کے ایک قطرے کا بلور دنیا کے کسی بھی خطے کے پانی میں پائے جانے والے بلور سے مشابہت نہیں رکھتا۔

ایک اور انکشاف یہ بھی سامنے آیا ہے کہ ری سائیکلنگ سے بھی زم زم کے خواص میں تبدیلی نہیں لائی جا سکتی۔ آب زم زم میں معدنیات کے تناسب کا ملی گرام فی لیٹر جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ اس میں سوڈیم 133، کیلشیم 96، پوٹاشیم 43.3، بائی کاربونیٹ 195.4، کلورائیڈ 163.3، فلورائیڈ 0.72، نائیٹریٹ 124.8 اور سلفیٹ 124 ملی گرام فی لیٹر موجود ہے۔ آب زم زم کے کنویں کی مکمل گہرائی 99 فٹ ہے اور اس کے چشموں سے کنویں کی تہہ تک کا فاصلہ 17 میٹر ہے۔ واضح رہے کہ دنیا کے تقریباً تمام کنوؤں میں کائی کا جم جانا، انواع و اقسام کی جڑی بوٹیوں اور خودرَو پودوں کا اُگ آنا نباتاتی اور حیاتیاتی افزائش یا مختلف اقسام کے حشرات کا پیدا ہو جانا ایک عام سی بات ہے جس سے پانی کا رنگ اور ذائقہ بدل جاتا ہے۔ اللہ کا کرشمہ ہے کہ اس کنویں میں نہ کائی جمتی ہے، نہ نباتاتی و حیاتیاتی افزائش ہوتی ہے، نہ رنگ تبدیل ہوتا ہے، نہ ذائقہ۔

''اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''

مورخہ 23 جون 2022ء کو اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس کا خیبر میڈیکل کالج پشاور اور
فرانزک لیبارٹری پشاور کے مطالعاتی دورے کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 23 جون 2022ء کو اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس کا مطالعاتی دورے کے موقع
پر خیبر میڈیکل کالج پشاور کے پروفیسرز کے ہمراہ گروپ فوٹو

بچھو کے بچے

تحریر: انور کمال PASI

بچھو بچے پیدا کرنے کے بعد اُن کو اپنی کمر پہ بٹھا ڈیتا ہے اور یہ بچے اپنی ہی ماں کی کمر کا ماس نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں ۔ ماں طاقت رکھنے کے باوجود کچھ نہیں کہتی ، شکوہ نہیں کرتی چنانچہ بچے خود چلنے کے قابل ہوجاتے ہیں مگر تب تک ان کی ماں بھی مرجاتی ہے اور یہ بچے اپنی زندگی میں مگن ہوجاتے ہیں ۔ آج ہم میں سے بہت سے لوگ بالکل بچو کی طرح بن چکے ہیں ۔ والدین بچہ پیدا ہونے سے بچے کی تعلیم ، شادی اور چھت دینے کے لیے اپنی اپنی بساط کے مطابق دن رات ، دھوپ بارش کی پرواہ کیے بغیر اپنے بچوں کے لیے محنت کرتے ہیں ۔ لیکن افسوس وہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں کسی اور کی محبت کو اہمیت دیتے ہیں اور والدین سے ملنا بھی نہیں چاہتے ۔ تو کیا وہ یہ سمجھتے ہیں ماں باپ کا دل دُکھا کر وہ سکھ اور چین کی زندگی بسر کرسکیں گے تو جان لیجیے ہرگز نہیں ۔ والدین تو معاف کردیتے ہیں تو جو اُوپر میرا رب ہے وہ ناانصافی نہیں کرتا جس نے والدین کا درجہ دیا ۔ ماں کے پیروں تلے جنت رکھی کیا وہ معاف کردے گا ؟ ہم میں سے بہت سارے لوگ اپنے بوڑھے والدین کی خبر گیری تک نہیں کرتے اپنے ہی مقصد کی تکمیل کے لیے کوشاں رہتے ہیں بالکل بچھو کی طرح ۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے : ”کہ اپنے والدین کے سامنے اُونچا نہ بولو اور ان کو اُف تک نہ کہو “

اسی طرح ارشاد ہوتا ہے : ”والدین کا ہر حکم مانو ۔ والدین کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دینا مقبول حج کا ثواب رکھتا ہے “ آخر میں میری تمام قارئین سے یہ درخواست ہے کہ دیکھیں اور اپنی اصلاح کریں کہ کہیں ہم بھی تو بچھو کے بچے تو نہیں جو جانے انجانے اپنے والدین کو تکلیف پہنچا رہے ہیں ۔ اللہ پاک ہم سب کو ہمارے والدین کا فرمانبردار بنائے ۔

مورخہ 4 جولائی 2022 کو اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس کے افسران کے ساتھ منائی گئی
میس نائٹ تقریب کی تصویری جھلکیاں

قدرتی آفت اور ہم قوم ۔ ڈیرہ پولیس بے نظیر

تحریر:-امتیاز علی جنجوعہ

حالیہ مون سون بارشوں کے طویل سلسلے کے نتیجے میں کوہ سلیمان کے پہاڑی سلسلوں میں سیلابی ریلے نے ایک سونامی کی شکل اختیار کی۔ سیلاب کے خطرے کے پیش نظر این ڈی ایم اے اور پی ڈی ایم اے نے تمام اداروں انتظامیہ اور پولیس ریسکیو سول اور عسکری اداروں کو فوری ہائی الرٹ کر دیا۔ سیلابی ریلوں کے ممکنہ خطرات کے پیش نظر ڈی پی او ڈیرہ کیپٹن (ر) نجم الحسنین لیاقت نے ضلع بھر کی تمام فورس کو سیلاب کے ممکنہ خطرات کے پیش نظر نہ صرف ہائی الرٹ کر دیا بلکہ ڈیرہ پولیس کی تمام افسران بشمول اہلکاروں کی چھٹیاں منسوخ کر دیں اور تمام جوانان و افسران کو متاثرہ علاقوں میں حفاظتی اقدامات اور لوگوں کو ممکنہ خطرات سے بچاؤ کے پیش نظر ہر ممکن اقدام کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ اس سلسلے میں ڈیرہ پولیس کی جانب سے مرکزی کنٹرول روم بھی قائم کر دیا گیا کیا جس کا مقصد لوگوں کو باہمی ربط کے ذریعے فوری طور پر ریسکیو کرنے اور انہیں محفوظ مقامات پر منتقل کرنا تھا۔

سیلابی ریلے جیسی آفت نے کوہ سلیمان سے اُترتے ہوئے درازندہ اور اس کے ملحقہ علاقوں کو متاثر کیا۔ سپہ سالار ڈیرہ پولیس کے احکامات کے پیش نظر درازندہ پولیس نے جوانمردی اور دلیری کا اس آفت سے مقابلہ کیا، جس کا منہ بولتا ثبوت کانسٹیبل عاشق دین کا سیلابی ریلے میں کئی گھنٹوں سے پھنسے تین بہن بھائیوں کو بچانا ہے، اس کے علاوہ یہی سیلابی ریلہ اپنی جاہ وجلال میں پیش قدمی کرتے ہوئے کلاچی درابن اور چودھوان کے علاقوں میں پہنچ گیا جہاں کلاچی، درابن اور چودھوان پولیس اور خاص طور پر پروآ پولیس نے جس جوانمردی اور دلیری کا مقابلہ کیا۔

جس طرح ڈی ایس پی پروآ کاشف ستار کی قیادت میں متاثرہ اور سیلابی ریلے میں پھنسے لوگوں کو ریسکیو کیا گیا اس کی مثال نہیں ملتی، کئی فٹ تک بہتے پانی کے بہاؤ میں ڈی ایس پی سمیت ایس ایچ او پروآ کیڈٹ ظفر عباس

نے لوگوں کو نہ صرف ریسکیو کیا بلکہ متاثرہ لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کے بعد راشن اور کھانے پینے کی اشیاء کی ترسیل کو بھی ممکن بنایا۔ ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر اصغر علی شاہ تمام نفری کے ہمراہ متاثرہ علاقوں میں موجود رہے اور متاثرین وسیلاب زدگان کو مرکزی ریلیف کیمپ رتہ کلاچی سٹیڈیم منتقل کرتے رہے۔

ادھر کوہ سلیمان کا سیلابی ریلہ صدر سرکل کی حدود کا رُخ کرتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان کے شمالی علاقہ جات میں تباہی کے مناظر پیش کرنے لگا۔ لوگوں کے گھر اُجاڑ دیے اور کئی لوگوں کے گھروں کو صفحہ ہستی سے مٹا کے رکھ دیا، کھڑی فصلوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور کاروباری لوگوں کے اپنے چھوٹے موٹے کاروبار پر لگائے گئے لاکھوں/کروڑوں روپے ڈبو کر رکھ دیے۔ اس سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنا کسی فرد واحد نہیں بلکہ ایک قوم کا مجموعی فریضہ تھا جس کو تمام اداروں سمیت بشمول ڈیرہ پولیس سول تنظیموں اور میڈیا نمائندگان نے احسن طریقے سے انجام دیا۔ سیلابی ریلے نے جیسے ہی صدر کی حدود میں میں اپنا پڑاؤ ڈالا تو ڈی ایس پی صدر حافظ محمد عدنان خان نے اپنی تمام قوتیں اور توانائیاں اس سے نمٹنے کے لیے صرف کرنے کا عہد کر لیا تھا اور جس جوانمردی، دلیری اور عزم مصمم سے ڈی ایس پی حافظ محمد عدنان خان نے اپنے پولیس اہلکاروں اور ایس ایچ اوز کے ہمراہ جس طرح سیلاب میں پھنسے لوگوں کو ریسکیو کیا اور ان کی جان بچائی اس کی مثال شاید خیبر پختونخوا کے کسی پولیس افسر نے قائم کی ہو، اُنہوں نے کئی مواقع پر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر پانی میں کود کر لوگوں کو ریسکیو کیا اور کئی بچوں کی جان بچائی۔

صدر کے بعد پانی کے ریلے نے تحصیل پہاڑ پور کا رُخ کیا جہاں پہاڑ پور پولیس ڈی ایس پی فضل رحیم خان کی قیادت میں اس آفت سے ہر طرح سے نمٹنے کے لیے تیار کھڑی تھی، ڈی ایس پی اور ایس ایچ او پہاڑ پور ثمر عباس کی انتظامیہ سے ملکر بروقت پلاننگ اور لوگوں کو بروقت اپنے گھروں سے باہر نکالنا اور انہیں محفوظ مقام پر منتقل کر کے کم سے کم نقصان کا موجب بنے۔ بالآخر سیلابی ریلے نے اپنا غصہ کم کرتے ہوئے پہاڑ پور کے بیشتر علاقوں کو ڈبو کر دریائے سندھ کا رُخ کیا، لیکن اس دوران یہ پانی اپنا اثر دکھا چکا تھا گاؤں کے گاؤں ملیامیٹ کر دیے تھے، کھڑی فصلوں کو تباہ کر کے رکھ دیا، پیداواری، ٹرانسپورٹ اور ترسیل کا نظام ہلا کر رکھ دیا اور بالآخر پانی کی اس ریلے کو چشمہ روڈ کے کئی حصوں کو کاٹ کر دریائے سندھ کی طرف موڑ کر اس کا رُخ کیا تبدیل کیا گیا، اور یوں سیلاب کی تباہ کاریاں اپنے انجام کو پہنچی۔

جناب اسٹیشن کمانڈر ڈیرہ، کمشنر ڈیرہ عامر آفاق عباسی، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ نصراللہ خان، آر پی او ڈیرہ شوکت عباس، ڈی پی او ڈیرہ کیپٹن (ر) نجم الحسنین لیاقت، اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ فرحان احمد، اسسٹنٹ کمشنر کلاچی احد یوسف اسسٹنٹ کمشنر پہاڑ پور عتیق انور، اسسٹنٹ کمشنر درابن عمر خطاب سمیت تمام ایس ڈی پیز و ایس ایچ اوز کے ساتھ ساتھ ریسکیو اداروں، رضا کار تنظیمیں، میڈیا نمائندگان سمیت معاشرے کے ہر فرد نے اس آفت کا مقابلہ کر کے بھائی چارے اور ہم آہنگی کا ثبوت دیا۔ مجموعی طور پر اس قدرتی آفت نے ڈیرہ شہر کے مضافاتی علاقوں میں 21000 ایکڑ سے زائد رقبے کو متاثر کیا جس سے کھڑی فصلیں مکمل طور پر تباہ ہو گئیں اور کئی گھر صفحہ ہستی سے مٹ گئے جبکہ کہ بعض گھروں کو جزوی طور پر نقصان پہنچا، مجموعی طور پر 194 گاؤں متاثر ہوئے، سیلابی ریلے سے 20 سے زائد اموات ہوئیں، جبکہ 80 کے قریب لوگ زخمی ہوئے، اس کے علاوہ سیلابی ریلے کی تباہ کاریوں کے نتیجے میں تقریبا 21000 سے زائد مویشی لقمہ اجل بن گئے۔ اس تمام تر صورتحال کو تمام اداروں بشمال انتظامیہ سول و عسکری قیادت اور ڈیرہ پولیس نے بخوبی فیس کیا اور سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کو ریسکیو کرنے اور محفوظ مقامات پر منتقل کرنے میں جو کردار ادا کیا وہ قابل تحسین ہے۔

ڈیرہ پولیس کے افسران اور جوان سیلاب زدہ علاقوں میں وہاں تک پہنچے جہاں تک بروقت کوئی نہ پہنچ سکتا تھا۔ ڈیرہ پولیس کے افسران اور جوانوں نے بلاتفریق اور بلاخوف وخطر لوگوں کو ریسکیو کیا اور انہیں محفوظ مقامات پر منتقل کیا۔ ڈیرہ پولیس کی جانب سے کیے گئے تمام اقدامات اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ ڈیرہ پولیس حقیقی معنوں میں عوام دوست پولیس کا کردار ادا کر رہی ہے اور ڈیرہ پولیس عوام کی جان و مال کا تحفظ اپنے فرائض منصبی کو فرض عین سمجھتی ہے۔

سیلاب تھم جانے اور ریسکیو آپریشن کے فوری بعد ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کیپٹن (ر) نجم الحسنین لیاقت کی ہدایت پر متاثرین کی فوری مدد کے لیے جی پی او موڑ پر امدادی کیمپ قائم کیا گیا جس کا مقصد سیلاب متاثرین کو فوری مدد اور کھانا فراہم کرنا تھا جو کہ اس وقت بھی 24 / 7 کام کر رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر عوام کی طرف سے ڈیرہ پولیس کو پذیرائی اور خراج تحسین سے یہ بات عیاں ہے کہ ڈیرہ پولیس کی ان کاوشوں اور فرائض منصبی کی انجام دہی سے عوام کا اعتماد بحال ہوا ہے، اور عوام بھی اب حقیقی معنوں میں ڈیرہ پولیس کو عوام دوست سمجھتے ہیں۔ الحمدللہ

مورخہ 5 جولائی 2022 کو اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس کے افسران کی
اختتامی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 5 جولائی 2022 کو اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس کے افسران کا
جناب فصیح الدین کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے ہمراہ گروپ فوٹو

مورخہ 19 جولائی 2022ء کو پی ٹی سی ھنگو میں بنک آف خیبر کی جانب سے

Memorandum of Understanding (MOU)

کے معاہدے پر سینئر افسران، اساتذہ اور زیر تربیت جوانوں کے ہمراہ تعارفی سیشن کی تصویری جھلکیاں

کسٹم انسپکٹرز انوسٹی گیشن کورس
کے ساتھ دربار

رپورٹ: یاسین خان ASI

مورخہ 21 جولائی 2022 کو آڈیٹوریم ہال میں پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے سربراہ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے کسٹم انسپکٹرز کے ساتھ دربار کیا۔ دربار کا مقصد کسٹم کے افسران کو کو پی ٹی سی میں خوش آمدید کہنا، کالج کے قوائد وضوابط سے متعلق آگاہی اور ٹرینیز کی کوئی شکایات ہوں تو ان کا بروقت ازالہ تھا۔ اس محکمانہ دربار کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جس کی سعادت شیر افضل کسٹم آفیسر نے حاصل کی۔

جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی نے زیر تربیت افسران کو قدیم مادرِ علمی میں خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ آپ جب بھی یہاں سے جائیں تو کچھ سیکھ کر جائیں، کچھ اچھی یادیں، کچھ اچھی باتیں۔ آپ کی جو موجودگی یہاں ہے اللہ آپ کے گھر والوں کو اپنے حفظ وآمان میں رکھے تاکہ آپ یکسو ہو کر تربیت حاصل کریں۔ ہم کسی بھی محکمے کے ٹرینیز میں کوئی بھی تفریق نہیں کرتے۔ آپ مختلف اضلاع سے یہاں ایک ساتھ جمع ہو کر ایک ہی مقصد کی خاطر آئے ہیں ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کریں۔ یہ آپ کے لیے اچھا موقع ہے کہ آپ یہاں رہ کر مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ پولیس کیسے کام کرتی ہے اور آپ ان سے کتنا سیکھ سکتے ہیں۔

مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ٹریننگ ایک کٹھن اور مشکل مرحلہ ہوتا ہے جس طرح خُدا اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ ''آپ سمجھتے ہیں کہ کیا ہم آپ کو ایسے چھوڑ دیں گے کیا ہم آپ کو آزمائیں گے نہیں کہ آپ میں کون جہاد کرنے والے ہیں اور کون صابر ہیں'' ٹریننگ بھی ایسی ہی ہے اس میں بھی آپ کو آزمایا جاتا ہے۔ جب آپ ٹریننگ موڈ میں آجائیں گے تو ٹریننگ مشکل نہیں رہتی۔ ہمارا کام آپ لوگوں کو تربیت کے ساتھ اخلاق اور رویوں

میں تبدیلی لانا ہے۔ٹریننگ ہمیشہ ایک تکون میں ہوتی ہے۔جس کے ایک کونے پر ٹرینیز ہوتا ہے، دوسرے پر ٹرینی اور تیسرے کونے میں ماحول ہوتا ہے۔ساری ٹریننگ اسی تکون کے اردگرد گھومتی رہتی ہے۔ٹریننگ میں تھوڑی سختی ضرور ہوتی ہے۔جب آپ اس تکون میں تربیت کے سانچے میں خود کو ڈھال لیں گے تو آپ یقیناً پی ٹی، پریڈ سے لطف اندوز ہوں گے۔علم کے ساتھ ساتھ یہاں سے اچھی صحت بھی لے کر جائیں گے۔

دربار کے آخر میں ایک کسٹم آفیسر نے سوال کیا کہ پولیس اور کسٹم کے درمیان کیسے انٹریکشن رکھا جا سکتا ہے؟ تو اس کے سوال پر جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو نے کہا کہ دونوں محکموں کے درمیان روابط کو استوار کریں۔محکمانہ تعلقات کے ساتھ ساتھ نجی تعلقات کو بھی فروغ دیں۔پولیس اور کسٹم کے کام کرنے کا طریقہ کار تقریباً ایک جیسا ہی ہے۔اگر آپ نے کسی علاقے میں کوئی کاروائی کرنی ہو تو وہاں متعلقہ پولیس سٹیشن کے ساتھ اپنا رابطہ رکھیں اور پولیس کے ساتھ مل کر کاروائی عمل میں لائیں۔اس سے دوستانہ تعلقات کو بھی فروغ ملے گا ساتھ ہی ساتھ آپ کو ایکسٹرا انفری اور پاور بھی ملے گی اور سب سے اہم یہ کہ آپ جو کاروائی عمل میں لا رہے ہیں وہ بھی لیگل ہوگی۔اس طرح کسٹم اور پولیس کے درمیان انٹریکشن رکھا جا سکتا ہے۔

دربار کے آخر میں کالج ہذا کی جانب سے کسٹم انوسٹی گیشن کورس کے افسران کے ساتھ لائٹ ریفریشمنٹ کا پروگرام بھی کیا گیا اور بعد میں کسٹم انسپکٹرز نے جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے ساتھ گروپ فوٹو بھی بنوائے۔

مورخہ 21 جولائی 2022ء کو کسٹم انسپکٹرز کے افسران کے دربار کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 21 جولائی 2022ء کو کسٹم انسپکٹر کورس کے افسران کا
جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کے ہمراہ گروپ فوٹو

کریمنل جسٹس سسٹم یا فوجداری نظامِ انصاف

تحریر: ڈاکٹر عمران احمد ساجد، پی ایچ ڈی

جب بھی کوئی جرم ہوتا ہے تو اس کی اطلاع کس کو دی جاتی ہے؟

یقیناً آپ کے ذہن میں پولیس کا نام چل رہا ہوگا اور حقیقت بھی یہی ہے۔ جب بھی کوئی قانون توڑتا ہے تو اس کو پولیس گرفتار کرتی ہے اور اس کو قانون توڑنے کی پوری پوری سزا ملتی ہے۔ تاہم قانون توڑنے کی سزا دینے کا اختیار پولیس کے پاس نہیں بلکہ اس کا اختیار عدالت کے پاس ہے کہ وہ کسی شخص کو قانون توڑنے پر کتنی سزا دیتی ہے۔ نیز یہ کہ پولیس کا کام قانون توڑنے والے شخص کو گرفتار کرنا' اس کی تفتیش کرنا' اور تفتیش کے بعد پراسیکیوٹر / سرکاری وکیل یا استغاثہ کو تمام تفتیشی کاغذات بمعہ ثبوت فراہم کرنا ہے۔ اب یہ آگے پراسیکیوٹر کا کام ہے کہ وہ ملزم کے جرم کو عدالت میں ثابت کر کے اس کو سزا دلوائے۔ مزید یہ کہ عدالت سزا دیتی نہیں بلکہ صرف اور صرف سزا کا فیصلہ سناتی ہے۔ سزا دینے کے لیے جیل وغیرہ جیسے محکمہ جات موجود ہیں۔ یہ ایک پورا نظام ہے جو اس وقت حرکت میں آتا ہے جب کوئی شخص قانون توڑتا ہے یا جرم کرتا ہے۔ اس نظام کو کریمنل جسٹس سسٹم یا فوجداری نظامِ انصاف کہتے ہیں۔

فوجداری نظامِ انصاف ہے کیا؟

معاشرہ جب بھی بنتا ہے وہ انسان کو مدنی زندگی گزارنے کے لیے کچھ زبانی یا تحریری ہدایت ضرور مرتب کرتا ہے۔ یہ ہدایت اس بارے میں ہوتی ہیں کہ اس معاشرے میں اگر اکٹھا رہنا ہے تو کون سے کام آپ کر سکتے ہیں اور کن کاموں کا کرنا یہاں ممنوع ہے۔ ایسی ہدایت کو رسم، رواج، دستور' اصول یا قانون کہا جا سکتا ہے۔ جن

کاموں کی اجازت ہوتی ہے اس کو کرنے پر معاشرہ یا دوسرے افراد آپ کو سراہتے ہیں اور جن سے منع کیا جاتا ہے ان اعمال کے سرزد ہونے پر آپ کی سرزنش کی جاتی ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ انسان جس معاشرے میں بھی رہے وہاں جرائم کا ہونا کوئی انہونی نہیں۔ جب بھی اور جہاں بھی انسان معاشرہ بنا کر رہیں، وہاں مختلف نوعیت کے جرائم ہوتے رہتے ہیں۔ جرائم کا مطلب ہے انسانوں کی وہ حرکتیں جس سے دوسرے افراد یا ریاست و معاشرہ کی حق تلفی ہو رہی ہو، ان کا نقصان ہو رہا ہو۔ خاص طور پر جب کوئی فرد قانون توڑتا ہے تو اس کو جرم کہتے ہیں جس کے لیے سزا مقرر ہے۔

اب سوال یہ بنتا ہے کہ معاشرہ کس طرح لوگوں کو جرم سے اور قانون توڑنے سے روکتا ہے؟ کیا جب کوئی جرم کرتا ہے تو اس کو سزا خود بخود مل جاتی ہے؟ کیا سزا دینے کے لیے فرشتے یا جن و چڑیلیں وغیرہ آتی ہیں؟ نہیں بابا۔ انسانی معاشروں نے جرائم کی روک تھام اور جرائم کے سرزد ہونے کی صورت میں ایک پورا نظام بنایا ہوا ہے جس کا ذکر ابتدائی پیراگراف میں آچکا ہے جس کے مطابق اس کو کریمنل جسٹس سسٹم یا فوجداری نظامِ انصاف کہا جاتا ہے۔ کریمنل جسٹس سسٹم یعنی فوجداری نظامِ انصاف کسی بھی معاشرے کے جرائم کے خلاف ایک سرکاری یا باضابطہ ردِعمل ہے۔ کریمنل جسٹس سسٹم مختلف اداروں اور طریقہ کاروں کا مجموعہ ہے۔

کریمنل جسٹس سسٹم کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل پراسس پر غور کریں:

ایک شہری ایک آزاد معاشرے میں آزادی سے اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ تاہم جب کوئی آزاد شہری جرم کرتا ہے اور پولیس کو پتا چل جاتا ہے یا کوئی پولیس کو بتا دیتا ہے تو یہاں سے کریمنل جسٹس سسٹم کی کہانی شروع ہوتی ہے۔ پولیس ملزم کو گرفتار کر کے تفتیش کرتی ہے اور تمام متعلقہ ثبوت اِکٹھا کرتی ہے۔ تفتیش پوری کرنے کے بعد پولیس ملزم کا کیس پراسیکیوٹر کو بھجوا دیتی ہے جو پولیس کی طرف سے جاری کردہ تفتیش کو قانون کی نظر سے دیکھتی ہے کہ آیا تفتیش درست ہے یا نہیں۔ پراسیکیوٹر اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ آیا ملزم پر عدالت میں جرح کی جائے یا ثبوت و شواہد ناکافی ہیں اور پولیس کو دوبارہ تفتیش کے لیے کہا جائے۔ پراسیکیوٹر اگر جرح کا فیصلہ کر لے تو پھر عدالت میں کیس کی سماعت ہوتی ہے جہاں ملزم پر لگائے جانے والے سارے الزامات کو پیش کیا جاتا ہے اور ملزم کو اپنی

صفائی کا پورا پورا موقع دیا جاتا ہے۔اب عدالت میں جج کی ذمہ داری ہے کہ دونوں طرف کے ثبوت ُ شواہد اور دلائل سن کر فیصلہ کرے کے آیا ملزم پر جرم ثابت ہوتا ہے یا ملزم باعزت بری کر دیا جائے۔

اگر ملزم پر جرم ثابت ہو جائے تو وہ ملزم سے مجرم بن جاتا ہے۔اب عدالت جرم کی نوعیت کو دیکھ کر اس کے مطابق مختلف قسم کی سزائیں دے سکتی ہے جس میں کچھ عرصہ کے لیے قید، جرمانہ یا پروبیشن وغیرہ شامل ہیں۔اپنی سزا پوری کرنے کے بعد وہ مجرم اب دوبارہ سے آزاد شہری بن جاتا ہے۔تو آپ نے دیکھا کہ ایک آزاد شہری ایک پورے نظام سے گزرنے کے بعد دوبارہ سے آزاد شہری بن گیا۔ یہ پورا نظام ہی فوجداری نظامِ عدل وانصاف یا کریمنل جسٹس سسٹم ہے۔

کریمنل جسٹس سسٹم کے اجزاء:

یہ نظام یعنی کریمنل جسٹس سسٹم پانچ مختلف اجزاء سے مل کر بنتا ہے۔

ا۔ پولیس:

پولیس کریمنل جسٹس سسٹم کا پہلا ادارہ ہے۔جس طرح اُوپر کی سطور میں بیان ہو چکا ہے کہ جب کوئی جرم کرتا ہے تو کریمنل جسٹس سسٹم حرکت میں آجاتا ہے۔کریمنل جسٹس سسٹم کی شروعات جس ادارہ سے ہوتی ہے اس کو پولیس کہتے ہیں۔آپ پولیس ہی کو پورا کریمنل جسٹس سسٹم نہ سمجھ لیں اور کہیں آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ پولیس کوئی مدر پدر آزاد ادارہ ہے بلکہ پولیس ایک پورے سیاق وسباق میں دوسرے اداروں کے ساتھ مل کر ایک نظام کے تحت اپنا کام کرتی ہے۔آزاد ادارہ کوئی بھی نہیں ہوتا بلکہ سب ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔

اب پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کے بعد سے پولیس کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: آپریشن ونگ اور تفتیشی ونگ۔ کسی ملزم کو گرفتار کرنا، اس کو حوالات میں بند رکھنا، جرائم کو وقوع ہونے سے روکنا، کمیونٹی یعنی شہر وگاؤں کے گلی محلوں میں گشت کرنا، ناکہ بندی کرنا، گاڑیوں کی تلاشی لینا وغیرہ یہ سب ذمہ داری آپریشن ونگ کی ہے اور انہی کی تعداد محکمہ پولیس میں سب سے زیادہ ہے۔

تفتیشی ونگ کا کام تفتیشی افسر کرتا ہے جو ہر قسم کے ثبوت وشواہد اکٹھے کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ملزم ومجروح دونوں کے بیانات قلمبند ہوں اور ملزم کے خلاف ہر قسم کے تعصب سے پاک قانونی طور پر تمام ثبوت وشواہد اکٹھے کیے جائیں۔ تفتیشی ملازمین کے کام کی نوعیت سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ تفتیش کا کام کافی محنت طلب، حوصلہ طلب اور جاں بلب کام ہے جس میں نہ صرف محنت وحوصلہ چاہیے بلکہ اس کے لیے علمی وعقلی خصوصیات کو بھی بیدار کرنا ضروری ہے۔

۲۔ **پراسیکیوٹر/سرکاری وکیل/استغاثہ:**

پولیس ملزم کو گرفتار کرنے اور ہر قسم کی تفتیش مکمل کرنے کے بعد کیس کی فائل پراسیکیوٹر کو جمع کروادیتی ہے جو کہ پولیس کی جانب سے کی گئی تفتیش کے معیار اور مقدار کا جائزہ لیتا ہے۔ استغاثہ اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ آیا پولیس کی جانب سے کی جانے والی تفتیش درست اور مکمل ہے اور یہ کہ تفتیش کے دوران ثبوت قانونی طریقہ سے حاصل کیے گئے ہیں یا کسی اور طریقہ سے۔ سرکاری وکیل کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ پولیس کی جانب سے کی جانے والی تفتیش کو رد کردے اور دوبارہ تفتیش کے لیے کہے اور اس کے پاس یہ بھی اختیار ہے کہ اسی تفتیش کو قبول کرکے اس پر مزید کاروائی کرے۔

۳۔ **عدالت:**

استغاثہ تمام ثبوتوں اور شواہد کی روشنی میں ملزم پر عدالت میں جرح کرتی ہے۔ سرکاری وکیل ملزم کو اس پر لگائے جانے والے الزامات سناتا ہے اور اس کو اقبالِ جرم کرنے کے لیے کہتا ہے۔ اگر ملزم اقبالِ جرم کرلے تو کیس کا فیصلہ اُسی وقت ہو جاتا ہے بصورت دیگر ٹرائل یعنی جرح شروع کی جاتی ہے۔ ٹرائل میں سرکاری وکیل کے لگائے جانے والے الزامات کو ملزم کی طرف سے وکیلِ صفائی رد کرتا ہے یا ان میں موجود خامیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ دونوں طرف کے دلائل سن کر، ثبوت وشواہد دیکھ کر پھر جج فیصلہ سناتا ہے کہ آیا ملزم بے قصور ہے یا قصوروار ہے۔ اگر عدالت فیصلہ کردے کہ ناکافی شواہد کی بنا پر ملزم بے قصور ہے تو ملزم کو باعزت بَری کردیا جاتا ہے اور وہ پھر سے آزاد شہری بن جاتا ہے۔ دوسری صورت میں عدالت کے پاس سزا دینے

کے لیے مختلف راستے موجود ہیں مثلاً مجرم کو جیل میں قید کر دیا جائے، ملزم کو جرمانہ کر دیا جائے، ملزم کو وارننگ دے کر جرمانہ وضمانت پر رہا کر دیا جائے یا ملزم کو پروبیشن پر بھیج دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ جیل:

اگر عدالت فیصلہ کر لے کے ملزم کا جرم اس نوعیت کا ہے کہ اس کو قید کیا جائے تو پھر اس کو جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ جیلیں بھی مختلف قسم کی ہوتی ہیں جن میں سنٹرل جیل، ضلعی جیلیں، اور جوینائل جیلیں عام ہیں۔ کچھ جیلیں صرف مخصوص قسم کے جرائم پیشہ افراد کے لیے مخصوص ہوتی ہیں جن میں عام قیدیوں کو نہیں رکھا جاتا ہے۔ جیل کا تمام سٹاف باقاعدہ تربیت یافتہ ہوتا ہے اور ان کو جیل کو سنبھالنے کی تربیت دی جاتی ہے اور وہ پریزن رولز (Prison Rules) کے تحت کام کرتی ہیں۔

۵۔ پروبیشن:

ایک تو وہ پروبیشن افسر ہوتے ہیں جو یہاں پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں موجود ہیں۔ یہ اصل میں پروبیشنر اے ایس آئی ہیں۔ ان کو پروبیشنر اس لیے کہا جاتا ہے کہ فی الحال یہ پورے پورے اے ایس آئی نہیں بنے بلکہ ان کو دیکھا اور پرکھا جا رہا ہے کہ آیا یہ مکمل طور پر محکمہ پولیس کے قابل ہیں یا نہیں۔ پروبیشن افسر دراصل عدالت کے ساتھ کام کرنے والے ایسے ادارے میں ہوتا ہے جس کا کام بچوں، پہلی بار اور معمولی جرائم میں ملوث افراد کو جیل کی سختیوں سے بچا کر دوبارہ سے معزز شہری بنانا ہوتا ہے۔ اگر عدالت کسی کو پروبیشن پر رہا کرتی ہے تو وہ پھر پروبیشن افسر کے پاس آتا ہے۔ پروبیشن افسر اس کے ساتھ ایک بانڈ لکھواتا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ تین سال کے لیے وہ بندہ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ پروبیشن افسر کے پاس حاضری کو لازمی بنائے اور اپنا رویہ درست رکھے۔ اس عرصہ کے دوران پروبیشن افسر اس شخص کے رویہ کو پرکھ رہا ہوتا ہے کہ آیا وہ دوبارہ جرائم کی طرف تو نہیں آ رہا۔ اگر وہ شخص کامیابی سے تین سال گزار لے تو پروبیشن افسر عدالت کو رپورٹ کرتا ہے کہ فلاں ابن فلاں جس کو آپ نے پروبیشن پر میرے حوالہ کیا تھا، اب ایک اچھا اور قانون پسند شہری بن چکا ہے۔ لہذا اس شخص کے کاغذات صاف کیے جائیں۔

یہ یاد رکھیں کہ اگر کسی شخص کو عدالت سے پروبیشن ہو جائے اور وہ پروبیشن کامیابی سے پوری کر لے تو اس شخص کے ریکارڈ میں ''سابقہ سزا یافتہ'' نہیں لکھا جاتا بلکہ وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے پہلے کبھی جرم کیا ہی نہیں اور وہ ہر قسم کی سرکاری نوکری کے لیے بھی اہل ہوتا ہے۔

اختتامیہ:

تو یہ سارا نظام ہے کریمنل جسٹس کا جو معاشرہ نے اس لیے بنایا ہے کہ جرائم کی روک تھام ممکن ہو سکے اور اگر کوئی جرم کا ارتکاب کر لے تو نہ صرف اس کو سزا دے بلکہ اس کے رویہ کو بھی درست کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ جس کا نقصان ہوا ہو اس کے ازالہ کا بھی بندوبست کرنا کریمنل جسٹس کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

مورخہ 30 جولائی 2022ء کو کسٹم انسپکٹر انوسٹی گیشن کورس کی اختتامی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 30 جولائی 2022ء ریسکیو 1122 کی ٹیم، پی ٹی سی میں ریکروٹ کورس
کے جوانوں کو فرسٹ ایڈ سے متعلق آگاہی دے رہے ہیں

پولیس ٹریننگ کالج ہنگو لائبریری کا ایک جائزہ

تحریر: نسیم خان ASI

لائبریری کتابوں کا ایک ایسا مشترکہ سرمایا ہوتا ہے جہاں لوگ علم کی پیاس بُجھاتے ہیں۔ ہر آدمی بڑی بڑی قیمتی کتابیں خریدنے کا متحمل نہیں ہوسکتا اور اگر ہو بھی سکتا ہو تو کتاب کو ایک دفعہ پڑھ کر اسے زینت طاق بنا دیتا ہے۔ اگر یہ کتاب لائبریری میں ہوگی تو ایک آدمی کی جگہ بے شمار لوگ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اسی طرح ایک کتاب مدتوں تک چشمہ فیض بنی رہتی ہے۔ لائبریریاں جس قدر بلند پایہ کی ہوں گی اور تعداد میں زیادہ ہوں گی اس قدر لوگ علم کی تشنگی بُجھانے میں سہل ہوں گے اور جہالت کی تاریکی دور ہوگی۔ کُتب خانوں سے شوق مطالعہ بھی بڑھتا ہے اور اچھی اچھی کتابوں کی تصنیف و تالیف کا کام بھی بڑھتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صاحبان علم اور اہل قلم کی قدر و قیمت بڑھتی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ تلاش علم کا کام بڑھتا ہے نئے نئے علم و فنون کا پتہ چلتا ہے اور تحقیق و تجسس کا کام ترقی پذیر ہوتا ہے۔ لائبریری ایک صدقہ جاریہ ہے جب تک قائم رہے گی لوگ اس چشمہ علوم سے فیض یاب ہوتے رہیں گے اور ان کے قائم کرنے والوں کو اس کا اجر ملتا رہے گا تو حصول علم کے لیے ہمیں اغیار کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا۔

ادارہ ہذا میں بھی لائبریریاں قائم ہیں۔ ہمارے اس قدیم تربیتی درسگاہ کے سربراہ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ہنگو سرچشمہ علوم ہیں اور علمی، ادبی شعبوں میں اپنے علمی تجربے کی وجہ سے مضبوط حلقہ احباب رکھتے ہیں۔ ہمیشہ کے لیے صاحب موصوف کی یہ سوچ رہی ہے کہ میرے زیر سایہ جو بھی سٹاف ممبران ہوں وہ قابل ترین ہوں اور جو بھی جوانان، افسران تربیت حاصل کرنے کے لیے تشریف لائیں۔ وہ اس قدیم درسگاہ

سے کچھ سیکھ کر جائیں اسی مثبت سوچ کے ساتھ کمانڈنٹ صاحب جب پہلی بار سال 2016 میں بطور کمانڈنٹ تعینات ہوئے تو لائبریری کا دورہ کیا اور اس بات پر شدید ناگواری کا احساس کیا کہ برصغیر پاک، ہند کی دوسری بڑی پولیس تربیتی درسگاہ میں کُتب خانے میں کوئی خاطر خواہ نظام موجود نہیں ہیں۔ پروفیشنل لوگوں سے رابطہ کر کے تمام کتابوں کا از سر نو جائزہ لے کر کیٹلاگنگ کی گئی اور کمپیوٹرائز ریکارڈ مرتب کیا گیا تو ایک لائبریری کے بجائے تین لائبریریاں قائم کیں۔ اَپر، اِنٹرمیڈیٹ کورس کے ٹرینیز کے لیے الگ لائبریری، سٹاف ممبران کے لیے الگ لائبریری اور ایک مین لائبریری جس سے PASIs، لوئر کورس اور ریکروٹ کورس کے جوانان استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طرح صاحب موصوف نے سٹاف کی استعداد کار بڑھانے کی خاطر ٹیچنگ میتھاڈالوجی کی کافی تعداد میں کتابیں خریدیں۔ موجود الوقت سٹاف اور نئے آمدہ سٹاف ممبران پر کالج ہذا میں حاضری کی رپورٹ کرتے ہی ٹیچنگ کا معیار بہتر بنانے کی خاطر آداب زندگی، تعلیم کی اہمیت، علم کے فضائل معلم اور متکلم کے اوصاف اور بچوں کے حقوق، پولیس تربیتی نصاب برائے تربیت دہندگان جیسے نصاب پر مشتمل کتب ادارہ ہذا کی لائبریری سے باقاعدہ طور پر سٹاف ممبران پر تقسیم ہوتی ہیں۔ ٹرینیز کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے اور اخلاقی معیار کو بہتر کرنے کی خاطر مختلف موضوعات پر مبنی کتابیں تفتیش جرائم، میرا نصب العین، حلال و حرام، فضائل اعمال، ارشادات رسول ﷺ، پیشہ وارانہ حکمت عملی، رویوں میں تبدیلی اور بچوں کے حقوق کی کتابیں جو باقاعدہ طور پر لائبریری سے ٹرینیز پر تقسیم کی جاتی ہیں۔ تاکہ ان کتب ہائے سے وہ اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو اُبھاریں اسی خاطر ٹرینیز سے بُک ریویو لکھوایا جاتا ہے۔

کمانڈنٹ صاحب نے لائبریری کو وسعت دینے اور سٹاف اور ٹرینیز کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کی خاطر مورخہ 03.06.2021 سے لے کر 15.04.2022 تک 1132 عدد مختلف عنوانات پر مشتمل اُردو کی کتابیں اور 63 عدد مختلف موضوعات پر مشتمل انگلش کی کتابیں خریدی ہیں۔ اسی طرح اپنے سابقہ ادوار تعیناتی سال 2016 میں 752 اُردو کتابیں سال 2019 میں 23 عدد اُردو کتابیں اور 24 عدد انگلش کتابیں اور سال 2020 میں 67 عدد اُردو کی کتابیں خریدی گئیں۔ کمانڈنٹ صاحب نے کریمنالوجی اور مختلف موضوعات پر 30

عدد کُتب کالج ہذا کی لائبریری کو عطیہ کیں اور اسی طرح سابقہ دور میں بھی کمانڈنٹ صاحب نے مختلف موضوعات پر 52 عدد کتابیں عطیہ کی تھیں۔ سال 2021 میں جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب کی کالج ہذا میں تیسری بار بطور کمانڈنٹ تعیناتی کے دوران جہاں باقی تعمیر و ترقی کے کام ہوتے رہے تو اس کے ساتھ ہی لائبریری میں مختلف موضوعات پر مبنی اُردو، انگلش لٹریچر کی کتابوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ کتابوں کا ایک مختصر چارٹ قارئین کی نظر ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین اس سے استفادہ حاصل کریں گے۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مقام اشاعت	تاریخ اشاعت	تعداد
1	احیاء العلوم جلد اول تا چہارم	امام ابو حامد محمد الغزلی	کراچی	2015	04
2	احیاء العلوم جلد اول تا چہارم	امام ابو حامد محمد الغزلی	کراچی / لاہور	2006	04
3	امام ابن ماجہ کے حالات زندگی	غلام مفتی محمد فیاض	فیصل آباد	2020	01
4	امام ترمذی کے حالات زندگی	غلام مفتی محمد فیاض	فیصل آباد	2020	01
5	امام نسائی کے حالات زندگی	غلام مفتی محمد فیاض	فیصل آباد	2020	01
6	مغل حکمرانوں کی علم دوستی	سید زیشان الحسن	فیصل آباد	2020	01
7	امام ابی داؤد کے حالات زندگی	غلام مفتی محمد فیاض	فیصل آباد	2020	01
8	قصص الحدیث	ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان	فیصل آباد	2018	01
9	امام بخاری کے حالات زندگی	غلام مفتی محمد فیاض	فیصل آباد	2020	01
10	آمنہ کا لال	علامہ رشد الخیری	فیصل آباد	2004	01
11	امام مسلم کے حالات زندگی	غلام مفتی محمد فیاض	فیصل آباد	2020	01

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مقام اشاعت	تاریخ اشاعت	تعداد
12	محدثین کرام کے حالات واقعات	علامہ امجد علی قادری	فیصل آباد	2018	01
13	علم اور اسلاف کی علمی فضیلت	امام علامہ حافظ زین الدین	فیصل آباد	2019	01
14	بچوں کی تربیت	سراج الدین ندوی	فیصل آباد	1998	01
15	درس گاہ صفہ کا نظام تعلیم و تربیت	تفسیر عباس	فیصل آباد	2020	01
16	تربیتی سلسلہ برائے پولیس کمیونٹی پولیس	اقبال احمد ڈینٹھو	سندھ	2019	05
17	بہترین اُستاد کیسے بنے	کیرولین بینٹلے ڈیونز	سندھ	2006	10
18	فارنسک تفتیش ہینڈ بک	شرجیل کھرل PSP	سندھ	2019	05
19	تعلیم کی اہمیت	علامہ یوسف القرضاوی	فیصل آباد	1998	80
20	بارہ امام	غلام مفتی محمد فیاض	لاہور	2020	01
21	خاندان سیدنا علی المرتضیٰ	غلام مفتی محمد فیاض	لاہور	2020	01
22	اداب زندگی	اشرف علی تھانوی	لاہور	2021	200
23	نصاب سازی وانسٹرکشن	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
24	تعلیم کی بنیادیں	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
25	تعلیم نفسیات	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
26	تدریسی حکمتیں	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
27	ایجوکیشنل ریسرچ	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
28	تعلیمی پیائش و جائزہ	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مقام اشاعت	تاریخ اشاعت	تعداد
29	تعلیمی رہنمائی ومشاورت	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
30	ٹیچر ایجوکیشن ان پاکستان	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
31	ایجوکیشن ان پاکستان	ایس ایم شاہد	لاہور	2021	01
32	فاصلاتی نظام تعلیم	شستہ سمیع	لاہور	2021	01
33	ایلمنٹری ایجوکیشن کا پس منظر	ایس اے مغل	لاہور	2017	01
34	ایجوکیشنل ٹیکنالوجی	ایس ایم شاہد	لاہور	2017	01
35	اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن	ایس ایم شاہد	لاہور	2017	01
36	تعلیم پیمائش وجائز	ایس ایم شاہد	لاہور	2020	01
37	سائبان لوگ	ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی	کراچی	2012	01
38	مغربی فلسفہ تعلیم	پروفیسر سید محمد سلیم	کراچی	2012	01
39	مطالب القران	حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ	کراچی	2019	01
40	مسلمان مثالی اساتذہ ومثالی طلبہ	پروفیسر محمد سلیم	کراچی	2021	01
41	تحفہ زواریہ	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان	کراچی	2011	01
42	تجارت کے اصول	سید عزیز الرحمان	کراچی	2004	01
43	اسوہ حسنہ ایک سماجی مطالعہ	عبداللہ جاوید	کراچی	2013	01
44	محاضرات تعلیم	ڈاکٹر محمود احمد غازی	کراچی	2021	01
45	شرح رباعیات	حضرت مجدد الف ثانی	کراچی	2014	01

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مقام اشاعت	تاریخ اشاعت	تعداد
46	مزدوروں کے حقوق اور فرائض	سید عزیز الرحمان	کراچی	2004	01
47	اسوہ حسنہ چند عملی پہلو	سید عزیز الرحمان	کراچی	2014	01
48	مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات	پروفیسر محمد سید سلیم	کراچی	2009	01
49	فکر آخرت	سید فضل الرحمان	کراچی	2004	01
50	شخصیات	حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ	کراچی	2009	01
51	اُردو میں منظوم سیرت نگاری	سید عزیز الرحمان	کراچی	2020	01
52	ازکاری سیرت	پروفیسر سید محمد سلیم	کراچی	2005	01
53	اخلاق بنویؐ غزوات کے آئینے میں	مولانا انتخاب عالم	کراچی	2015	01
54	روحانی بیماریاں اور ان کا علاج	مولانا سید زوار حسین شاہ	کراچی	2011	01
55	خانگی زندگی اور اسوہ حسنہ	حدود آرڈیننس	کراچی	2004	01
56	حدود آرڈیننس	سید عزیز الرحمان	کراچی	2007	01
57	اقلیتیں اور پاکستان میں ان کے حقوق	ڈاکٹر محمد جمیل بندھانی	کراچی	2020	01
58	اسوہ حسنہ کی روشنی میں تفریح کا تصور	ڈاکٹر محمود احمد غازی	کراچی	2020	01
59	اسلامی تہذیب کا عالم گیر تصور	سید عزیز الرحمان	کراچی	2020	01
60	اسلام کا نظام تعلیم	پروفیسر محمد سید سلیم	کراچی	2017	01
61	اُردو سیرت نگاری کے مناہج و اسالیب	سید عزیز الرحمان	کراچی	2020	01
62	پاکستان میں اُردو سیرت نگاری	سید عزیز الرحمان	کراچی	2018	01

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مقام اشاعت	تاریخ اشاعت	تعداد
63	اسلامی شریعت مقاصد وحکمت	ڈاکٹر محمود احمد غازی	کراچی	2011	01
64	مجموعہ ضابطہ فوجداری	میاں انعام الحق	منصور بک ہاؤس	2021	01
65	مجموعہ قواعد پولیس (پولیس رولز)	محمد اقبال	عمران لائبک ہاؤس	2018	01
66	مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860 معہ ضابطہ	محمد الیاس بھٹی	لاہور	2019	01
67	تحفہ زاہدیہ	حضرت صوفی محمد احمد	کراچی	2000	01
68	تحفہ ابراہیمہ	حضرت صوفی محمد احمد	کراچی	1998	01
69	ندائے سحر	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ	کراچی	2006	01
70	تیغ وقلم ششماہی جلد اول شمارہ نمبر1		PTC	2016	50
71	کتاب SOP	فصیح الدین اشرف	PTC	2021	60
72	بچوں کے حقوق برائے شرکائے تربیت	فصیح الدین اشرف	پشاور	2021	100
73	معلومات پاکستان اور اہم ملکی شخصیات	ولی الرحمان ایم اے اُردو	ھنگو	2021	20
74	پولیس اور تفتیش جرائم	میاں نصیب جان SSP	پشاور	2021	500
75	تیغ وقلم ششماہی جلد دوئم شمارہ نمبر4		PTC	2021	40

S#	Book Name	Writer	Place Publisher	Year	Qty
1	Community Policing Module	Iqbal Ahmed Detho	Lahore	2018	02
2	Sociology	J.J.Baloch	Lahore	2019	03
3	How to be an amazing teacher	Caroline Bentley Davies	Lahore	2018	09
4	The motivated teacher	Muhammad Ali Khan	Lahore	2017	10
5	The teachers toolkit	Paul Ginnis	Lahore	2018	10
6	Protecting human rights	Iqbal Ahmed Detho	Lahore	2014	03
7	Educational psychology	Donnel Dobozy Bartlett Bryer Reeve Smith	Dojall street Milton Qld 4061 MC Australia Ltd	2012	01
8	Intelligence and psychological tests	Bhattiiqbal	Jhelum	1983	01
9	Exploring the world of English	Sayyed Saadat Ali Shah	Lahore		02

S#	Book Name	Writer	Place Publisher	Year	Qty
10	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2012 Vol.3 No.4 Vol.No.4	01
11	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2012 Vol.4 No.02	01
12	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2013 Vol.5 No.02	01
13	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2017 Vol.9 No.02	01
14	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2017 Vol.9 No.03	01
15	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2017 Vol.9 No.4	01
16	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2018 Vol.10 No.01	01
17	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2018 Vol.10 No.02	01
18	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2018 Vol.10 No.03	01
19	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2018 Vol.10 No.04	01

S#	Book Name	Writer	Place Publisher	Year	Qty
20	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2019 Vol.11 No.01	01
21	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2019 Vol.11 No.02	01
22	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2019 Vol.11 No.03	01
23	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2019 Vol.11 No.04	01
24	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2020 Vol.12 No.01	01
25	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2020 Vol.12 No.02	01
26	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2020 Vol.12 No.3,4	01
27	Pakistan journal of criminology	Fasihuddin (PSP)	Warsak road Peshawar	2020 Vol.13 No.1,2	01

اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ کمانڈنٹ ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب جیسے افسران ہمیشہ محکمہ پولیس میں آتے رہیں اور اس کالج کی تعمیر، ترقی میں اپنا کردار آدا کرتے رہیں۔

مس سفینہ انار PASI، پی ٹی سی
جملہ کورسز کی لیڈی ٹرینیز کو چھاتی کے سرطان کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

پروفیسر عمران احمد ساجد یونیورسٹی آف پشاور
PASI کورس کے ٹرینیز کو ریسرچ میتھاڈولوجی کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

مس سلمٰی خٹک، سوشل کیس ورکر پختونخوا، لاء آفیسر دارالامان پشاور
وکٹم سپورٹ لیڈیز آفیسرز کو گھریلو تشدد اور کیس سٹڈی کے موضوع پر لیکچر دے رہی ہیں

ڈاکٹر حیدر زمان کسٹم انسپکٹرز انوسٹی گیشن کورس کے افسران کو انٹرپرسنل ریلیشن اور سٹریس مینجمنٹ کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

ڈاکٹر حیدر زمان وکٹم سپورٹ لیڈیز کورس کی افسران کو رویوں میں تبدیلی اور خود آگاہی کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

ڈاکٹر ذیشان سورایا اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس اور اپر کورس کے افسران کو "Sexual Assault" کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

ایس عبدالستار خٹک صاحب
اینٹی ریپ انوسٹی گیشن کورس کے افسران کو موک ٹرائل ایکسرسائز کراتے ہوئے

ڈاکٹر اسلم پرویز
زیر تربیت ٹرینیز کو اچھی صحت کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

دیر لوئر کی مہمان نوازی

تحریر: انسپکٹر فضل معبود

یوں تو دُنیا میں مہمان نوازی کے بارے میں مختلف ممالک کی اقوام کے بارے میں مشہور ہے لیکن پختون قوم مہمان نوازی میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ میرے خیال میں پاکستان جیسا ملک کوئی دوسرا نہیں ہوگا جہاں ہر قومیت کو اتنی آزادی حاصل ہوگی۔ اس طرح پاکستان میں پختونخوا جیسا کوئی دوسرا صوبہ نہیں ہے۔ یہاں پختون قومیں آباد ہیں۔ مگر مہمان نوازی کے حوالے سے ملاکنڈ جیسا ڈویژن اور پھر دیر لوئر اور دیر اَپر جیسے اضلاع نہیں ہیں جو اپنی مہمان نوازی کی وجہ سے ایک الگ تھلگ مقام رکھتے ہیں۔

میں بطور ثبوت چند واقعات قارئین کی نظر کرتا ہوں۔ یہ سال 2013ء کی بات ہے کہ میں تیمر گرہ پولیس سٹیشن میں بطور ایس ایچ او تعینات تھا۔ بازار تیمر گرہ میں ایک شخص بوریاں اُٹھانے کی مزدوری کرتا تھا لیکن وہ شخص قتل کے مقدمہ میں مردان پولیس کو مطلوب تھا، چنانچہ پولیس نے اُسے پکڑ کر حوالات میں بند کیا تھا۔ اس دوران اطلاع ملی کے تھانہ کے گرد بازار کے صدر کی نمائندگی میں عوام جمع ہوئے ہیں۔ تاہم میں نے آ کر ایک نمائندہ کی بات سُنی جو بیانی تھا کہ یہ مزدور جو پولیس نے حوالات میں بند کیا ہوا ہے۔ یہ دیر لوئر کے لوگوں کا مہمان ہے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اسے فوراً چھوڑا جائے۔ میں نے گل زمان ASI کو کہا کہ تھانہ سے وہ FIR لے آؤ جس کی بناء پر ہم نے مذکورہ کو گرفتار کیا ہے۔ میں نے اُن لوگوں کو دکھایا کہ بھائی یہ شخص قتل کے مقدمہ میں مردان پولیس کو مطلوب ہے اس لیے اس کو ہم نے حراست میں لیا ہے۔ حاجی احسان جو تیمر گرہ بازار کے صدر ہیں انہوں نے کہا کہ آپ اس کو کہاں پیش کریں گے۔ میں نے کہا کہ مردان پولیس آ رہی ہے ان کے سپرد کریں گے۔ حاجی

احسان نے کہا کہ نہیں آپ ڈائریکٹ مردان پولیس کو حوالہ نہ کریں عدالت کو پیش کریں اور وہ اُسے مردان پولیس کے حوالہ کریں گے۔تب مجھے احساس ہوا کہ یہ مہمان نوازی کی انتہا ہے۔

دوسرا واقعہ سال 2015ء کا ہے کہ میں ثمر باغ میں بطور ایس ایچ او تعینات تھا کہ ایک ٹرک اور پک اپ کے مابین کامبیٹ روڈ پر ایکسیڈنٹ ہوا جس کی اطلاع مظفر خان ASI نے دی کہ وقوعہ کی وجہ سے کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا ہے آپ موقع پر پہنچیں۔ میں جب موقع پر پہنچا اور پتہ براری شروع کی تو ٹرک ڈرائیور کوہاٹ ضلع سے تعلق رکھتا تھا جبکہ پک اَپ کا ڈرائیور کامبیٹ ثمر باغ کا رہائشی تھا۔ جب کہ غلطی ٹرک والے کی تھی۔ میں نے مراسلہ تحریر کرنے اور فوراً تھانہ پہنچانے کو کہا۔اس دوران وہاں موجود لوگوں میں ایک شخص میاں عزیز صاحب جو کہ ایک سماجی شخصیت ہیں، وہ بھی موقع پر موجود تھے۔انہوں نے کہا کہ ایس ایچ او صاحب یہ ٹرک ڈرائیور مہمان ہے اور یہ پک اَپ کا ڈرائیور میرا بھتیجا ہے۔ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں، حالانکہ پک اَپ کا لگ بھگ 40 ہزار روپے تک کا نقصان ہوا تھا۔ میں نے بطور ایس ایچ او کہا کہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں آپ دعویداری کریں۔جس پر میاں عزیز صاحب نے کہا کہ میں فیصلہ لکھ کر دیتا ہوں کہ ٹرک ڈرائیور مہمان ہے اور جو میرے بھتیجے کی پک اَپ کا نقصان ہوا ہے اپنی جیب سے مرمتی کروا کر اس کے حوالے کروں گا۔ چونکہ ٹرک ڈرائیور مہمان ہے اس لیے میں اسے فی سبیل اللہ معاف کرتا ہوں۔علاوہ ازیں راقم دیر لوئر کے اکثر چوکیات اور تھانہ جات میں بطور انچارج اور ایس ایچ او رہ چکا ہے۔

جب آپ چکدرہ میں ہوں کوئی آپ کی مہمان نوازی کرے، تو دریائے سوات کی مچھلی دسترخوان پر ضرور پیش کرے گا۔جب تیمر گرہ میں کوئی مہمان نوازی کرے گا تو دسترخوان پر آپ کو ترسکون ہوٹل کے بکرے کا گوشت ضرور پیش کرے گا۔جب آپ علاقہ میدان میں ہوں تو آپ کی مہمان نوازی پورے بکرے یا دُنبے سے کی جائے گی۔ اگر آپ اس علاقے میں مزید آگے جاتے ہیں ثمر باغ وغیرہ تو وہاں آپ کی مہمان نوازی میں بیل ذبح کیا جائے گا اور سارے عزیز و اقارب آپ کے استقبال میں جھٹ جائیں گے۔ میں نے دیر پولیس میں عرصہ 33/34 سال ملازمت کر لی مگر ابھی تک میری مہمان نوازی ختم نہیں ہوئی۔میں دیر لوئر اور دیر اَپر کی عوام کو سلام پیش کرتا ہوں۔

یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے پی ٹی سی ھنگو میں تقریب

(3-4 اگست 2022ء)

تحریر: حبیب اللہ خان ASI

ہمارا پیارا ملک پاکستان آج جس محفوظ مقام پر کھڑا ہے یہ سب ہماری آرمڈ اور سول فورسز کی مرہون منت ہے ۔ ہمارے ملک کی صفوں میں ایسے سپوت موجود ہیں جو بہادری اور جرأت کی لازوال اسلامی روایت کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے ملک کے سبز ہلالی پرچم کی سربلندی اور وطن کے دفاع کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے ۔ چار اگست کا دن بھی جب بھی آتا ہے تو پختونخوا پولیس اپنے دو ہزار سے زائد افسران اور جوان جنہوں نے مادر ملت کے لیے اپنی لہو کی قربانی دی ان کو یاد کرتے ہیں کہ ہمارے شہداء ہم تمھیں بھولے نہیں ۔ ملک بھر میں شہدائے پولیس کے حوالے سے یہ دن منایا جاتا ہے ۔ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس جناب صفوت غیور جو 1981 میں محکمہ پولیس میں بطور اے ایس پی بھرتی ہو کر پشاور میں مختلف عہدوں پر بطور ایس ایس پی فائز رہے اور کیپٹل سٹی پولیس آفیسر پشاور بھی تعینات رہے ۔ آپ سال 2010ء فرنٹیر کنسٹیبلری کے کمانڈنٹ تعینات تھے ۔ 4 اگست 2010ء شام کے وقت ایک سوسائیڈ بامبر نے ان پر خودکش حملہ کیا جس کے نتیجے میں آپ نے جام شہادت نوش کیا ۔ جناب صفوت غیور کی یہ شہادت فرنٹیئر کنسٹیبلری اور محکمہ پولیس کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا ثابت ہوئی ۔ ان کی اس شہادت پر وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے انہیں تمغہ ہلال شجاعت سے نواز ۔ اور انہی کی اس عظیم شہادت کے سلسلے میں خصوصاً پختونخوا کے اندر 4 اگست کو یوم شہدائے پولیس منایا جاتا ہے ۔

چار اگست کے اس دن ہم اپنے شہداء کو یاد کرتے ہیں اور ان کی عقیدت میں شمعیں روشن کرتے ہیں ۔ یہ اس

کا بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم اپنے شہداء کی ان عظیم قربانیوں کو نہ کبھی بھولے ہیں اور نہ کبھی بھولیں گے۔اس کے علاوہ چار اگست ایک عزم ایک تجدید وفا کا دن ہے۔اپنے ملک پر جانیں نچھاور کرنے والوں کے ورثاء کو اس بات کا یقین دلانے کا دن ہے کہ ہم اپنے شہداء کو بھولے نہیں ہیں جن کے لہو سے جنت میں دیپ جلائے جاتے ہیں۔قربانیوں کے اس سلسلے میں پختونخوا پولیس نے ایڈیشنل آئی جی سے لے کر کنسٹیبل و لیڈیز کنسٹیبلان تک 2000 سے زائد عہدیداروں کی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

ان تمام شہدا کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں ایک سنہری تقریب کا انعقاد کیا گیا۔تقریب کے مہمان خصوصی جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو تھے۔جب کے کالج ہذا کی انتظامیہ،سینئر افسران،اساتذہ کرام زیر تربیت افسران و لیڈیز اہلکاران اور میڈیا کے نمائندگان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔مورخہ 03 اگست 2022ء کو کالج ہذا میں تعمیر کردہ یادگار شہداء پر بوقت شب شہداء کے وارثین (زیر تربیت) کے ہمراہ مہمان خصوصی نے بھی شمعیں روشن کیں۔اشکوں بھری آنکھوں کے ساتھ شہداء کے حق میں دُعا مانگی گئی۔دوسرے روز 04 اگست علی الصبح مہمان خصوصی کی طرف سے یادگار شہداء پر پھولوں کے گلدستے رکھے گئے۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ نے کہا کہ وطن عزیز کی بقاء اور سلامتی کے لیے آزادی سے لے کر آج تک بے مثال قربانیاں دی گئیں۔وطن کی ناموس کی خاطر مر مٹنے والوں کو خراج عقیدت پیش کرتے رہنا زندہ قوموں کا ہی شیوہ ہے۔ہم ایسی ہی ایک لازوال فورس سے منسلک ہیں جس کے دو ہزار سے زائد جوانوں و افسران نے عہدہ براء ہو کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہماری جملہ مسلح افواج کو ایک طویل عرصے تک دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنا پڑی اور اس جنگ میں خیبر پختونخوا پولیس نے فرنٹ لائن کا کردار ادا کیا۔دو ہزار سے زائد افسران دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے۔تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی بات ہماری قوم کی عزت کی بات آئی ہے تو ہم مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کرنے میں کوئی کنجوسی نہیں بلکہ اس گلستان کو اپنے لہو دینے کے لیے سینہ تان کر کھڑے رہے ہیں۔مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج میرے

دل کو اطمینان ہوا ہے کہ شہداء کے ورثاء سمیت دیگر پولیس افسران بھی اپنے ملک و وطن کے دفاع کے لیے آج بھی پُرعزم ہیں۔ وطن عزیز کی بقاء اور سلامتی کے لیے آج بھی افسران اور جوانوں کا مورال بلند ہے اور کسی قسم کی بھی قربانی کے لیے ان کے نہ ہاتھ کانپے ہیں اور نہ پاؤں لڑکھڑائے ہیں اور نہ ہی ان کے حوصلے پست ہوئے ہیں۔

مزید خطاب میں کہا کہ دہشت گردی کی اس جنگ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے پولیس افسران قوم کے اصل ہیروز ہیں انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو درحقیقت یہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں کھاتے پیتے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے یہ شاہین اپنی پولیس فورس کا نام اسی طرح روشن کرتے رہیں گے۔ خطاب کے آخر میں مہمان خصوصی نے شہداء کے درجات کی بلندی کے لیے دُعا مانگی اور مادر ملت پر قربان ہونے سے قدم پیچھے نہ ہٹانے کی بھی دُعا مانگی۔ اسی کے ساتھ یہ سُنہری تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

03 اگست 2022ء کو یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے
منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

03 اگست 2022ء کو مہمان خصوصی جناب شاہ جہان درّانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو
یادگار شہداء پر شمعیں روشن کرنے کے بعد شہداء کے حق میں دُعا مانگ رہے ہیں

04 اگست 2022ء کو یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 02 ستمبر 2022ء کو ویکٹم سپورٹ لیڈیز کورس کی آفیسرز کا کوہاٹ دارالامان
کے یک روزہ دورے کی تصویری جھلکیاں

پی ٹی سی ھنگو میں امتحانات اور نتائج

تحریر: ارشد حسین ڈی ایس پی

پولیس ٹریننگ کالج ھنگو محکمہ پولیس کی تربیت کا ایک قدیم ترین درسگاہ ہے۔ یہاں پر تین اقسام کی ٹریننگ کرائی جاتی ہے۔(۱) بنیادی ٹریننگ مثلاً ریکروٹ، PASI کورسز (2) ان سروس کورسز لوئر، اِنٹرمیڈیٹ، اَپر، محرر، رجسٹرات، ڈرل انسٹرکٹرز، ویپن، سیکشن کمانڈر، پلاٹون کمانڈر، گیس، کراٹے (3) سپیشل کورسز، کسٹم انوسٹی گیشن، وکٹم سپورٹ ڈسک۔

کورسز کے آغاز پر پری اسسمنٹ ٹیسٹ لیا جاتا ہے۔کورس میں ہر 15 روزہ بعد جنرل ٹیسٹ جب کہ کورس کے اختتام پر باقاعدہ امتحان لیا جاتا ہے۔کورسز کے امتحانات کا چارٹ قارئین کی نظر ہے۔

ریزلٹ آف پری ٹریننگ اسسمنٹ ٹیسٹ، ٹرم اختتامی 25.02.2022

کورس	ٹوٹل	پاس	پاس کا فیصدی	فیل	فیل کا فیصدی
اَپر	130	1	0.77	129	99.23
اِنٹرمیڈیٹ	285	0	0.00	285	100.00
لوئر	375	334	89.07	41	10.93
ریکروٹ	965	795	82.38	170	17.62
کسٹم انوسٹی گیشن	31	6	19.35	25	80.65
وکٹم سپورٹ ڈسک	11	5	45.45	6	54.55

ریزلٹ آف ماہوار ٹیسٹ، ٹرم اختتامی 25.02.2022

کورس	ٹوٹل	پاس	پاس کا فیصدی	فیل	فیل کا فیصدی
اَپر	121	35	28.93	86	71.07
اِنٹرمیڈیٹ	282	15	5.32	267	94.68
لوئر	414	254	61.35	160	38.65
ریکروٹ	1064	38	3.57	1026	96.43
کسٹم انوسٹی گیشن	31	30	96.77	1	3.23

ریزلٹ آف فائنل امتحان، ٹرم اختتامی 25.02.2022

کورس	ٹوٹل	پاس	پاس کا فیصدی	فیل	فیل کا فیصدی
اَپر	137	110	80.29	27	19.71
اِنٹرمیڈیٹ	369	361	97.83	8	2.17
لوئر	875	815	93.14	60	6.86
ریکروٹ	1415	1260	89.05	155	10.95
کسٹم انوسٹی گیشن	32	32	100.00	0	0.00
وکٹم سپورٹ ڈسک	11	11	100.00	0	0.00

بمطابق تربیت امتحان تین شاخوں یعنی لاء، ڈرل، ATS (فائرنگ) میں لیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ادارہ ہذا میں امتحانات برانچ علیحدہ قائم ہیں جس کا انچارج ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (DSP) رینک کا پولیس افسر کنٹرولر امتحانات ہے۔ اس کے امداد کے لیے ASIs,SIs، HCs تعینات ہیں۔ پی ٹی سی مینول رول نمبر

14(C) میں کنٹرولر امتحانات کے فرائض اور ذمہ داریوں کا مفصل ذکر ہیں۔

ادارہ ہذا کے سربراہ کمانڈنٹ صاحب کی نگرانی میں صوبائی پولیس سربراہ سے Approved سیلبس میں زیر تربیت جوان افسران سے تھیوریکل اور فزیکل امتحانات لینا کنٹرولر کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ Written امتحان کے لیے سیلبس کے اندر ہر مضمون کا جہاں تک انسٹرکٹر نے متعلقہ کورس کو پڑھایا ہے سے سوالیہ پرچہ تیار کیا جاتا ہے۔

امتحانی ہال میں چیف لاء انسٹرکٹرز اور اس کے سٹاف (انسٹرکٹرز) کی مدد سے بمطابق امتحانی شیڈول منظور کردہ کمانڈنٹ صاحب، پرچہ لیا جاتا ہے۔ Written لاء امتحان کے اختتام پر سوالیہ پرچوں کا متعلقہ انسٹرکٹر برائے مارکنگ (Key) تیار کرتا ہے۔ کنٹرولر امتحانات سے ڈسکس کے بعد اُسی (Key) پر بذریعہ ٹیم (لاء انسٹرکٹر) پرچوں کی مارکنگ اور کاؤنٹنگ اور ری چیکنگ کی جاتی ہے۔ فزیکل اور فائرنگ امتحانات بمطابق Approved سیلبس ادارہ ہذا کے سربراہ کمانڈنٹ صاحب، ڈپٹی کمانڈنٹ صاحب، DSP ایڈمن، RI (ریزور انسپکٹرز) بطور ایگزامینر مقرر ہیں۔ دفتری مصروفیات کی پیش نظر کمانڈنٹ صاحب ادارہ ہذا کے ڈپٹی کمانڈنٹ، DSP ایڈمن، RI,CLI، CDI اور دیگر سینئر سٹاف کا ہر امتحان کے لیے تین افسران پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دیتے ہیں۔ ہر افسر امتحان لے کر رزلٹ امتحان برانچ میں جمع کرتا ہے۔ لاء فزیکل (ڈرل) اور ATS (فائرنگ) امتحانات مکمل ہونے پر کنٹرولر امتحانات کمپیوٹرائز رزلٹ تیار کرتا ہے۔ ہر قسم کی کمی وبیشی کا کنٹرولر امتحانات اور اس کا سٹاف ذمہ دار ہوتا ہے۔ رزلٹ کمانڈنٹ صاحب سے دستخط کر کے اضلاع میں بھیجنا بھی کنٹرولر کی ذمہ داری ہے۔

بمطابق رزلٹ ہر ایک ٹرینی کا علیحدہ علیحدہ ہسٹری شیٹ تیار کی جاتی ہے۔ لاء، ڈرل اور فائرنگ رزلٹ اور میرٹ کے علاوہ ہسٹری شیٹ میں متعلقہ ٹرینی کا عرصہ تربیت کے دوران مکمل ہسٹری بمطابق ریکارڈ درج کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں متعلقہ کمپنی کمانڈر، ادارہ ہذا کا سربراہ جناب کمانڈنٹ صاحب/ڈسپلری کمیٹی ریکارڈ کو دیکھ کر رائے دیتی ہے کہ متعلقہ ٹرینی بمطابق ریکارڈ اچھے پولیس افسر بننے کا اوصاف رکھتا ہے کہ نہ۔

ادارہ ہذا میں امتحان کا یہ منظّم نظام لوئر اور ریکروٹ کورس کے امتحانات کے حد تک اس وقت ڈسٹرب ہوا جب بحوالہ چھٹی نمبر 54-5753 مورخہ 11.07.2014 کو لوئر کورس لاء امتحان (ETEA) جب کہ فزیکل (ڈرل) فائرنگ امتحانات ایلیٹ انسٹرکٹرز نوشہرہ سنٹر کو دیئے گئے ہیں۔ ایلیٹ انسٹرکٹرز ڈرل کورس کوالیفائیڈ نہیں ہے ڈرل کو نہیں جانتے ہیں پھر بھی بطور ایگزامینر تعینات کیے جاتے ہیں اس کے بعد بحوالہ چھٹی نمبر 11855-59 مورخہ 21.11.2016 کو ریکروٹ کورس کا لاء (Written) امتحان (ETEA) کے حوالے ہوا۔ ریکروٹ کورس کے کل 14 مضامین کے آٹھ پرچوں کے لیے 700 نمبرز مقرر تھے۔ جو (ETEA) نے کمبائن کر کے دو پرچے اور ہر پرچے کے 100 نمبرز کل 200 نمبرز مقرر کیے ہیں۔ جہاں تک لوئر کورس Written امتحان کا تعلق ہے محکمہ پولیس میں پیشہ ورانہ مہارت کا یہ ابتدائی اور نہایت اہم کورس ہے۔ لوئر کورس پاس کر کے اہلکاران بطور مدد محرر، DFC، نائب کورٹ بہ زبان پولیس خواندہ ڈیوٹیاں سرانجام دیتے ہیں۔ لوئر کورس میں پولیس پریکٹیکل ورک پریکٹیکل (PPWP) کا علیحدہ مضمون ہے جس میں ٹرینیز مراسلہ، فردات مقبوضگی، کارڈ گرفتاری بیانات 161 ض ف، قابل دست اندازی، نا قابل دست اندازی رپورٹوں کا اندراج، ضمانت نامہ، مچلکہ وغیرہ پریکٹیکل طور پر سکھایا جاتا ہے۔ چونکہ ETEA امتحان Objective Type ہے۔ لہذا اس حصہ کو نظر انداز کیا گیا ہے، جس کے باعث ٹرینیز اس حصے کو اہمیت نہیں دیتے ہیں۔

ریکروٹ کورس کو پولیس پریکٹیکل ورک پریکٹیکل میں روزنامچہ کا نمونہ رپورٹ قابل دست اندازی، نا قابل دست اندازی لکھنے کا طریقہ کار وارنٹ، سمن پر تعمیل، عدم تعمیل کی صورت میں رپورٹیں وغیرہ تحریر کرنے کا طریقہ کار سکھایا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ امتحان ETEA کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ لہذا اس حصے کو بھی ETEA نے نظر انداز کیا ہے۔ ETEA امتحان ٹیک مارک (Tick Mark) کا امتحان ہے۔ قابل اور نالائق کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ اب بہ فضلِ تعالیٰ جناب کمانڈنٹ صاحب کی انتھک محنت لگن اور ادارہ ہذا میں ذاتی دلچسپی رنگ لائی۔ پولیس پالیسی بورڈ میٹنگ نمبر 67 مورخہ 25.05.2022 لوئر اور ریکروٹ کورس کے امتحانات واپس پی ٹی سی ھنگو کو دینے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ باقاعدہ حکم کا انتظار ہے۔

افسانہ: بڑے پیر صاحب

تحریر وصال محمد خلیل

چالیس دن بعد جب وہ پیر بابا کے مزار سے گاؤں پہنچا تو بخت راون گلی میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اُس نے جب بخت روان کو دیکھا تو سکون کا سانس لیا اُس کے دونوں گالوں پر بوسہ دیا اور اُسے اپنے ساتھ گھر لے گیا۔ اُس نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے بچوں کی طرح پالا تھا۔ والدین کی وفات کے بعد اُس کو ہر طرح سے خوش رکھا تھا لیکن خود دوسری شادی کے بعد بھی اپنے بچوں کی خوشیوں سے محروم رہا۔ بڑی بیوی کے انتقال کے بعد کوئی اُسے کہتا کہ دوسری شادی کرلو ابھی تمھاری عمر ہی کیا ہے شاید اللہ رحم فرمادے تو کچھ لوگ کہتے کہ تم اپنی زندگی گزار چکے، بس اللہ کے کیے پر صابر رہو اور اپنے چھوٹے بھائی کے مستقبل کا سوچو، وہ بھی تمھارے بچے ہی کی طرح ہے۔ لیکن مہر وخالہ نے جب اُسے مہ جبیں کی خوبصورتی اور جوانی کی کہانی اپنے جادوئی انداز میں سنائی تو اس کے ٹھنڈے جذبات پہ ایک نئی جوانی آ گئی، وہ مہ جبین سے ان دیکھے پیار کرنے لگا۔ مہر وخالہ نے اسے بتایا کہ لڑکی خوبصورت ہے لیکن لوگ غریب ہیں تیرے جیسے صاحب حیثیت بندے کا رشتہ آسانی سے کہاں ملتا ہے اگر میں بات کروں تو نا نہیں کریں گے۔ اُس نے معاملہ مہر وخالہ کے سپرد کیا اور مہر وخالہ نے سارے معاملے سلجھا کے جلد ہی اس کی شادی کرانے کا بندوبست شروع کیا۔ مہر وخالہ نے مہ جبیں کے گھر والوں کو بتلایا کہ اس کے گھر میں کوئی عورت ہی نہیں ہے بس ایک آٹھ سالہ چھوٹا بھائی ہے۔ پورے گھر پر اکیلی راج کرے گی راج۔

شادی کے بعد اُس کا گھر بے شمار خوشیوں سے بھر گیا۔ ماہ جبین نے اُس کے گھر کو حقیقی جنت بنا دیا لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ دوسری شادی کے بعد بھی اُسے اولاد کی خوشیاں میسر نہ آئیں۔ ایک دن جب وہ اپنے پیر صیب کی خانقاہ پر حاضر ہوا اور بڑے پیر صاحب سے درخواست کی کہ اُس کے حق میں اولاد کی دعا کریں تو پیر صیب نے آنکھیں بند کرلی اور چند لمحے خاموشی سے بیٹھے رہے، اُس نے بڑے پیر صیب کے نورانی چہرے، لمبی سفید داڑھی اور ورد کرتے ہونٹوں پر نظر ڈالی تو اُسے ایک عجیب سا روحانی سکون ملا۔ اُسے اُن لوگوں پر تعجب بھی ہوا جو بڑے پیر

صاحب پر غلط الزام لگاتے تھے۔ بڑے پیر صاحب نے جب اپنی بڑی بڑی سرمہ لگی آنکھیں گھما کر اُسے دیکھا اور کہا کہ تمھارا کام ایک چلّے سے ہو جائے گا، تو اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا، اس نے بڑے پیر صاحب کے ہاتھ پر لگا تار کئی بار بوسہ دیا اور بہت بے چین ہو کر کہا میں قربان آپ حکم کریں بڑے پیر صاحب نے اُسے بتایا کہ پیر بابا کے مزار پر ایک چلّہ کاٹنا ہوگا اور اُسے تمام طریقے سمجھائے ساتھ یہ بھی کہا کہ میں تمھارے لیے دعا کروں گا اور ان چالیس دنوں میں تیرہ بار تمہارے گھر دم کر نیکے لیے جاؤں گا۔ اُسے اپنے پیر پر پختہ یقین تھا لیکن جب وہ جا رہا تھا تو اس کے دل میں ایک عجیب سا خوف بھی تھا۔ جاتے وقت اس نے بخت راون سے کہا کہ بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا، میرے کمرے میں پستول پڑا ہے رات کو وہ سرانے رکھ کر سویا کرو۔ اُس کے جاتے ہی گھر میں ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی تھی۔ پچھلے سات سالوں میں پہلی بار اس نے گھر سے باہر کوئی رات گزاری تھی۔ کچھ دن ایسے ہی گزر گئے۔ مہ جبین بھی بہت اداس تھی لیکن اس کے دل کا دھڑکن اُس وقت قرار پاتا جب وہ اپنے ذہن میں بچوں کے رونے کی آوازوں کا بازگشت محسوس کرتی کچھ دن ایسے ہی گزر گئے بڑے پیر صاحب نے دم کرنے کیلئے گھر میں آنا شروع کیا تھا وہ تاریکی میں آتے گھر کے چاروں کونے میں جھاڑ پھونک کر کے چلے جاتے ایک طرف بڑے پیر کی جھاڑ پھونک شروع ہوئی اور دوسری طرف مہ جبین کی نیند اُڑ گئی۔ ایک رات جب اس کے دماغ میں عجیب وغریب خیالات گردش کر رہے تھے، اس کا دل دھڑک رہا تھا اور اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا، تو اُس نے بخت راون کو جگایا اور کہا: آج میں بہت خوفزدہ ہوں، مجھے یہ دل آرام سے سونے نہیں دے رہا ہے پتہ نہیں مجھے کچھ ہو رہا ہے بخت راون نے پستول اُٹھایا اور گھر میں گھومنے لگا اور اُسے تسلی دی کہ تم سو جاؤ میں جاگ رہا ہوں، اور بخت روان کے جاگنے کے بعد مہ جبین نے پوری رات آرام کیا چالیس دن گزر چکے تھے اور وہ بخت راون کے ساتھ گھر میں داخل ہوا اور جیسے ہی مہ جبین کے قریب ہوا تو اُس کے کان میں سرگوشی سے کہا کہ بڑے پیر صاحب کا چلّہ کاٹ آیا ہوں اب برکتیں دیکھنا بڑے پیر کا نام سنتے ہی مہ جبیں نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ چھوٹے بخت راون کی طرف دیکھا۔

سنٹرل پولیس آفس میں یومِ شہدائے پولیس کے حوالے سے
منائی گئی تقریب میں جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی تقریر کا متن

یومِ شہدائے پولیس۔اہمیت وتعارف

میری دھڑکن کی حرارت سے جنم لیتی ہے
زندگی میری شہادت سے جنم لیتی ہے
اس سحر کو کوئی تاراج نہیں کر سکتا
جو میرے خون کی حدّت سے جنم لیتی ہے

عزت مآب جناب **محمود خان** صاحب، وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا
محترم مہمانانِ گرامی! معزز خواتین وحضرات۔۔۔۔۔السلام علیکم

☆ میں انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبر پختونخوا، پولیس افسران اور جوانوں کی طرف سے یوم شہدائے پولیس کی اس پروقار اور باعظمت تقریب میں آپ سب مہمانوں کو تہہ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

☆ مہمانانِ عزیز۔ ہر سال چار اگست کو ہم یہاں ملتے ہیں۔خونِ شہیداں کا قرض اُتارنے، غنچہ وگل اور سرو وسمن جیسے نوجوانوں کی جدائی کا غم کم کرنے، وطنِ عزیز کے لیے جاں سپاری اور جان نثاری کے نغمے گانے، پولیس فورس کے اندر عزم وجزم کے ولولے تازہ کرنے اور اپنے بچھڑوں کے اہل وعیال کی ہمت بڑھانے ـــــ یہ اُمید لیے کہ اِن کی خاک سے بھی لالہ وگل ہی اُبھریں گے۔

سب کہاں ؟ کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

☆ اس سالانہ تقریب کا ایک ہی مقصد ہے کہ اُن شہدائے پولیس اور ان کے باہمت خاندان کو خراج تحسین پیش کیا جائے، جن کو یقین تھا کہ وہ تاریکی پھیلانے والوں کو اپنے حصّے کی جلائی ہوئی شمع سے شکست دیں گے۔

اِن اندھیروں سے دُشمنی ہے مجھے
اِس لیے روشنی بناتا ہوں

☆ شہدائے پولیس کی طویل فہرست میں سپاہی سے لے کر آئی جی تک ہر ایک شہادت وشجاعت اور محبت ومودّت کی یادگار اور ہماری فورس کی عزت وشہرت کا آئینہ دار تھا۔

زندگی جن کے تصوّر سے جِلا پاتی تھی
ہائے! کیا لوگ تھے جو دامِ اجل میں آئے

☆ عزیزان گرامی! اکیسویں صدی کے آغاز میں تہذیبی تصادم نے ایک ایسی جنگ کو جنم دیا جس کو جنگوں کی ماں کہنا زیادہ مناسب ہے۔ دہشت گردی کے خلاف اس جنگ میں جہاں غیور وجسور افواجِ پاکستان نے بیرونی سرحدوں پر پامردی کے جوہر دکھائے وہاں اندرونی امن واستحکام کے لیے پولیس نے اپنی بے مثال بہادری سے عوام کے دل جیت لیے ۔ اگست کا مہینہ قربانیوں سے بھرپور ہے اور اب 4 اگست کی قربانیاں 14 اگست کے ساتھ ساتھ ہماری قومی تاریخ آزادی اور دفاعِ پاکستان کا لازمی حصّہ بن چکی ہیں۔

اگست رُت ہے، یہ قربانیاں تو مانگتی ہے
سو ہم بھی اپنا کلیجہ نکال رکھتے ہیں
(ناصر علی سیّد)

☆ 04 اگست اُن شہدائے پولیس کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا دن ہے جو نہ صرف بہادر اور نڈر سپاہی تھے بلکہ ایک شفیق باپ، وفاشعار شوہر، غیرت مند بیٹے، عزیز بھائی اور پیار کرنے والے دوست بھی تھے۔ وطنِ عزیز پر مُسلّط معرکۂ خیر وشر میں کسی کا لختِ جگر بچھڑا اور کسی کا سہاگ اُجڑا مگر اپنے خون سے وہ لیلائے وطن کے گیسو سنوار گئے۔ اِسی لیے وہ آج اپنے کیا غیروں کی محفل میں بھی زندہ ہیں۔

اے شہیدِ ملک و ملت میں ترے اُوپر نثار
لے تیری ہمت کا چرچا غیر کی محفل میں ہے

مہمانانِ گرامی!

☆ آج ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قافلہ راہِ حق میں خیبر پختونخوا پولیس کے دو ہزار سے زائد جسم و جاں کے ٹکڑے تاریخ میں امر ہو چکے ہیں۔ بلکہ فاٹا انضمام کے بعد قبائلی شہدا اور قبائلی غازیانِ ملت بھی ہماری اس پولیس خاندان کا قیمتی سرمایہ بن چکے ہیں۔ خیبر پختونخوا پولیس اپنے ان شہداء کو نہ صرف یاد رکھتی ہے بلکہ اُن کے بچوں اور خاندانوں کو اپنے دل کے قریب رکھتی ہے اور اُن کی کفالت کا ذمہ بھی اُٹھاتی ہے۔ ہم اُن کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ پولیس فیملی کا حصہ اور ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں۔ ہم آپ کو یہ بھی یقین دلاتے ہیں کہ ہم سب آپ کے ہر دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔

☆ اس ہال میں خیبر پختونخوا حکومت کے اعلیٰ ذمہ داران اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم بحیثیت قوم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کی موجودگی اور ہمرکابی ہمارا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ شہدائے پولیس پر آپ کا فخر ہمارا فخر ہے اور آپ کی تعزیت ہماری تعزیت ہے۔

جناب والا!

اس موقع پر میں آپ سب حاضرین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ شہدائے پولیس کے محترم والدین، اہل خانہ اور دیگر عزیز و اقارب کو خوش آمدید کہنے کے لیے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کریں۔

میں اپنے ان ابتدائی کلمات کا خاتمہ اِن الفاظ پر کرنا چاہوں گا۔

اے بچھڑنے والے۔۔۔۔۔ تم نے سچ کہا تھا

ہم زندگی کی جنگ میں ہارے ضرور ہیں
لیکن کسی محاذ سے پسپا نہیں ہوئے

اے بچھڑنے والے _____ اللہ تعالیٰ نے تمہاری آرزو سچ ثابت کر کے دکھائی

اِک آرزو ہے دولتِ کونین کے سوا
کہہ کر پکاریں لوگ شہیدِ وطن مجھے

اے _____ خیبر پختونخوا پولیس کے شہداء تم پر سلام۔ والسلام

04 اگست 2022ء یوم شہدائے پولیس کے حوالے سے
سنٹرل پولیس آفس پشاور میں منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

وقت گزر گیا

تحریر: غلام زکریا (پی اے ٹو کمانڈنٹ)

سقراط نے جب زہر کا پیالہ پیا تو ایتھنز کے حکمرانوں نے سُکھ کا سانس لیا کہ اُن کے نوجوانوں کو گمراہ کرنے والا جہنم رسید ہوا۔ یوں یونان کی اشرافیہ جیت گئی اور سقراط کی دانش ہار گئی۔۔۔ وقت گزر گیا۔۔۔

اسکاٹ لینڈ کی جنگ آزادی لڑنے والے دلاور ولیم والس کو جب انگلینڈ کے بادشاہ ایڈورڈ اوّل نے گرفتار کیا تو اُس پر غداری کا مقدمہ قائم کیا۔ اُسے برہنہ کر کے گھوڑوں کے سموں کے ساتھ باندھ کر لندن کی گلیوں میں گھسیٹا گیا اور پھر ناقابل بیان تشدد کے بعد اُسے پھانسی دے کر لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ اُس وقت کا بادشاہ جیت گیا، ولیم والس ہار گیا۔۔۔ وقت گزر گیا۔۔۔

گلیلیو نے ثابت کیا کہ زمین اور دیگر سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں تو یہ کتھولک عقائد کی خلاف ورزی تھی، چرچ نے گلیلیو پر کفر کا فتویٰ لگایا اور اسے غیر معینہ مدت تک کے لیے قید کی سزا سنا دی۔ یہ سزا 1633 میں سنائی گئی، گلیلیو اپنے گھر میں ہی قید رہا اور 1642 میں وہیں اُس کی موت ہوئی، پادری جیت گئے سائنس ہار گئی۔۔۔ وقت گزر گیا۔۔۔

جیوڈانو برونو پر بھی چرچ کے عقائد سے انحراف کرنے کا مقدمہ بنایا گیا برونو نے اپنے دفاع میں کہا کہ اس کی تحقیق عیسائیت کے عقیدہ خدا اور اُس کی تخلیق سے متصادم نہیں۔ مگر اُس کی بات نہیں سنی گئی اور اُسے اپنے نظریات سے مکمل طور پر تائب ہونے کے لیے کہا گیا۔ برونو نے انکار کر دیا، پوپ نے برونو کو کافر قرار دے دیا۔ 8 فروری 1600 کو جب اُسے فیصلہ پڑھ کر سنایا گیا تو برونو نے تاریخی جملہ کہا۔ 'میں یہ فیصلہ سنتے ہوئے اتنا

خوفزدہ نہیں ہوں جتنا تم یہ فیصلہ سناتے ہوئے خوفزدہ ہو۔'' برونو کی زبان کاٹ دی گئی اور اُسے زندہ جلا دیا گیا۔ پوپ جیت گیا اور برونو ہار گیا۔۔۔وقت گزر گیا۔۔۔

حجاج بن یوسف جب خانہ کعبہ پر آگ کے گولے پھینک رہا تھا تو اُس وقت ابن زبیرؓ نے جوانمردی کی تاریخ رقم کی، انہیں مسلسل ہتھیار پھینکنے کے پیغامات موصول ہوئے۔ مگر آپؓ نے انکار کر دیا۔ اپنی والدہ حضرت اسماؓ سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ اہل حق اس بات کی فکر نہیں کرتے کہ ان کے پاس کتنے مددگار اور ساتھی ہیں تنہا لڑو اور اطاعت کا تصور بھی ذہن میں لانا۔ ابن زبیرؓ نے سفاک حجاج بن یوسف کا مقابلہ کیا اور شہادت نوش فرمائی۔ حجاج نے آپؓ کا سر کاٹ کر خلیفہ عبدالمالک کو بھجوا دیا اور لاش لٹکا دی۔ خود حضرت اسماؓ کے پاس پہنچا اور کہا تم نے بیٹے کا انجام دیکھ لیا۔ آپؓ نے جواب دیا ہاں تو نے اس کی دنیا خراب کر دی اور اُس نے تیری عاقبت بگاڑ دی۔ حجاج جیت گیا اور ابنِ زبیرؓ ہار گئے۔۔۔وقت گزر گیا۔۔۔

ابوجعفر منصور نے کئی مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کو قاضی القضاۃ بننے کی پیشکش کی مگر آپ نے ہر مرتبہ انکار کیا، ایک موقع پر دونوں کے درمیان تلخی اس قدر بڑھ گئی کہ منصور کھلم کھلا ظلم کرنے پر اُتر آیا، اُس نے انہیں بغداد میں دیواریں بنانے کے کام کی نگرانی اور اینٹیں گننے پر مامور کر دیا، مقصد اُن کی ہتک کرنا تھا، بعدازاں منصور نے امام ابوحنیفہ کو کوڑے مارے اور اذیت ناک قید میں رکھا۔ بالآخر قید میں ہی انہیں زہر دے کر مروا دیا گیا، سجدے کی حالت میں آپؒ کا انتقال ہوا، نماز جنازہ میں مجمع کا حال یہ تھا کہ پچاس ہزار لوگ اُمڈ آئے، چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ منصور جیت گیا اور امام ابوحنیفہ ہار گئے۔۔۔وقت گزر گیا۔۔۔

تاریخ میں ہار جیت کا فیصلہ ہمیشہ طاقت کی بنا پر نہیں ہوتا۔ یونان کی اشرافیہ سقراط سے زیادہ طاقتور تھی مگر تاریخ نے ثابت کیا کہ سقراط کا سچ زیادہ طاقتور تھا۔ ولیم والس کی دردناک موت کے بعد اس کا نام لیوا بھی نہیں ہونا چاہیے تھا مگر آج ابریڈین سے لے کر ایڈنبرا تک ولیم والس کے مجسمے اور یادگاریں ہیں۔ تاریخ میں ولیم والس اَمر ہو چکا ہے۔

گلیلیو پر کفر کے فتوے لگانے والے چرچ اپنے تمام فتوے واپس لے چکا ہے، رومن کتھولک چرچ نے

ساڑھے تین سو سال بعد تسلیم کیا کہ گلیلیو درست تھا اور اُس وقت کے پادری غلط تھے۔

برونو کو زندہ جلانے والے بھی آج یہ بات مانتے ہیں کہ برونو کا علم اور نظریہ درست تھا اور اُسے اذیت ناک موت دینے والے تاریخ کے غلط دوراہے پر کھڑے تھے۔

تاریخ میں حجاج بن یوسف کو آج ایک ظالم اور جابر حکمران کے طور پر یاد کیا جاتا ہے جس کی گردن پر ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا خون ہے۔ جبکہ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی شجاعت اور دلیری استعارہ ہیں، حجاج کو شکست ہو چکی ہے ابن زبیرؓ فاتح ہیں۔

جس ابوجعفر منصور نے اِمام ابوحنیفہ کو کھانے کی کسی چیز میں زہر دے کر مروایا، اس کے مرنے کے بعد ایک جیسی سو قبریں کھودی گئیں اور کسی ایک قبر میں اسے دفن کر دیا گیا تا کہ لوگوں کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ وہ کس قبر میں دفن ہے۔ یہ اہتمام اس خوف کی وجہ سے کیا گیا کہ کہیں لوگ اُس کی قبر کی بے حرمتی نہ کریں۔ گویا تاریخ کا فیصلہ بہت جلد آ گیا۔

آج سے ایک سو سال بعد ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا، تاریخ ہمیں روندتی ہوئی آگے نکل جائے گی۔ آج یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ ہم میں سے کون تاریخ کی صحیح سمت میں کھڑا ہے اور کون تاریخ کے غلط دوراہے پر ہے؟ کون حق کا ساتھی ہے اور کون باطل کے ساتھ کندھا ملائے ہوئے ہے؟ کون سچائی کا علمبردار ہے اور کون جھوٹ کی ترویج کر رہا ہے؟ کون دیانت دار ہے اور کون بے ایمان؟ کون ظالم ہے اور کون مظلوم؟ ہم میں سے ہر کوئی خود کو حق سچ کا راہی کہتا ہے مگر ہم سب جانتے ہیں کہ یہ بات دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ اگر ہر شخص نے حق کا علم تھام لیا ہے تو پھر اس دھرتی سے ظلم اور ناانصافی کو اپنے آپ ختم ہو جانا چاہیئے۔ لیکن سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم اُس منزل سے کہیں دور بھٹک رہے ہیں۔ آج سے سو برس بعد البتہ جب کوئی مورخ ہمارا احوال لکھے گا تو وہ ایک ہی کسوٹی پر ہم سب کو پرکھے گا۔ مگر افسوس کہ اُس وقت تاریخ کا بے رحم فیصلہ سننے کے لیے ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہوگا۔

سو آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں کیوں نہ خود کو ہم ایک بے رحم کسوٹی پر پرکھ لیں اور دیکھ لیں کہ کہیں ہم

یونانی اشرافیہ کے ساتھ تو نہیں کھڑے جنہوں نے سقراط کو زہر کا پیالہ تھما دیا تھا۔ کہیں ہم برونو کو زندہ جلانے والے پادریوں کے ساتھ تو نہیں کھڑے، کہیں ہم حجاج کی طرح ظالموں کے ساتھ تو نہیں کھڑے، کہیں ہم امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ پر کوڑے برسانے والوں کے ساتھ تو نہیں کھڑے، کہیں ہم ابن رشدؒ کے خلاف فتویٰ دینے والوں کے ساتھ تو نہیں کھڑے، کہیں ہم تاریخ کی غلط سمت میں تو نہیں کھڑے؟ اس سوال کا جواب تلاش کر کے خود کو غلطی پر تسلیم کرنا بڑے ظرف کا کام ہے جس کی آج کل شدید کمی ہے۔ وقت تو گزر ہی جاتا ہے، دیکھنا صرف یہ ہوتا ہے کہ کس باضمیر نے وہ وقت کیسے گزارا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق دکھائے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

اندرون پی ٹی سی روڈ کا ایک خوبصورت منظر

14 اگست 2022ء جشن آزادی کی تقریب

رپورٹ: محمد راؤف

14 اگست کا دن ایک ایسا دن ہے جو دیس کے ہر نا گری کے چہرے پر خوشی کے اثرات مرتب کرتا ہے۔ ہر چہرہ خوشحال اور ہر دل منچلا ہوتا ہے۔ 14 اگست 1947ء کو ہزاروں جانوں کی قربانیوں کے بعد پاکستان معرض وجود میں آیا۔ جہاں لوگوں پر اپنی مذہبی اور ثقافتی رسومات مکمل آزادانہ طور پر منانے پر کوئی پابندی عائد نہ تھی۔ اس کامیابی کی خوشی میں ہم ہر سال 14 اگست کو خاص تقریبات منعقد کرتے ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی یاد تازہ کرتے ہیں اور ان کی مملکت خداداد کے لیے دی گئی عظیم قربانیوں کو یاد کرتے ہیں۔ کراچی میں لوگ بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مزار اقدس پر پھولوں کے گلدستے رکھتے ہیں، فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کرتے ہیں اور اپنے قائد کی اس عظیم کاوش کے گُن گاتے ہیں۔

جہاں ملکی سطح پر تمام سرکاری اور نجی ادارے 14 اگست کو تقریبات منعقد کرتے ہیں۔ وہاں 1935ء میں قائم شدہ برصغیر پاک و ہند کی دوسری بڑی پولیس تربیتی درسگاہ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں بھی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی کی خصوصی ہدایت پر کالج ہذا میں بھی 14 اگست کی تقریب منعقد کی گئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی جناب شاہ جہان دُرانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو تھے۔ مہمان خصوصی سمیت ایڈمنسٹریشن سٹاف، کالج کے اساتذہ، زیر تربیت جوان و افسران بشمول لیڈیز اہلکاران اور قریبی رہایشی بچوں نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس پُر وقار تقریب کا آغاز کلام اللہ سے ہوا۔

اُس کے بعد قومی ترانہ پیش کیا گیا۔ قومی ترانہ کی سُریلی دھنوں میں پرچم کشائی کی گئی۔ ایک چاک و چوبند

دستے نے ریاست پاکستان کے جھنڈے کو گارڈ آف آنر دی۔ مہمان خصوصی سمیت تمام حاضرین نے اس عظیم پرچم کو سلامی پیش کی۔ سلامی کے بعد مہمان خصوصی جناب شاہ جہان درانی صاحب نے یادگارِ شہداء پر پھولوں کا گلدستہ رکھا اور وطن عزیز کی بقاء وسلامتی اور شہداء کے لیے خصوصی دُعا کی۔

مہمان خصوصی نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا یہ وطن وہ وطن نہیں جو وراثت میں اس کے بسنے والوں کو ملا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے ایک آزاد اور خودمختار ریاست کا خواب دیکھا اور قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس کو پورا کرنے کے لیے اپنا تن، من اور دھن لگا دیا۔ پاکستان کی بنیادیں استوار کرنے کے لیے مسلمانوں کی ہڈیاں اینٹوں کی جگہ استعمال کی گئیں اور پانی کی جگہ خون استعمال کیا گیا۔ بے شمار بچے یتیم ہوئے اور کتنے ہی بے بسوں کو کمرے میں بند کر کے آگ میں جلایا گیا۔ پاکستان کی تعمیر میں ہمارے آباؤ اجداد نے اپنا تن، من اور دھن لگا دیا۔ اپنے بیوی بچے، بہن بھائی، ماں باپ قربان کیے۔ 14 اگست کا دن صرف ایک دن ہی نہیں ہے بلکہ یوم تجدید وفا کا بھی دن ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کی دی گئی قربانیوں کا دن ہے۔ اس ملک کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کی قربانیوں کا بھی دن ہے۔ 14 اگست ایک عزم ہے کہ ہم اپنے اس ملک کو جس کی بنیاد کلمہ توحید پر رکھی گئی ہے اس کی تعمیر وترقی کے لیے ہمیشہ ایسے پُرعزم رہیں گے۔ مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آزادی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہیے۔ جو قومیں نعمت کو جھٹلاتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے وہ نعمت چھین لیتا ہے۔ مہمان خصوصی کے خطاب کے ساتھ ہی یہ پُروقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی اور سب نے مہمان خصوصی کے ساتھ گروپ فوٹوز بھی بنوائے۔

14 اگست 2022ء جشن آزادی کی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 07 ستمبر 2022ء کو ویکٹم سپورٹ لیڈیز کورس کی آفیسرز کی
دو ہفتہ ورکشاپ کی اختتامی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 07 ستمبر 2022ء کو ویکٹم سپورٹ لیڈیز کورس کی آفیسرز کی ویکٹم سپورٹ یونٹ
کے کردار پر رول پلے کرتے ہوئے تصویری جھلکیاں

مٹی کی محبت سے انتخاب۔۔۔پولیس آفیسر کی آپ بیتی

(ایڈوائس برائے پولیس افسران)

انتخاب: اسرار خان لائن آفیسر

1) سورس رپورٹ
2) ہر گاؤں میں انفارمر تعینات کرنا
3) اپنے اپنے علاقے کی مساجد اور مدارس کی معلومات
4) یونیورسٹیوں، کالجوں پر کڑی نگرانی کرنا
5) ہسپتالوں پر نظر رکھنا۔
6) Intelg ایجنسیوں کے ساتھ قریبی روابط رکھنا۔
7) Intelg Report اچھی کامیابی کا ضامن ہے۔

Just Delayed Justice Denied

جس ملک میں عوام کو انصاف نہیں ملے گا وہ معاشرہ بگاڑ کی طرف جاتا ہے۔ میں نے محکمہ پولیس میں تقریباً 40 برس سے مختلف رینکس میں ڈیوٹی سرانجام دی ہے۔ 1972ء تا 2002ء تک پولیس میں Professionalism تھا۔ میری رائے کے مطابق کسی بھی مظلوم کو انصاف کی فراہمی کی پہلی سیڑھی ایک اچھی تفتیش ہے۔ اگر کسی بھی مقدمہ میں شہادت ہوگی تو عدالت مقدمہ میں سزا دے گی لیکن کسی مقدمہ میں شہادت کمزور ہوگی تو عدالت اس کے مطابق فیصلے کرے گی۔ پولیس کے دو اہم شعبے (1) تفتیش۔(2) انسداد جرائم۔ 2002 آرڈر میں ہر ضلع کی پولیس کو دو شعبوں میں تقسیم کیا گیا لیکن اس بات سے کوئی خاطر خواہ نتائج

برآمد نہیں ہو 20% Detection Rate سے بھی کم ہو کر رہ گیا۔ جرائم کا انسداد 50٪ سے زائد کا انحصار

(1) Proper (2) Free Registration Investigation

(3) فورنزک انوسٹی گیشن (4) آلہ قتل، آلہ فائر کی برآمدگی

(5) FSL سے ثبت رپورٹ (6) مال مسروقہ کی برآمدگی

(7) شناخت پریڈ وغیرہ

تفتیشی شعبہ میں پڑھے لکھے افسران کی تعیناتی اور ان کو سپیشل ٹریننگ کروانا، انٹروگیشن پر خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ ماضی میں پراسیکوشن ضلعی پولیس افسر کے ماتحت ہوتی تھی اور ہر کیس کے میرٹ اور Demerit پر بریف کیا جاتا تھا اور کیس عدالت میں پہنچنے سے پہلے اس کی Proper سکروٹنی ہوتی تھی اور پراسیکوشن سٹاف روزانہ ضلعی پولیس افسر کو عدالت میں زیر التوا مقدمات اور ان کے Disposal پر رپورٹ دیتے تھے لیکن اب پراسیکوشن پر کوئی چیک نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے مقدمات کی سکروٹنی اور عدالت میں Disposal پر وہ چیک نہیں ہے۔ میری دانست میں پولیس عوام میں اپنا مقام حاصل کر سکتی ہے کہ پولیس کا بنیادی یونٹ یعنی تھانہ کے افسران کا عوام کے ساتھ رویہ دوستانہ ہونا چاہیے۔ رپورٹ کنندہ کو احترام کے ساتھ بٹھا کر فوری طور سے کاروائی کرنی چاہیے۔ 1935ء کے ھنگو پولیس ٹریننگ سنٹر میں آج بھی وہ الفاظ کندہ ہیں 'دخلقو خدمت عین عبادت دے''۔ عام طور پر عوام کا یہ خیال ہے کہ پولیس ٹریننگ میں بدتمیزی سکھائی جاتی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تھانوں میں آ کر اہلکار معاشرتی بدتمیزی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب ابتدائی رپورٹ یا درخواست پر کاروائی ہوتی ہے تو محرر صاحب یہ ایک بات بڑی رعونت سے پوچھتے ہیں۔ باپ کا نام'' وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ والد صاحب کا نام۔ بات ایک ہی ہے لیکن ایک میں بدتمیزی ہے اور دوسری میں ادب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

محکمہ پولیس میں پولیس سٹیشن کا ایک اہم رول ہوتا ہے جو کہ کی نیک نامی اور بدنامی کا باعث بنتا ہے کیونکہ ہر مظلوم اور ظالم تھانہ کا رُخ کرتا ہے۔ تھانہ ہی انصاف کی فراہمی کا پہلا زینہ ہے اگر کسی بھی مظلوم (رپورٹ کنندہ) کو پیار و محبت سے Deal کیا جائے۔ تو یہ عبادت ہے اور یہ تمام باتیں ٹریننگ سنٹر میں پڑھائی جاتی ہے۔ جس

میں پولیس پریکٹیکل ورک اور تفتیش سکھائی جاتی ہے لیکن عملی زندگی میں ان اصولوں کا مثبت استعمال کرنا چاہیے۔
ایک اچھے افسر کے ذیل اوصاف ہونے چاہئیں اور اس بنیاد پر اس کی سالانہ رپورٹ لکھنی چاہیے اور ترقی بھی اس فارمولے پر ہونی چاہیے۔

(1) خوش اخلاق ہونا چاہیے۔

(2) صوم وصلوٰۃ کا پابند ہونا چاہیے۔

(3) مظلوم (رپورٹ کنندہ) کو قانونی تحفظ فراہم کرنا اور ملزمان کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرنا چاہیے۔

(4) پولیس افسر کو رائج الوقت قانون پر عبور ہونا چاہیے اور تفتیش کے جملہ قانونی پہلو زیر دفعہ CRP154 تا CRPC176) اور دیگر متعلقہ قانون Procedures کا علم ہونا چاہیے۔

(5) کیونکہ کوئی فصل بغیر پانی، کھاد اور گوڈی وغیرہ کے Mature نہیں ہوسکتی اس لیے کوئی بھی تفتیش اس وقت تک مکمل نہیں کہلاتی جب تک اس میں تمام Legal Provision مکمل نہ ہوں تب جا کر ایک عدالت کسی ملزم کو Maximum سزا دے سکتی ہے۔

(1) FIR درج کرنا
(2) شہادتیں قلمبند کرانا 164/CPR161
(3) بروقت میڈیکل رپورٹ
(4) فنگر پرنٹ
(5) فٹ پینٹس
(6) Camera/CCTV
(7) موبائل کا استعمال
(8) بلڈ گروپنگ
(9) بروقت FSL رپورٹ
(10) آرمز کا استعمال اور رپورٹ ایکسپرٹ
(11) نقشہ موقع باریک بینی سے تیار کرنا جو کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ درگواہان کے بیانات وغیرہ کی تائید کرنا۔

سینئر افسران کو تھانہ کارکردگی پر توجہ دینی چاہیے تب جا کر پولیس کا وقار (Image) عوام میں بڑھے گا۔

اچھے کام حکومت کی طرف سے ہوں یا انفرادی شخصیت کی طرف سے، جو مفاد عامہ میں کیے جاتے ہیں ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک دانا کا قول ہے کہ ''ایک شخص بن کر نہ جیو بلکہ ایک شخصیت بن کر جیو شخص تو مر جاتا ہے مگر شخصیت ہمیشہ زندہ رہتی ہے''۔ جس طرح والئ سوات کو ہمیشہ اچھے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔

[ماخوذ مٹی کی محبت، پولیس آفیسر کی آپ بیتی مصنف ممتاز زرین سابق ڈی پی او دیر لوئر]

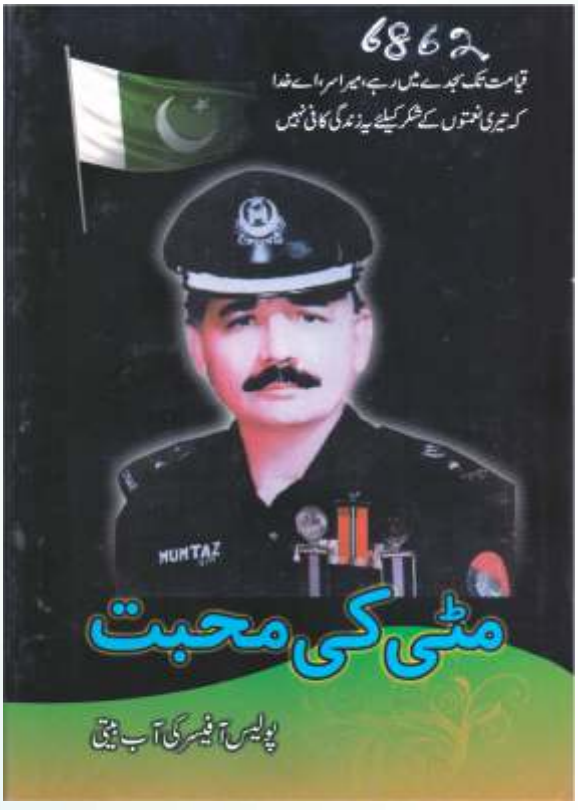

09 ستمبر 2022ء کو اَپر، اِنٹرمیڈیٹ اور لوئر کورسز کی
پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تصویری جھلکیاں

اَپر، اِنٹرمیڈیٹ اور لوئر کورسز کے ساتھ دربار

رپورٹ: غلام کبریا

آج مورخہ 04 اکتوبر 2022 کو بوقت شب پولیس ٹریننگ کالج ھنگو سلیمان ہاسٹل کے سامنے نئے آمد اَپر، اِنٹرمیڈیٹ اور لوئر کورسز کے جوانوں و افسران کے ساتھ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے دربار منعقد کیا۔ دربار میں کالج کی انتظامیہ، اساتذہ کرام اور ٹرینیز نے شرکت کی۔ دربار کا مقصد ٹرینیز کو اس قدیم تربیتی درسگاہ میں خوش آمدید کہنا تھا۔ دربار کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت مولانا محمد صہیب خطیب جامع مسجد عثمان پی ٹی سی نے حاصل کی۔ بعد میں سٹیج سیکرٹری کی دعوت پر کالج کے سربراہ جناب فصیح الدین اشرف صاحب نے ٹرینیز سے خطاب فرمایا۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ تمام ٹرینیز کو اس خوبصورت قدیم، برصغیر پاک و ہند کی دوسری قدیم ترین درسگاہ میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ دُعا کرتا ہوں کہ آپ کی آمد سب کے لیے خیر باعث و بروکت ہو۔ اللہ پاک آپ سب کو ناگہانی آفت اور مشکلات سے محفوظ فرمائے۔ یہ رسمی دُعا نہیں میرے دل کی آواز ہے۔ خطاب کرتے ہوئے کمانڈنٹ صاحب نے کہا کہ جیسا کہ قاری صاحب نے تلاوت کی کہ ''آپ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت کرو جو صاحب اختیار ہوں۔ اگر کوئی تنازعہ ہو جائے تو اللہ کے رسولؐ کے پاس چلے جاؤ'' جیسا کہ شاعر ذوق نے کہا ہے ''چمن کی خوبصورتی اختلاف کی وجہ سے ہے'' آپ سب لوگ یہاں مسافر ہیں۔ ایک لمحے کو میں کھڑا ہوا لوگوں کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ اتنی قلیل تنخواہ کے لیے خاندان، دوستوں، بال بچوں کی جدائی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس کے باوجود ہم اگر دلچسپی سے کام نہ کریں، سیکھ کر نہ جائیں تو کتنی بڑی بدبختی ہے۔ گھر کی دوری، سفر کی مشکلات جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ ''سفر عذاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ہے''۔ آپ سب کی تکلیفوں کا احساس ہے مجھے، ان سب کے باوجود بھی آپ دلچسپی سے

کام نہیں کریں گے تو آپ کی ٹریننگ کا کوئی مقصد باقی نہیں رہے گا۔

مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ عقل کے ناخن لیں اللہ پاک نے آپ کو اتنا اچھا موقع فراہم کیا ہے کہ جہاں اپنی صحت میں آپ تبدیلی لا سکتے ہیں۔ یہ آب و ہوا بہت بڑی نعمت ہے۔ فطرت کے قریب ہو جاؤ اللہ پاک نے آپ کو موقع فراہم کیا ہے۔ قرآن پاک کا حکم ہے کہ ''تم لوگ تباہی کے کنارے پر تھے ہم نے تمہیں بچایا'' ہمارا کام پیغمبری کام ہے۔ انسان کے اندر عشق، جنون جب مکمل ہو جائے تو انسان بن جاتا ہے۔ ہم اس ادارے میں انسان بناتے ہیں۔ جناب کمانڈنٹ صاحب نے مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں صرف قانون ہی نہیں پڑھاتے بلکہ اصل کام یہ ہے کہ آپ اپنے معیار کو سمجھیں، ضمیر کی آواز سُنیں، حرام سے بچیں حرام کھانے والوں پر نحوست چھا جاتی ہے ان کے چہروں سے نور اُڑ جاتا ہے۔ انسان کا تقویٰ اس کے دل کے اندر ہوتا ہے اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں کہ آپ کتنے بڑے عہدے پر فائز ہیں۔ جناب کمانڈنٹ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ہمشیہ اخلاق کی ماردیں، جھوٹ سے آدمی گناہ کر کے جہنم میں چلا جاتا ہے۔ آپ سب مختلف اضلاع سے یہاں کورسز کے لیے آئے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ اختیار کریں، غیبت سے بچیں۔ مال کی محبت سے بچیں، جب ابولھب کو اس کے مال نے کوئی فائدہ نہیں دیا ہے تو ہمیں بھی نہیں دے گا۔

مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دل لگا کر پڑھیں۔ ہم آپ کو حکمت، دانائی کی باتیں سکھاتے ہیں ہمارا کام بس اتنا ہے اور یہی ٹریننگ ہے۔ آپ کے اُوپر آپ کے جسم کا حق ہے۔ بیشک ٹریننگ سخت ہوتی ہے بلکہ جہاد کی طرح ہوتی ہے۔ ہمارا مقصد آپ کو آپ کے نفس کو کنٹرول کرنا سکھانا ہے۔

خطاب کرتے ہوئے جناب کمانڈنٹ صاحب نے جناب سہیل حبیب تاجک صاحب اور جناب سعید خان وزیر صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنے اہلکار آزاد کشمیر اور گلگت سے ہمارے ہاں ٹریننگ کے لیے بھیجتے ہیں۔ خطاب کے آخر میں سب کو دعا دیتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک آپ سب کو اپنے حفظ و آمان میں رکھے اور آپ کبھی اپنے ضمیر کی آواز سننے سے قاصر نہ ہوں۔ صفدر سلیم سیال صاحب کے اس شعر کے ساتھ دربار کا اختتام ہوا۔

یہ اور بات ہے کہ اس کی کوئی سُنے نہ سُنے
ضمیر سب کو خبردار کرتا رہتا ہے

04 اکتوبر 2022ء کو منعقدہ دربار کی تصویری جھلکیاں

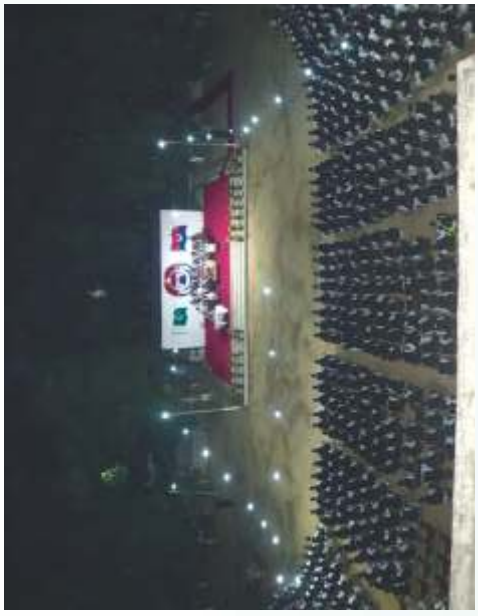

مورخہ 05 اکتوبر 2022ء کو ریکروٹ کورس
پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تصویری جھلکیاں

بنُو اُمیہ کا سب سے حسین بادشاہ
سلمان بن عبد الملک

تحریر: محمد ادریس

سب سے حسین۔ 42 سال کی عمر۔ جوانی۔ جب اس کی میت کو قبر کے قریب لایا گیا تو لاش ہلنے لگی۔ تو ان کے بیٹوں نے کہا۔ ہمارے ابو زندہ ہیں۔ سکتہ ہو گیا ہو گا۔ ابھی زندہ ہیں۔ عمر بن عبد العزیزؒ فرمانے لگے۔ ارے بھیجو۔! زندہ نہیں ہے۔ قبر کا عذاب جلدی شروع ہو گیا ہے۔ چھپاؤ جلدی چھپاؤ۔ عمر بن عبد العزیزؒ جس تخت پر بیٹھے۔ اس پر سلمان تھا۔ اس پر ولید تھا۔ اس پر عبد الملک تھا۔ ان تینوں نے اپنے من کو راضی کیا۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے رب کو راضی کیا۔ جب عمر بن عبد العزیزؒ کا وقت آیا ,انہوں نے رضا بن ہیبہ سے فرمایا کہ میں نے عبد الملک بن مروان (چاچا۔ سسر) ان کی بیٹی فاطمہ سے شادی ہوئی تھی۔ میں نے ان کو (عبد الملک بن مروان) کو قبر میں اتارا۔ کفن کی گرہ کھول کر دیکھا تو ان کا چہرہ قبلہ سے ہٹ چکا تھا اور رنگ کالا سیاہ پڑ چکا تھا۔ عبد الملک بن مروان گورا چٹا تھا۔ گال سرخ۔ آخر کالا۔ پھر میں نے ولید کو قبر میں اتارا۔ اس کا بیٹا۔ اس نے 10 سال حکومت کی۔ اس نے 21 سال حکومت کی (ولید بن عبد الملک)۔ میں نے اس کے کفن کی گرہ کو کھولا۔ تو اس کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا۔ قبلہ کی طرف سے چہرہ ہٹ چکا تھا۔ پھر سلمان کے کفن کو کھولا۔ اس کا بھی چہرہ قبلہ سے ہٹ چکا تھا۔ رنگ سیاہ پڑ چکا تھا۔ اب میں جا رہا ہوں۔ مجھے دیکھنا۔ پہلے تینوں نے حکومت کی پوجا کی۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

جب خلیفہ بنے۔ انہوں نے ایک بڑا عجیب خطبہ دیا۔

اے لوگو۔!

بچپن میں شعر و شاعری کا شوق تھا تو میں شاعر بنا۔ تھوڑی سی اٹھان ہوئی تو علم کا شوق ہوا میں نے علم حاصل کیا۔ جوان ہوا تو فاطمہ بنت عبد الملک سے عشق ہوا۔ میں نے ان سے شادی کی۔ اب اللہ نے مجھے حکومت دے دی ہے۔ اب تم دیکھو گے میں اس سے اپنے اللہ کو راضی کروں گا۔

بنو امیہ کی وراثت میں حکومت آرہی ہے۔ اور 3 برا عظم پر حکومت ہے۔ اور ایسا رعب و دبدبہ ہے بنو امیہ کا کہ کوئی ان کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا۔ 3 برا عظم میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ بچا۔ 3 برا عظم میں سوال کرنے والا کوئی نہ بچا۔ 3 برا عظم میں ظالم کوئی نہ بچا۔ 3 برا عظم میں مظلوم کوئی نہ بچا۔ لیکن خود کیسا رہا۔ گھر آئے۔ فاطمہ۔! بڑے اچھے دن گزرے ہیں۔ اب امتحان ہے میں تیرا حق نہ ادا کر سکوں گا۔ طلاق لینی ہے تو میں حاضر ہوں۔ ساتھ دینا ہے تو پہلے اپنے حق معاف کرو۔ سیاسی لحاظ سے فاطمہ جیسی عورت تاریخ میں نہیں آئیں۔ سات نسبتوں سے یہ شہزادی ہیں۔ فاطمہ کہنے لگیں۔ عمر۔! میں نے سکھ کے دن آپ کے ساتھ گزرے ہیں۔ دکھ میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ جائیں میں نے سارے حق معاف کیے۔ پھر عمر بن عبد العزیزؒ کی راتیں اور دن کیسے گزرے۔ مصلے پر روتے روتے وہیں سو جاتے۔ اور مصلے پر روتے روتے وہیں سے اٹھتے۔ اپنی حکومت کو اللہ کی رضا کے لیے استعمال کیا۔ کیسے استعمال کیا۔ فاطمہ کا سارا زیور بیت المال میں ڈال دیا۔ تنخواہ پر آگئے۔ عید کا موقع آیا۔ بچوں نے ماں سے کہا۔ ہمیں کپڑے لے کر دو۔ فاطمہ کے پاس عمر کے (3 برا عظموں کے خلیفہ) کے بچے آرہے ہیں۔ امی جان۔ ابا سے کہیں عید آرہی ہے ہمیں عید کے کپڑے لے دیں۔ ابا تشریف لائے۔ خزانے لبالب بھرے ہوئے ہیں گندم کے ڈھیر کی طرح۔ کہا امیر المومنین۔ بچے کپڑے مانگ رہے ہیں۔ کہا، فاطمہ میرے پاس تو پیسے نہیں کہاں سے کپڑے لے کر دوں؟۔ فاطمہ نے کہا پھر بچوں کا کیا کریں۔ کہا مجھے بھی نہیں پتا کیا کروں۔ تو فاطمہ نے کہا آپ ایسا کریں اگلے مہینے کی تنخواہ ایڈوانس لے لیں۔ اس سے ہم بچوں کے کپڑے لے لیتے اور میں مزدوری کر کے گھر کا خرچ چلا

لوں گی۔ ارے۔ نئی نسل اپنی تاریخ پڑھو، صرف ڈرامے نہ دیکھتے رہ جاؤ، صرف گانے نہ سنتے رہ جاؤ۔ پھر عمر بن عبدالعزیزؒ نے بلایا اپنے وزیر خزانہ مزاہم۔ اپنا غلام۔ ہاں بھائی مزاہم۔ ہمیں بچوں کے کپڑے چاہئیے ہیں۔ اگر آگلے مہینے کی تنخواہ ایڈوانس مل جائے۔ وہ کہنے لگے۔ اے امیر المومنین! آپ مجھے لکھ کر دے دیں کہ آپ اگلے مہینے تک زندہ رہیں گے میں آپ کو تنخواہ دے دیتا ہوں۔ آپ نے سر جھکا لیا۔ اٹھے گھر آئے۔ اپنی بیوی سے کہا فاطمہ بچوں سے کہہ دو ان کا باپ ان کو کپڑے نہیں لے کر دے سکتا۔ عید کا دن آگیا۔ بنو امیہ کا خاندان ملنے آرہا ہے۔ سارے سردار، سرداروں کے بیٹے اعلیٰ ملبوسات میں سب ملنے آرہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا تو بچے بھی ملنے آرہے ہیں۔ امیر المومنین کی حیثیت سے بچے باپ کو ملنے آرہے ہیں اور ان کے جسموں پر پرانا لباس ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک طرف دیکھا تو سرداروں کے بیٹے اور زرق برق پوشاکیں۔ ایک طرف اپنے بچوں کو دیکھا۔ جسموں پر پرانا لباس۔ ارے اس باپ سے پوچھو جو سب کچھ کر سکتا ہو لیکن پھر بھی اللہ کی رضا کی خاطر مٹھی بند کر لے کہ نہیں میں نے حرام کی طرف نہیں جانا۔ بچوں کو دیکھا تو انکھیں ڈگمگا گئیں۔ فرمایا: میرے بچو! آج تمہیں اپنے باپ سے گلہ تو ہو گا کہ آج ہمارے باپ نے ہمیں کپڑے ہی نہیں لے کر دیئے۔ ان کے ایک بیٹے تھے عبدالملک۔ وہ آپ سے بھی چار ہاتھ تھے۔ وہ آپ سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے کہنے لگے۔ ابا جان۔ آپ کو عید مبارک ہو۔ آج ہمارا سر بلند ہے؛ ہم شرمندہ نہیں ہیں؛ آپ کو مبارک ہو۔ ہمارے باپ نے قومی خزانے میں بد دیانتی نہیں کی۔ ہم شرمندہ نہیں ہیں۔ انسانوں کو کپڑوں میں نہیں تولا جاتا۔ آج کا میرا دیس کا مالدار اتنا فقیر ہو گیا ہے۔ اتنا چھوٹا ہو گیا ہے کہ وہ اپنا تعارف کروانے کے لیے 50 لاکھ کی گھڑی لیتا ہے۔ 6 لاکھ کا جوتا لیتا ہے۔ آج کی بیگم اتنی چھوٹی ہو گی ہے کہ وہ اپنے قد کو بڑا کرنے کے لیے 8-10 لاکھ کا ہینڈ بیگ لیتی ہے۔ ارے میرے بھائی تو دو ٹکے کا بھی نہیں رہا اگر تم نے 50 لاکھ کی گھڑی سے خود کو بڑا بنایا ہے۔ ارے اس دھوکہ سے نکلو۔ برانڈڈ؟ برانڈڈ؟ برانڈڈ؟ جب تم اپنی ذات میں بے قیمت ہو تو اللہ کی قسم۔ تمھاری گھڑی، تمھارے بیگ اور تمھاری گاڑیاں تمہاری ذات اونچی نہیں کر سکتے۔ (ایک دن عمر بن عبدالعزیزؒ اپنی بیگم فاطمہ سے کہنے لگے۔ فاطمہ کچھ

پیسے ہیں میرا انگور کھانے کو جی چاہ رہا ہے۔ فاطمہ رونے لگیں اور کہنے لگیں۔ امیر المومنین خزانے بھرے پڑے ہیں۔ کیا ایک درہم کا بھی حق نہیں کہ لے کر آپ انگور کھالیں۔ فاطمہ کی بات سن کر تڑپ کر بولے۔ فاطمہ میں جہنم کی آگ نہیں برداشت کر سکتا۔ آج ہم اپنے گریبان میں جھانکیں تو ہر صاحب اپنی جگہ جس کو جتنا موقعہ ملتا ہے لوٹ کھسوٹ میں لگا ہوا ہے اللہ ہمارے حال پہ کرم فرمایہ دنیا بڑی خسارے کی جگہ ہے۔

نئے آمدہ پروبیشنر ASI کے ساتھ دربار

رپورٹ: شہزاد احمد خان

مورخہ 20 اکتوبر 2022ء بروز جمعرات کو بوقت 10:00 بجے دن ڈاکٹر جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے نئے آمدہ پی اے ایس آئی (PASI) کے جوانوں کے ساتھ دربار منعقد کیا۔ دربار کا مقصد نئے آمدہ ٹرینیز کو پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں خوش آمدید کہنا اور کالج کے ضوابط سے آگاہی تھا۔ اس محکمانہ دربار کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت مولانا محمد صہیب خطیب جامع مسجد عثمان پی ٹی سی نے حاصل کی۔ ذِکر خدا ہو اور ذِکر مصطفیٰ نہ ہو ایسا بھلا کہاں ممکن ہے۔ تلاوت کے بعد بارگاہ رسالت میں گلدستہ عقیدت پیش کیا گیا۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ سب کو پولیس کے محکمے میں بطور ASI شمولیت پر اور ہمارے پاس تربیت کے لیے آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ لمحہ بہ لمحہ دعا گو ہوں کہ اللہ پاک آپ سب کو کامیاب کرے۔ جب تک آپ یہاں ہیں اللہ پاک آپ کے اہل وعیال کی حفاظت فرمائے تاکہ آپ سکون کے ساتھ ٹریننگ کر سکیں۔ آپ کا جو نصب العین ہے اللہ پاک اس میں آپ کو میابی عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن پاک میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ ''اے ایمان والو! استقامت پاؤ، مدد اور معاونت دیکھو صبر وصلوٰۃ سے۔ مسلمانوں کو ابتدائی دور میں صبر کی بہت تلقین کی گئی۔ اسی طرح تکلیفوں کے وقت میں خشوع وخضوع کی تلقین ہوتی رہی۔ ٹریننگ بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ ٹریننگ میں آپ کو کڑی محنت کرنی پڑتی ہے تاکہ آپ کا مستقبل سنور جائے۔ ابتدائی ٹریننگ تھوڑی سخت ہوتی ہے۔ جب انسان کے

اندر جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو اسے وہ سختی بھی آسانی لگتی ہے۔ٹریننگ انسان بنانے کا عمل ہے اور یہ پیغمبری شیوہ ہے۔ ٹریننگ کی اہمیت کو سمجھیں۔پیغمبر، اُستاد اور پیرومرشد یہ سب آپ کو کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔آپ کو مہارت (Skills) سکھاتے ہیں۔آپ کے رویوں میں تبدیلی لاتے ہیں اور آپ کو پاک وصاف کرتے ہیں۔مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پولیس میں اختیارات ہوتے ہیں مگر اپنے اختیارات سے تجاوز ہرگز نہیں کرنا اپنے ضمیر کو مُردہ نہ ہونے دینا ہمہ وقت اپنے ضمیر کی آواز کو سنتے رہنا۔ یہاں دیگر سینئر کورسز کے افسران کو پرانی چیزیں نہیں سکھائی جاتی بلکہ انہیں جدت سے آراستہ تربیت دی جاتی ہے۔ٹریننگ میں جو سیکھیں اس کو فیلڈ ورک میں لاگو کریں۔آپ جس محکمہ میں آئے ہیں اس کے ڈائنامکس کو سمجھیں۔محکموں کو سمجھیں اور ان کے قوانین کو سمجھیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے بغیر دنیا کی ترقی ممکن نہیں۔مسلمانوں نے پہلے دور میں جو ترقی کی تھی وہ بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت ہی کی تھی۔مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کمیونیکیشن سکلز سیکھیں اور ہمیشہ جملہ مفیدہ بولا کریں تاکہ اگلا شخص آپ کی بات کو سمجھے۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپنے اندر نائجیریل سکلز پیدا کریں تاکہ آپ لوگوں کے نفع کے لیے کام کرسکیں۔ٹریننگ کی سختی سے گھبرائیں نہیں۔اگر آپ ٹریننگ میں دلچسپی لیں گے تو یہ مشکل وقت بہت آسانی سے گزر جائے گا۔آخر میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اُمید ہے کہ آپ اپنی ٹریننگ میں دلچسپی لیں گے اور پی ٹی سی کے قوائد وضوابط کی پاسداری کریں گے اور ہمیشہ عوام پولیس دوست کے شعور کو اپنائیں گے۔

20 اکتوبر 2022ء کو منعقدہ دربار کی تصویری جھلکیاں

20 اکتوبر 2022ء کو دربار کے اختتام پر PASIs ٹرینیز کا جناب کمانڈنٹ صاحب
اور کالج انتظامیہ کے ہمراہ گروپ فوٹو

مورخہ 27 اکتوبر 2022ء کو انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس کے نمائندے سٹاف اور ٹرینیز کو

The Good Practices of Policing under the Standards of International Humanitarian and International Human Rights Laws (IHC & IHRL)

کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں

انسانی حقوق کیا ہیں؟

تحریر کیڈٹ عبدالصمد قریشی

دیکھیے! کتنی سادہ سی بات ہے۔ ہر انسان انصاف، امن، محبت اور خوشحالی کا طلب گار ہے۔ ناانصافی، بدامنی، نفرت اور غربت کو برا سمجھتا ہے۔ معاشرے میں تمام قانون، ادارے اور ضابطے اسی لیے بنائے جاتے ہیں کہ انسانوں کو انصاف، امن اور خوشحالی مل سکے اور بدامنی، ناانصافی اور محرومی کا راستہ روکا جاسکے۔ بس اسی کا نام انسانی حقوق ہے۔

'حق' عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا لغوی مطلب ہے، 'درست' اور 'صحیح'۔ گویا انسانی حقوق کا مسئلہ دراصل اخلاقیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اصطلاحی معنوں میں انسانی حقوق سے مراد ایسے قوانین، اقدار اور ادارے ہیں جن پر تمام انسانوں کو یکساں استحقاق حاصل ہے اس ضمن میں بنیادی شرط صرف انسان ہونا ہے۔ رنگ، نسل، مذہب، جنس، زبان، ثقافت، سماجی مقام، مالی حیثیت اور سیاسی خیالات کے فرق سے کسی فرد کے انسانی حقوق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

انسانی حقوق کی اخلاقی بنیاد سمجھنے کے لیے اخلاقیات کے دیگر نظاموں اور انسانی حقوق میں بنیادی فرق جاننا ضروری ہے۔ انسانی حقوق میں اخلاقی اقدار کے ماخذ کی بجائے ان کے نتائج کو اہمیت دی جاسانی حقوق کی اصابت اور صداقت ان کے عملی نتائج سے متعین ہوتی ہے۔ انسانی حقوق کی جانچ عظیم ہستیوں کے اقوال سے نہیں کی جاتی۔ انسانی حقوق کی سند کتابوں سے نہیں ڈھونڈی جاتی اور نہ انسانی حقوق کسی ادارے کی توثیق ہی کے مرہونِ منت ہیں۔ انسانی حقوق انسانیت کے صدیوں پر محیط اجتماعی تجربات کا نچوڑ ہیں۔

انسانی معاشرہ ہر لمحہ جنم لیتی ہوئی نت نئی تبدیلیوں اور کبھی ختم نہ ہونے والے نئے امکانات کا رنگا رنگ مظہر ہے۔ انسان ہونے کے ناتے ہمارا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ان تبدیلیوں کو اس طرح منظم اور مربوط کیا جائے کہ ہر نیا مرحلہ تحفظ، انسانی ضروریات کی فراہمی، خوشیوں کے حصول، پائیدار ترقی اور تخلیقی قوت کے اعتبار سے اجتماعی معیار زندگی کو بہتر بنائے۔

انسانی معاشرے نے جنگل سے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ جنگل میں انسانی زندگی طرح طرح کے خطرات میں گھری تھی۔ جنگل میں انسانی بود و باش پر تین خوفناک حقائق یعنی عدم تحفظ، لاعلمی اور وسائل کی قلت کے سائے بہت گہرے تھے۔ ان تین عناصر نے قدیم انسان کی انفرادی اور اجتماعی نفسیات تشکیل دی۔ انسانوں کے انفرادی اور اجتماعی افعال کا پیمانہ ایک سیدھا سادہ اصول قرار پایا یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ آج ہم اس اصول کو جنگل کا قانون کہتے ہیں۔ انسانی تہذیب کے طلوع سے لے کر آج تک انسان کی تمام تر مذہبی، سماجی یا سیاسی کاوشوں کا مرکزی نقطہ یہی جدوجہد رہی ہے کہ جنگل کا قانون ختم کر کے ایسے قوانین اقدار اور معیارات اپنائے جائیں جن کی مدد سے جسمانی، سماجی، معاشی یا سیاسی طاقت سے قطع نظر ہر انسان کے لیے یکساں وقار، مواقع اور ضروریات کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔

جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول کے نتیجے میں انسانی معاشرے میں بہت سی بنیادی ناانصافیوں نے جنم لیا۔ معاشرے میں افراد اور گروہوں نے اجتماعی انسانی وسائل پر قبضہ کر کے انسانوں کی اکثریت کو ان کے جائز حصے سے محروم کر دیا۔ اس طرح معاشرے میں مراعات یافتہ اور محروم طبقات وجود میں آئے۔ مراعات یافتہ افراد اور گروہوں نے وسائل پر اپنا غاصبانہ قبضہ برقرار رکھنے کے لیے انسانوں میں اونچ نیچ کے تصورات پیدا کیے۔ رنگ، نسل اور جنس جیسی پیدائشی خصوصیات کو آڑ بنا کر انسانوں کے وسیع گروہوں کو بنیادی ضروریات سے محروم کیا گیا اور انھیں ترقی اور فیصلہ سازی کے عمل سے باہر رکھا گیا۔

مراعات یافتہ اور محروم طبقات کی درمیانی لکیر میں مسلسل ردوبدل ہوتا رہا ہے۔ انسانی معاشرہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ تاریخ کے کسی مخصوص نقطے پر انسانی سماج میں پائے جانے والے قوانین، اقدار، رسوم و رواج

اور ادارے انسانی علم کی موجودہ صورت حال، ذرائع پیداوار کی نوعیت اور سیاسی و سماجی عوامل کے باہمی تعامل سے متاثر ہوتے ہیں۔ معاشرے میں رونما ہونے والی تبدیلیاں ان عناصر میں رونما ہونے والی اتھل پتھل کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ تبدیلی کی خواہش معاشرے کے پسماندہ طبقات میں زیادہ ہوتی ہے جو طرح طرح کی محرومیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ جن سماجی گروہوں کو اختیارات تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ وہ سماجی تبدیلی کے فطری دشمن ہوتے ہیں کیونکہ انہیں تبدیلی کے نتیجے میں اپنی موجودہ مراعات متاثر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

معاشرے کے مراعات یافتہ اقلیتی گروہ نے اپنے مفادات کی حفاظت کرنے اور موجودہ نظام کو قائم رکھنے کے لیے ایسے ہتھکنڈے ایجاد کیے ہیں اور انہیں قانونی، آئینی اور ثقافتی جواز مہیا کیے ہیں جن سے انسانی نابرابری قائم رہ سکے۔ انہی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے ذات، نسل، رنگت، مذہب، جنس، دولت، زبان، سماجی حیثیت یا ثقافتی شناخت کی بنیاد پر معاشرتی امتیاز کو مضبوط کیا جاتا ہے۔

یکساں انسانی وقار اور تمام انسانوں کے ناقابل انتقال اور ناقابل تنسیخ حقوق کا تصور سولہویں اور سترھویں صدی کے درمیانی عرصے میں پیدا ہوا۔ انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ قدیم عقائد، اخلاقی اقدار، معیارات اور سماجی ڈھانچوں کی غیر جانبدارانہ پرکھ شروع ہوئی۔ انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی فلاح تمام تجزیات، نظریات اور اقدار کا بنیادی پیمانہ قرار پائی۔

مذہبی اصلاحات کی تحریکوں، نشاۃ ثانیہ اور سیاسی اصلاحات نے معاشرے میں عوام کی حاکمیت کی بنیادیں استوار کیں۔ اس عظیم تبدیلی کے لیے درکار مادی ڈھانچہ صنعتی انقلاب نے مہیا کیا۔ درحقیقت یہ تمام تبدیلیاں انسانی حقوق کی جدوجہد کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتی تھیں۔ سماجی ارتقا کے اس مرحلے کی بنیاد چند مفروضات پر رکھی گئی تھی۔ (الف) کرہ ارض، جو انسان کا مسکن ہے، کائنات کا چھوٹا سا حصہ ہے۔ (ب) تمام انسان مساوی ہیں اور چند ناقابل تنسیخ حقوق کے مالک ہیں۔ (ج) تمام علوم غیر حتمی ہیں اور مزید تحقیق سے انہیں بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ (د) مسلسل کوششوں سے انسانوں کا معیار زندگی بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

زندگی کے ہر دم وسیع ہوتے آفاق، خطرات پسند سیاحوں کی جستجو کے ذریعے معلوم دنیاوں کی پھیلتی سرحدوں، معیار زندگی میں تیز رفتار بہتری اور مختلف النوع مشینوں کے سبب انسانی زندگی کی راحتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ تاہم سیاسی، معاشی اور سماجی طور پر طبقات میں بٹے ہوئے معاشرے میں ان تبدیلیوں کے ثمرات کی یکساں تقسیم ممکن نہیں تھی۔ انسانی وسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا مگر وسائل پر اختیارات بدستور مٹھی بھر افراد کے قبضے میں تھے۔ ان حالات نے فوری سیاسی، معاشرتی اور معاشی تبدیلیوں کی خواہش پیدا کی۔ انقلابی سیاسی نظریات نے دنیا بھر میں طوفان برپا کر دیا۔ 1688ء کے برطانوی انقلاب نے برطانوی شہنشاہیت پر آئینی قیود عائد کیں۔ 1776ء میں امریکہ کا اعلانِ آزادی تھامس جیفرسن کے ان تاریخی الفاظ سے شروع ہوا۔ "ہم ان سچائیوں کو ناقابلِ تردید سمجھتے ہیں کہ تمام انسانوں کو برابر تخلیق کیا گیا ہے اور انہیں چند ناقابل تنسیخ حقوق ودیعت کیے گئے ہیں۔" فرانسیسی انقلاب کی بنیاد تین سنہری اصولوں پر رکھی گئی یعنی آزادی، مساوات اور اخوت۔ روسی انقلاب نے غیر طبقاتی معاشرے کے قیام کا بیڑہ اٹھایا۔ یہ تمام فلسفے، سماجی نمونے اور نظریات ان گنت دانشوروں اور فلسفیوں کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ تھے۔ تاہم انسانی حقوق کی تحریک کو سب سے زیادہ مہمیز تھامس پین کی کتاب "انسان کے حقوق" اور میری وولنز کرافٹ کی کتاب "عورتوں کے حقوق کا مقدمہ" سے ملی۔

انسانی حقوق کی تحریک نئی ہے اور جدوجہد بے حد پرانی ہے۔ انسانی حقوق کی باقاعدہ تحریک اٹھارہویں صدی میں روشن خیالی کے سائے میں پروان چڑھی۔ 1948ء میں اقوام متحدہ کی طرف سے انسانی حقوق کا عالمی منشورہ وہ نقطہ تھا جہاں انسانوں نے اجتماعی طور انسانی حقوق کے جدید تصورات کو اعلیٰ ترین اخلاقی اصول کے طور پر تسلیم کیا۔ دوسری طرف انصاف، آزادی اور امن کا خواب جتنا قدیم ہے انسانی حقوق کی جدوجہد اسی قدر پرانی ہے۔ وقت اور جگہ کے اعتبار سے اس جدوجہد کی شکل تبدیل ہوتی رہی ہے مگر بنیادی خدوخال ہمیشہ قائم رہے ہیں۔ حالیہ انسانی تاریخ میں کیے جانے والے یوٹوپیائی تجربات دراصل اداراتی ذرائع سے ایسی سماجی تبدیلی کی خواہش کا اظہار تھے جو انسان دوست، سماجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی ڈھانچوں کی

ضمانت دے سکے۔ گزشتہ دو صدیوں کے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ ہر قسم کے ذرائع استعمال کرتے ہوئے فوری تبدیلی کی خواہش کے نتیجے میں ایک استحصالی گروہ کی جگہ دوسرا استحصالی گروہ لے لیتا ہے جو بسا اوقات پہلے گروہ سے بھی زیادہ بے رحم ثابت ہوتا ہے۔ ایک بہتر دنیا کی تخلیق کا راستہ پر پیچ اور مشکل ہے جس میں شارٹ کٹ کی گنجائش نہ ہونے کے برابر ہے۔

بیسویں صدی میں لڑی جانے والی دو خوفناک عالمی جنگوں نے دنیا کو قائل کیا کہ انسانوں کے یکساں تحفظ، دیرپا ترقی اور تخلیقی صلاحیتوں کے فروغ کے لیے عالمی سطح پر انسانی حقوق کی اداراتی توثیق اور ضمانت ضروری ہے۔ 1945ء میں اقوام متحدہ کے چارٹر کی بنیاد تین نکات یعنی امن، ترقی اور انسانی حقوق پر رکھی گئی تھی۔ اس چارٹر کی روشنی میں 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ نے متفقہ طور پر انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ منظور کیا۔ انسانی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ رنگ، نسل، مذہب، جنس، زبان، ثقافت، معاشی حیثیت اور مفروضہ سماجی مقام سے قطع نظر تمام انسانوں کی بنیادی مساوات تسلیم کی گئی۔

انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ دراصل چند بنیادی اور متفق علیہ اقدار اور اصول بیان کرتا ہے۔ اب تک اس اعلامیہ کی روشنی میں درجنوں بین الاقوامی معاہدے، میثاقات اور دیگر دستاویزات تشکیل دی جاچکی ہیں۔ اگرچہ بہت سی ریاستوں نے انسانی حقوق کی عالمی دستاویزات کی پابندی کا عہد کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ انسانی حقوق کی جدوجہد اپنی منزل تک پہنچ چکی۔ انسانی حقوق کی بین الاقوامی دستاویزات محض چند کم از کم معیارات متعین کرتی ہیں۔ انسانی حقوق کی فراہمی اور انسانی حقوق کا احترام بنیادی طور پر افراد اور گروہ کے باہمی تعلق سے جنم لیتا ہے۔ کوئی ریاست اپنے عوام کو ان کے حقوق کا شعور دیے بغیر، حقوق کے تحفظ کا اہل بنائے بغیر اور اپنے حقوق کے لیے احتجاج کا حق دیے بغیر انسانی حقوق کی حقیقی ضمانت فراہم نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انسانی حقوق کی حتمی ضمانت ریاستیں فراہم نہیں کیا کرتیں۔ انسانی حقوق کا تحفظ عدالتوں میں نہیں کوچہ و بازار سے شروع ہوتا ہے۔ قانون کے بے جان الفاظ انسانی حقوق کی خوشبو کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ انسانی حقوق ایک آزاد انسان، ذمہ دار شہری، ہمدرد دل اور روشن

دماغ کی پکار ہیں۔ انسانی حقوق کے تعین اور فراہمی کی بنیادی اکائی فرد ہے۔ آخری تجزیے میں انسانی حقوق کا تحفظ بھی فرد ہی کی ذمہ داری ہے۔

ریاست بذات خود پیچیدہ ڈھانچوں اور متوازی مفادات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ انسانی حقوق اخلاقی، سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف کا تقاضا کرتے ہیں۔ ایسی بنیادی تبدیلیوں کو معاشرے کے مراعات یافتہ افراد، طاقتور گروہوں اور مستبد ریاستی اداروں کی جانب سے مزاحمت کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ انسانی حقوق پر مبنی معاشرہ انسانوں کی منزل ہے۔ یہ منزل بہت قریب بھی ہے اور بہت دور بھی۔ ایسے معاشرے کے قیام کے لیے فوری اقدامات کی ضرورت بھی موجود رہتی ہے لیکن سماجی تحرک، پیداواری سرگرمیوں اور انسانی شعور میں اضافے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کا تناظر بھی پھیلتا رہتا ہے۔ چنانچہ انسانی حقوق پر مبنی معاشرے کا قیام ایک مسلسل جدوجہد ہے۔

تاریخ کا پہیہ واپس نہیں موڑا جاسکتا۔ یہ امر طے ہے کہ انسانیت کا قافلہ جن وادیوں میں بھی پہنچے گا اسے انسانی مساوات، انفرادی آزادیوں، اجتماعی ذمہ داریوں اور اخوت کے پیڑوں کی چھاؤں درکار ہوگی۔ یہ حقیقت ایک خواب بھی ہے اور ایک انفرادی اور اجتماعی فریضہ بھی۔ انسانی حقوق سب انسانوں کے لیے ہیں۔ انسانی حقوق کے لیے سب انسانوں کو جدوجہد کرنا ہوگی۔

مورخہ 02-01 نومبر 2022 کو یو این وومن کی جانب سے پی ٹی سی میں
منعقدہ دو روزہ ورکشاب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 02-01 نومبر 2022 کو یو این وومن کی جانب سے

پی ٹی سی میں منعقدہ دوروزہ ورکشاب کے اختتام پر لیڈیز ٹرینیز کے ہمراہ گروپ فوٹو

مورخہ 02 نومبر 2022 پی ٹی سی میں منعقدہ دوروزہ ورکشاب کے اختتام پر یو این وومن کی جانب
سے مس زینب خان پی ٹی سی ھنگو کے ڈپٹی کمانڈنٹ شاہ جہان خان کو شیلڈ پیش کر رہی ہیں

مورخہ 02 نومبر 2022 پی ٹی سی میں یو این وومن کی جانب سے منعقدہ دوروزہ ورکشاپ کے
اختتام پر جناب شاہ جہان خان ڈپٹی کمانڈنٹ مس زینب کو کالج کی جانب سے شیلڈ دے رہے ہیں

09نومبر2022ء یوم اقبال کے موقع پر ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو نے اکادمی ادبیات پاکستان پختونخوا پشاور کے خصوصی ادبی تقریب میں شرکت کی۔ بطور مقرر اقبالؔ، سائنس اور ٹیکنالوجی کے موضوع پر خطاب کی تصویری جھلکیاں

یوم ولادت باسعادت

حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

رپورٹ:نعمان قدیر

09 نومبر 2022 کو پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں حکیم الامت، مفسر قرآن، مبلغ اسلام، مصور پاکستان ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں علامہ مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو کی انتظامیہ، جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی، اساتذہ کرام اور زیر تربیت جوانوں وافسران بشمول زیر تربیت خواتین پولیس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت مولانا صہیب صاحب نے حاصل کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حمد باری تعالیٰ کی سعادت طارق عزیز PASI نے حاصل کی۔ حمد باری تعالیٰ کے بعد بارگاہ رسالت رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اَقدس میں ہدیہ نعت پیش کی گئیں جس کی سعادت فاضل محمود PASI، ہدایت اللہ PASI، بلال احمد لوئر کورس اور بشریٰ بی بی ریکروٹ کورس نے بالترتیب حاصل کی۔ نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد اقبال کے افکار اور سیرت، کردار پر تقاریریں کی گئیں۔ جن میں رضوان PASI، اویس جدون PASI، زنیرہ ناز ریکروٹ اور غلام سروس خان PASI نے تقریریں کیں۔ کالج کے ایڈمن آفیسر جناب ارشد خان اور چیف لاء انسٹرکٹر جناب باروز خان نے بھی یوم اقبال کے حوالے سے اپنے خیالات اور اقبال کے افکار کا اظہار کیا۔

جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں جناب فصیح الدین اشرف صاحب کمانڈنٹ پی ٹی سی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اقبال کے یوم پیدائش کے موقع پر یہ بزم

سجانے کی ہدایات فرمائیں۔آج کی یہ تقریب جس عظیم ہستی کی یومِ ولادت کے سلسلے میں سجائی گئی ہے انہیں دُنیا شاعرِ مشرق، ایک عظیم فلاسفر اور پاکستان بنانے کا خواب دیکھنے والے کے طور پر جانتی ہے۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ 09 نومبر 1877ء کو برطانوی ہندوستان کے شہر سیالکوٹ میں شیخ محمد نور کے گھر پیدا ہوئے۔حکیم الامت شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ ہمارے قومی رہنما اور سب سے بڑھ کر اس وطن عزیز پاکستان کے فکری خالق ہیں۔انسانی تاریخ یقیناً اس امر کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔آپ تجدید ملت اسلامی کا علمبردار بن کر سامنے آئے۔انہوں نے خوشخبری دی کہ دُنیا میں اسلام کے غلبے کا دور آنے والا ہے۔آپ نے اپنی شاعری سے جوانوں کے اندر ایک آزاد ریاست کا انقلاب بھر پا کیا۔سب سے اہم خطبہ الہ آباد میں 1930 میں آپ نے ایک تجویز پیش کی، ایک پیشن گوئی کی کہ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک مسلمان ریاست قائم ہوگی اور یہ بھی کہا کہ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ریاست قائم ہو۔مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قائداعظم نے 1940ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے فوراً بعد فرمایا کہ آج اقبالؒ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں، اگر وہ ہوتے تو یہ دیکھ کر خوش ہوتے کہ ہم نے بالکل وہی کر دکھایا ہے جس کا انہوں نے ہم سے مطالبہ کیا تھا۔

سٹیج سیکرٹری کی دعوت پر مہمان خصوصی مولانا مفتی محمد یونس صاحب کو دعوت دی گئی۔مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے میں اس پُر وقار تقریب میں شرکت کرنے والوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ بہت خوشی ہوئی کہ میں ایک ایسی مجلس میں ہوں جہاں نوجوان ہیں۔علامہ صاب ہمارے عظیم سرمایہ ہیں۔علامہ محمد اقبالؒ ایک دیانتدار، ایماندار، خوددار اور ہم سب کے لیے مشعل راہ شخصیت کا مقام رکھتے ہیں۔علامہ صاحب کا یہ شیوہ تھا کہ وہ بچپن سے قرآن مجید باقاعدگی کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ وہ معزز بنے اسے چاہیے کہ وہ قرآن کی تلاوت کرے۔مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اقبالؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اپنی زندگی میں کون سی کتاب سے سب سے زیادہ متاثر ہیں تو اقبالؒ نے غلاف میں لپٹی ایک کتاب لائی تو دوستوں نے کھول کے دیکھا تو قرآن پاک تھا۔علامہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں قرآن سے متاثر ہوں۔

خطاب فرماتے ہوئے علامہ صاحب کی حالات زندگی کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپؒ نے

علامہ شاہ کشمیریؒ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور ان سے سیکھتے رہے۔ علامہ شاہ کشمیریؒ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے غازی علم دین شہیدؒ کا مقدمہ لڑا تھا۔ مزید خطاب کے دوران پولیس جوانوں کو کہا کہ آپ نے کبھی حوصلہ نہیں ہارنا ہے۔ جس شعبے سے آپ وابستہ ہیں بہت مقدس ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مرا وہ شہید ہے۔ جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ بھی شہید ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی شخص کی حفاظت کے لیے رات کے وقت پہرا دے وہ تہجد پڑھنے والے سے افضل ہے۔ اور جو شخص لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے دن کے وقت پہرا دے وہ ایسے ہے جیسے روزہ رکھا ہوا ہو اور اُسے روزے دار کے برابر اجر ملے گا۔ مزید تقریب سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ آپ ہمارا روشن مستقبل ہیں۔ آپ کو دیکھ کر ہمارے بچے سیکھیں گے۔ ہمیشہ اپنے اخلاق کو بلند رکھیں۔ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول ﷺ نے مدینہ کو کیسے فتح کیا آپ نے فرمایا کہ اپنے 'اخلاق' کے ذریعے۔ ہمیشہ عاجزی اور اِنکساری کا مظاہرہ کریں۔ ہاتھ میں طاقت رکھتے ہوئے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ آپ کہ وجہ سے لوگ امن میں ہیں اور سکون کی نیند سوتے ہیں۔ آپ کی اس قوم کے لیے بے مثال قربانیاں ہیں۔ آپ عوام کے لیے غازی بنتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں آپ ہمارے معاشرے کا عظیم سرمایہ ہیں۔

خطاب کے آخر میں دُعا کی کہ اللہ پاک ہم سب کو اقبالؒ کے افکار پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور پوری امت مسلمہ کے لیے خیر کی دعا کی گئی۔ تقریب کے اختتام پر عطاری اور مقررین نے مہمان خصوصی کے ہمراہ گروپ فوٹو بنوائے اور اسی کے ساتھ یوم اقبال کی یہ پُرنور تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

مورخہ 09 نومبر 2022ء یوم اقبال کے حوالے سے منائی گئی تقریب کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 09 نومبر 2022ء یوم اقبال کے موقع پر مقررین کی تصویریں

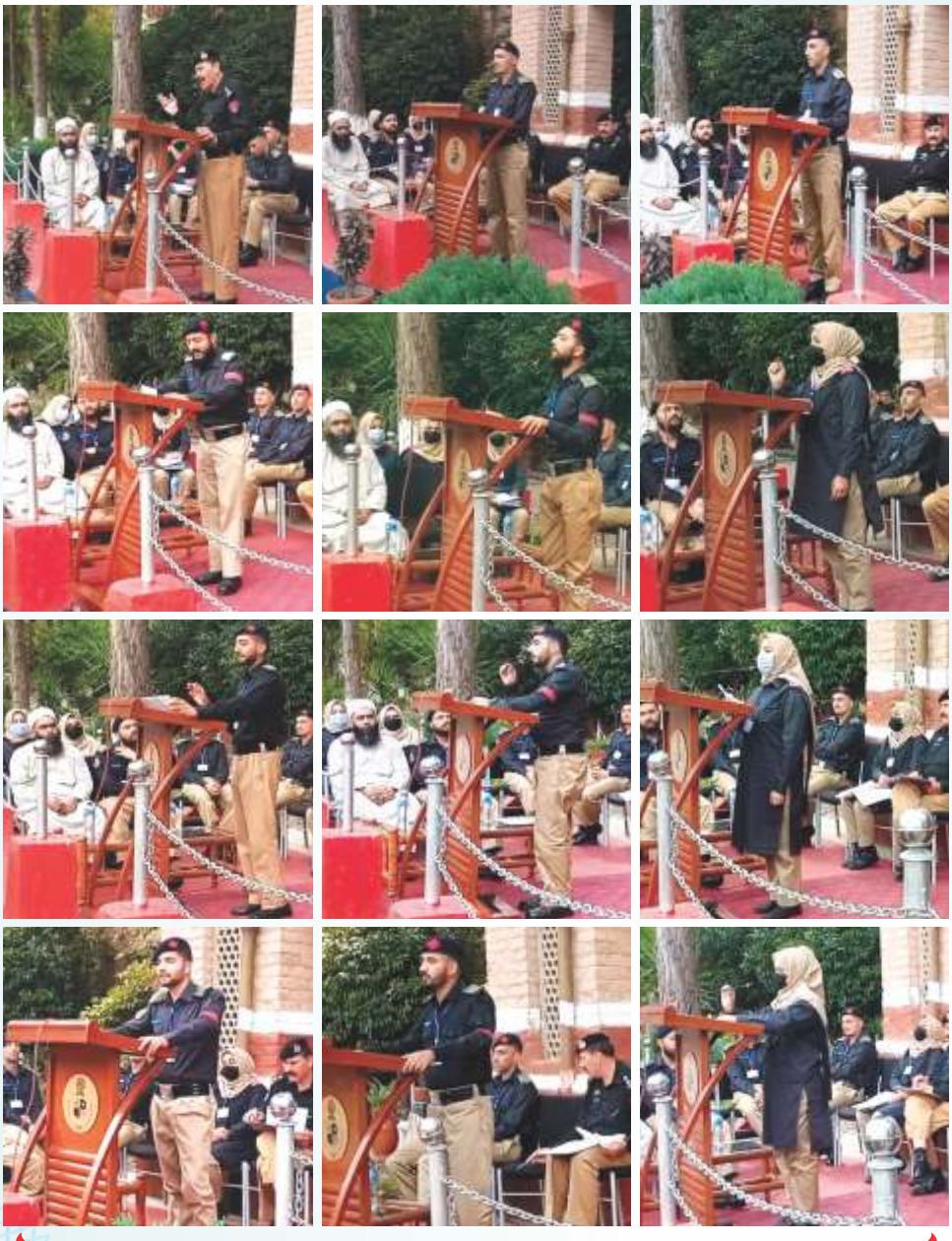

مورخہ 12 نومبر 2022ء کو کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو جناب فصیح الدین اشرف کا ادب اور صحافت
دوروزہ کانفرنس انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی میں شرکت کی تصویری جھلک

پولیس عوام کی خادم ہے یا حاکم؟
پولیس سے نفرت کیوں؟
عوام کے دلوں پر کس طرح راج کیا جا سکتا ہے؟

تحریر: میاں نصیب جان (ریٹائرڈ ایس ایس پی)

☆ پولیس عوام کا خادم یا حاکم؟

پولیس کی ڈیوٹی کا قرآنی تصور

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہے کہ اگر ہم زمین میں اقتدار دیں تو نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۴۱)

عدل واحسان وصلہ رحمی کا حکم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی، بے حیائی اور ظلم سے روکتا ہے۔ (سورۃ النحل آیت نمبر ۹۰)

ذمہ داری کے منصب اہل لوگوں کے حوالے کرنا

ترجمہ: اور تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ایسے لوگوں کے کو حوالہ کرو جو اس کے اہل ہوں۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۸۵)

نااہل پولیس آفیسر

حدیث: حکومت نااہل لوگوں کے حوالہ کرو گے تو اس کے صہیب نتائج کا انتظار کرو (بخاری شریف)

بدترین حکمران

حدیث: تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جو تمہارے لیے مبغوض ہو اور تم ان کے لیے مبغوض ہو جن پر تم لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں (مسلم شریف)

بہترین پولیس آفیسر

حدیث: تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور تم سے محبت کریں جن کو تم دُعائیں دو اور وہ تمہیں دُعائیں دیں (بخاری)

روزِ محشر عوام کے بارے میں پولیس آفیسر سے پوچھ گچھ ہوگی

حدیث: راعی (نگہبان) اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے (بخاری شریف)

قیامت کے روز رسوائی

حدیث: جو حکمران اپنی ذمہ داری ٹھیک ادا نہ کرے وہ قیامت کے روز رسوا ہوگا (کنز العمال)

پولیس آفیسر عوام کا خادم ہے حاکم نہیں

حدیث: سید القوم خادمھم حضرت عمرؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اگر اپنے رفیق (اللہ) تک پہنچنا چاہتے ہو تو اپنے قمیص پر پیوند لگایا کرو، اپنی تہبند اُونچی رکھو اور اپنی جوتی خود گانٹھ لیا کرو، اُمیدیں کم رکھا کرو اور خوب پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو۔ (کتاب الخراج ص ۵۵)

حضرت عمرؓ کا پولیس کے لیے پیغام

۱۔ بڑوں کا احترام کرو۔

۲۔ چھوٹوں پر رحم کرو۔

۳۔ علماء کے ساتھ قریبی تعلق رکھو۔

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں ''کسی مسلمان بھائی کا مسئلہ حل کرنا مسجد نبوی ﷺ میں 2 ماہ اعتکاف میں بیٹھنے سے بہتر ہے''۔ (ابن حبان)

کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنا اسلام کی نظر میں

حدیث: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی ایک دُنیاوی ضرورت پوری کی اللہ تعالیٰ اس کی 72 حاجتیں پوری کرے گا ان میں سب سے آسان حاجت اس کی مغفرت اور بخشش ہے (کنز العمال ج ۲ ص ۴۴۳)

اگر دریا فرات کے کنارے کوئی کتا بھوکا پیاس مر جائے تو اس کی جوابدہی عمر سے ہوگی۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

آج اپنے اعمال نامے میں جو عمل درج کریں گے وہی کل آپ کو سنایا جائے گا۔ (کتاب الخراج ض ۲۶)

آخرت میں پانچ سوالوں کا جواب دینا ہوگا

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز کوئی ابن آدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہل سکے گا جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق نہ پوچھ لیا جائے۔

۱۔ پوری زندگی کے بارے میں کہ زندگی کن کاموں میں خرچ کی۔

۲۔ جوانی کے بارے میں کہ کن کاموں میں صرف کی۔

۳۔ مال و دولت کہاں سے حاصل کیا

۴۔ مال، دولت کہاں خرچ کی۔

۵۔ جو علم حاصل کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا۔

☆ **پولیس سے نفرت کیوں**

پولیس سے نفرت کی تین بڑی وجوہات ذیل ہیں۔

۱۔ ناقص پولیس ٹریننگ۔

۲۔ کرپٹ پراسیکیوشن سسٹم۔

۳۔ پولیس میں کالے بھیڑیوں کا احتساب نہ ہونا۔

ناقص پولیس ٹریننگ

(۱) ریکروٹ کورس 9 ماہ سے 6 ماہ کیا گیا۔ لوئر کورس، انٹرمیڈیٹ، اَپر 6 ماہ سے 4 ماہ کیے گئے جو کہ ایک غلط فیصلہ ہے دوبارہ سابقہ دورانیہ بحال کیا جائے۔ اس کی وجہ سے اضلاع میں ناقص تفتیش، ناقص آپریشن کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ مردان سٹی تھانہ کیس، دیر سٹی QDO324 کیس، مردان طور و 365B کیس وغیرہ وغیرہ۔

لاءسٹاف ٹریننگ کالج

پہلے کیڈیٹ لاء انسٹرکٹر تھے پھر اسٹینڈنگ آرڈر 02/2016 جاری کیا گیا ہر ریجن میں لاء انسٹرکٹر کے لیے ایک سال کا کوٹہ مقرر کیا گیا۔ ریجنز کالج، سکول کے لیے سزاوار اور غیر موزوں افسران بطور لاء انسٹرکٹر بھیجتے ہیں میری ریسرچ کے مطابق 74% لاء انسٹرکٹر ایسے ہیں جو اضلاع میں نہ تفتیش میں رہے ہیں نہ آپریشن میں۔ قران و سنت سے واقفیت کے لیے ہر کورس کے ٹرینیز کے لیے با الترتیب ریکروٹ 1 تا 7، لوئر 8 تا 14 پارے، انٹرمیڈیٹ 15 تا 21 پارے، اَپر کورس 22 تا 27 پارے، ایڈوانس کورس 28 تا 30 پارے قران شامل کرنا چاہیے۔

ریجنز کی ڈی پی سی برائے نام

کسی کا ریکارڈ چیک کیے بغیر قطار میں کھڑا کر کے تمام کو کہا جاتا ہے مبارک ہو تمام پروموٹ ہو گئے ہو، اس کا میں گواہ ہوں ایسے آفیسرز اعلیٰ عہدوں کو پروموٹ ہو رہے ہیں جو 506PPC کی بھی تفتیش نہیں کر سکتے۔ انسپکٹر رینک، سب انسپکٹر جب میرے پاس ضلع دیر اَپر ٹرانسفر ہوئے OASI، نواب خان انسپکٹر RI اس کے گواہ ہیں دونوں نے استدعا کی کہ ان کو کہیں گا رردانچارج لگایا جائے۔

پولیس کورسز میں اخلاقیات شامل نہیں

لہذا کرپشن، ظلم، جھوٹ اور جھوٹی گواہی جیسے مضامین کے لیے کورسز میں کتاب (۱) زندگی میں حلال و حرام کے اثرات (۲) سرکاری ملازم کے اوصاف و فرائض (۳) پولیس اور تفتیش جرائم شامل کیا جائے۔ پی ٹی سی میں چار ماہ کورس میں ٹوٹل 34 دن ورکنگ ڈیز ہوتے ہیں۔ سپیشل ڈیوٹی، پولیو، محرم، الیکشن، چہلم، لانگ مارچ، دیگر سپیشل ڈیوٹیوں کے لیے ٹریننگ اداروں سے ٹرینیز مختلف اضلاع بھیجے جاتے ہیں ایک ٹرینی کے PTC میں ورکنگ ڈیز (34) بنتے ہیں جو میں نے خود جانچ پڑتال کیا ہے کیا اس کو ٹریننگ کا نام دیا جا سکتا ہے؟

ETEA ایگزامینیشن سسٹم

2016ء سے ٹریننگ کی تباہی شروع ہوئی ایٹا امتحان سسٹم ریکروٹ، لوئر Objective ٹائپ سوالات

اور تمام ٹرینیز کو یکجا باالمشافہ بٹھا کر مشورہ سے ٹک مار کر کے انتہائی نالائق ترین آدمی بھی پاس ہوتا ہے۔اس کا اثر اضلاع میں دیکھا جا سکتا ہے۔محرر، مدمحرر روزنامچہ میں آمد/واپسی رپورٹ تحریر نہیں کر سکتے، تھانوں کا ریکارڈ تباہی کی جانب گامزن ہے۔خدارا امینول سسٹم پھر شروع کیا جائے تا کہ ٹرینیز فیل ہونے کے ڈر سے کتاب دیکھیں اور پڑھائی شروع کریں۔

شہداء کے بچے بطور PASIs بھرتی

اس محکمے کے ساتھ ایک اور ظلم شہداء کے اَن پڑھ بچے بھی PASIs بھرتی ہوتے ہیں جو اُردو بھی نہیں لکھ سکتے 2018ء میں 257, PASIs کو PTC میں ایک آسان تفتیش ٹیسٹ حوالہ ہوا۔ 257 میں سے صرف 11 PASIs پاس ہوئے۔پالیسی تبدیل کرنی چاہیے بھرتی سے پہلے امتحان لینا چاہیے جو PASI بھرتی کے قابل ہیں وہ PASI اور جو کنسٹیبل بھرتی کے قابل ہیں وہ کنسٹیبل بھرتی کیے جائیں۔

من پسند افسران کی پوسٹنگ

پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے جس نے کسی رشتہ دار کو ذاتی چاہت یا میلان کی وجہ سے منصب حوالہ کیا، حالانکہ اس سے بہتر شخص اس کو مل سکتا تھا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔افسران دھڑا دھڑ کرپشن کرتے ہیں اور سیاسی لوگوں کے ہم پیالہ ہم نوالہ بن جاتے ہیں۔

نااہل شخص کو اچھی پوسٹ پر لگانا

خاتم النبین ﷺ کا ارشاد ہے جس نے کوئی ایک کام کسی آدمی کے سپرد کیا اور اسے معلوم ہو کہ وہ اس کے قابل نہیں تو جہنم میں اپنے لیے ٹھکانہ تیار کرے۔(کنز العمال ۶ ص ۳۸)

پولیس تشدد بھی نفرت کی ایک وجہ ہے

شریعت اور قانونی طور پر پولیس کے پاس تشدد کا کوئی جواز نہیں پولیس اختیارات سے تجاوز کر کے محکمے کی بدنامی کا سبب بن جاتی ہے۔

بلا جواز گرفتاری

معصوم لوگوں کو بلا جواز گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیتے ہیں جس وجہ سے پولیس کے خلاف نفرت کے جذبات اُبھرتے ہیں۔

کرپشن (ٹمبر سمگلنگ، منشیات فروشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ پولیس کا گٹھ جوڑ)

پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے جس کے لیے معاوضہ مقرر ہے اس کے علاوہ اگر وہ کچھ لے تو یہ رشوت ہے۔

سیاسی اثر رسوخ یا ذاتی لالچ کی خاطر بوگس مقدمات کا اندراج

وضاحت:

(1) 107 CRPC کے تحت ہر وقت پولیس افسر لوگوں کو حوالات میں بند کرتے ہیں۔

(2) بلا تصدیق 109 CRPC کے تحت بے قصور لوگوں کو حوالات میں ڈالتے ہیں۔

(3) اکثر 506 PPC کے تحت بوگس مقدمات درج کیے جاتے ہیں جس سے عدالتوں پر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔

(4) کاروائی برابر کرنے کے لیے 15AA کے تحت گھروں سے 30 بور اور 12 بور جیسے اسلحہ کو اُٹھا کر مقدمات درج کرتے ہیں اس وجہ سے پولیس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

(5) 9ACNSA کے تحت چرس پینے والوں کے خلاف سینکڑوں FIR درج کی جاتی ہیں جو کہ ظلم ہے پینے والے کو گواہ بنا کر فروخت کرنے والوں کے خلاف مقدمات درج کرنے چاہئیں۔

(6) PPC 279/336. تیز رفتاری میں باقاعدہ مقدمہ درج کیا جاتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے ٹریفک آفیسر کو بُلا کر چالان پرچی دینا چاہیے۔

(7) 16MPO کے تحت کافی سارے لوگوں کو پابند سلاسل کرتے ہیں۔

(8) Fsco3/6 جو محکمہ خوراک اور DC کا کام ہے پولیس اپنے سر پر لے لیتے ہیں۔

(9) PPC406 کے تحت مقدمہ، لیزان کونسل کے ذریعے مسئلہ کو حل کرنا چاہیے۔

(10) 489ABCD میں مقدمہ اندراج سے پہلے انکوائری ہونی چاہیئے۔

(11) واپڈا ایکٹ، کسٹم ایکٹ کے تحت بھی پولیس اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہیں یہ کام اُن کا ہے۔

(12) ٹمبر سمگلنگ، محکمہ فارسٹ کا کام ہے اور وہی FIR دیکر جوابدہ ہوں گے۔

بدقماش اور جرائم پیشہ لوگوں کی روٹی کی دعوت قبول کرنا۔ انوسٹی گیشن فنڈ حقداروں کو نہ ملنا۔ تھانہ آپریشن سٹاف کا ایک ہی پولیس موبائیل جونا کافی ہوتا ہے۔

بیٹ سسٹم کا نہ ہونا

2001ء کے بعد بیٹ سسٹم ختم کیا گیا ہے کسی افسر کو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ اس ساتھ کون سا علاقہ ہے۔

کمیونٹی پولیسنگ کا نہ ہونا

مہینوں مہینوں پولیس گاؤں میں نہیں جاتی، اپنے آپ کو حاکم تصور کر کے پولیس آفیسر لوگوں کے تعاون سے محروم رہتا ہے۔

☆ عوام کے دلوں پر راج کس طرح کیا جاسکتا ہے

۱۔ ڈی پی اوز، ضلع میں محرر، ایس ایچ اوز اور ایڈیشنل ایس ایچ اوز کو قابلیت، ایمانداری کی بنیاد پر منتخب کریں۔

۲۔ ڈی آئی جی ریجن، ایس ڈی پی اوز کی اضلاع میں پوسٹنگ بھی قابلیت اور ایمانداری کی بنا پر کریں۔

۳۔ آئی جی پی۔ ریجنز کے لیے ڈی آئی جیز کے لیے قابلیت اور ایمانداری کا فارمولا اپنائے۔

پولیس خود مختار احتسابی نظام

آئی جی پی اضلاع میں خود مختار Accountibility ٹیم جو ایک انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر پر مشتمل ہوں مقرر کریں۔ اسکا ہیڈ آفس سی پی او میں ڈی آئی جی اکاؤنٹیبلٹی آفس ہو۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ڈی آئی جیز، ریجنز کرپٹ پولیس افسروں کو اپنی انکوائریوں میں بچاتے ہیں اور سی پی او کو صحیح تصویر پیش نہیں کرتے۔

پبلک پولیس لیزان کونسل

ڈی پی او اپنے ضلع میں سپیشل برانچ کے تعاون سے ہر ایک گاؤں میں 7 افراد پر مشتمل لیزان کونسل قائم کریں، جن میں دو علماء کرام اور دو ممبران ڈی آر سی کے ہوں۔

۱۔ ہوائی فائرنگ، منشیات فروشی، جوابازی، ملاوٹ، دھوکہ دہی کا سدباب۔

۲۔ 90% ذمہ داری لوگوں کے درمیان صلح کرانا، پرانے اور نئے دُشمنیوں کو ختم کرانا، پولیس لیزان/ڈی آر سی فیصلوں کو سپورٹ کرے۔

ضلع میں ایک ڈی ایس پی انوسٹی گیشن صرف اس لیے تعینات ہو کہ وہ ڈی پی او اور اے پی پی کے ساتھ

کیسوں میں ملزمان کو مؤثر سزا دلوانے کے لیے کام کرے۔ ایس پی انوسٹی گیشن سنگین وقوعات میں خود موقع پر جائے۔ ہر موقع کی تصویریں باقاعدہ سی پی او کی متعلقہ یونٹ کے ساتھ شیئر کرے تاکہ ایس پی انوسٹی گیشن موقع پر جانے کا پابند ہو۔

ہر تھانے کو آپریشن کیلئے کم از کم 2 موبائیلز (گاڑیاں) دینا ضروری ہے۔

(45) کاروائی زیر دفعات 107/151، PPC 506 15AA 109CRPC کے تحت مقدمات حتی PPC406 Fsco3/6 16MPO PPC 279/336 9ACNSA الوسع درج نہ کریں بلکہ اس کا حل نکالے جن سے عدالتوں پر بھی بوجھ کم ہوگا اور پولیس بھی بدنامی سے بچے۔

ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی

پروموشن دینے سے پہلے پورا ریکارڈ چیک کریں۔ ڈی آئی جی متعلقہ ریجن سے چند یوم پہلے متعلقہ افسران کے بارے میں DPO(1) سے (2) سپیشل برانچ سے (3) آئی بی سے اور متعلقہ ضلع کے چیدہ چیدہ مشران سے رپورٹ طلب کریں۔ تمام رپورٹیں، ریکارڈ اور زبانی انٹرویو کے بعد ترقیاب کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے۔ پولیس کالج، سکولز کو ایسے لا انسٹرکٹر برائے تین سالہ ٹرانسفر کریں جو میرٹ لسٹ 1 تا 10 پاس ہو چکے ہیں ان کو تنخواہ میں 20% سپیشل پے اور 20% انسٹرکٹر الاؤنس دیا جائے۔ قابل ریٹائرڈ پولیس افسران کو بطور کنٹریکٹ تعینات کریں۔

تھانہ کے سطح پر DRC کے 21 ممبران ہونے چاہئیں

مثال کے طور پر اپر دیر ہیڈ کوارٹر میں DRC ہے۔ تھل کمراٹ کا دیر ہیڈ کوارٹرز سے 4 گھنٹے فاصلے پر ہے۔ لہذا عوام کو ان کی دہلیز پر انصاف مہیا کیا جائے علاوہ ازیں ڈسٹرکٹ DRC چیئرمین کو الگ سرکاری گاڑی اور ممبران کے لیے ماہانہ معاوضہ فنڈ مقرر کیا جائے۔

DPO دو باتوں پہ 100% توجہ دیں

ا۔ منشیات کا خاتمہ

۲۔ لوگوں کے تنازعات ختم کرنا

یہ دونوں لیزان کونسل/اڈی ارسی ممبران کے ذریعے بھی کر سکتے ہیں۔

پولیس فورس کے موجد حضرت عمرؓ طرزِ عمل

بحیثیت آئی جی پی حضرت عمرؓ دوران گشت دو کام کرتے تھے۔ چلتے چلتے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ جہاں پر پتہ چلا کے دو فریقین کے مابین تنازعہ موجود ہے جا کر ان کے درمیان فیصلہ فرماتے۔ (الکامل فی التاریخ ۲۲ص ۶۰، تاریخ طبری ۲۲۰ص ۵۷۲)

ماتحت کے خلاف شکایت سننا

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ابوموسیٰ اشعری کے خلاف ایک آدمی نے شکایت کی کہ اس نے میرا سر گنجا کر کے مجھے 20 کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ اگر آپ نے لوگوں کے سامنے اس کے ساتھ اس طرح کیا ہے تو لوگوں کے سامنے بیٹھ جاؤ کہ وہ تم سے بدلہ لے اور اگر علیحدہ گی میں ایسا کیا ہے تو پھر بھی اسی طرح علیحدگی میں کرو۔

اپنے ماتحتان کی موثر نگرانی اور مواخذہ

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

جو شخص بھیڑ بکریوں کو ایسی جگہ چراتا ہے جہاں درندے موجود ہوں اور خود سو جائے تو پھر اس کی بھیڑ بکریاں شیر چرائیں (یعنی شیر اس کو ہلاک کر دے گا)

دین سے بے خبر افسر کو اہم ذمہ داری نہ دو

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں 'دین کی خرابی، ظالم حاکم جاہل پیر اور بے دین مولوی سے ہے' (الاحسن دورہ تفسیر ۱۴۲۷ھ)

رب کا حکم پولیس آفسر اور راعی کے لیے

اگر ایمان والوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اگر ان میں سے کوئی جماعت دوسری جماعت پر بغاوت کر دے تو بغاوت کرنے والی جماعت سے لڑتے رہو جب تک کہ وہ اللہ کے حکم کے طرف لوٹ

نہ آئے پھر اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں میں انصاف سے صلح کرا دو۔اور عدل کرتے رہو۔ یاد رکھو اللہ انصاف پسندوں کو دوست رکھتا ہے مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں لہذا اپنے بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (سورۃ الحجرات 10.9) واضح رہے 1973ء آئین بھی یہی کہتا ہے۔

Quran will be the Supreme Law of Pakistan

۱۔ DPO کو ہفتہ میں بڑے تنازعوں کے راضی ناموں اور علاقہ میں پبلک تقریبات میں شمولیت کر کے باقاعدہ اسلامک اور قانونی / نکتہ نظر سے مدلل تقریر کرنی چاہیئے ۔ویڈیو تقریر CPO کو ارسال کرنی چاہیے۔

۲۔ بدمعاش اور ڈاکو وغیرہ کے متعلق پراسیکیوشن برانچ کے تعاون سے بھرپور کاروائی کرنی چاہیے

۳۔ عوام کے گھروں پر لیڈیز پولیس کے بغیر چھاپہ زنی نہیں کرنی چاہیے۔

IGP سے آخری اور پُرزور استدعا

کنسٹیبل کا دوران ڈیوٹی کُرسی پر بیٹھنا اور موبائل فون سے کھیلنا میری ریسرچ کے مطابق اس وجہ سے کافی تعداد میں کنسٹیبل دہشتگردی کا شکار ہو چکے ہیں۔علاوہ ازیں ویڈیو بنا کر پولیس انٹاروگیشن سمیت بہت سے محکمانہ راز انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کرتے ہیں۔جس سے پولیس کی بدنامی ہو رہی ہے۔ایک آرڈر جاری فرمادیں کہ جو کنسٹیبل دوران ڈیوٹی کُرسی پر بیٹھا ہو یا بدروان سٹینڈنگ ڈیوٹی وگشت موبائل فون استعمال کرتا ہوا پایا جائے تو کم سے کم سزا نوکری سے برخواستگی ہو۔

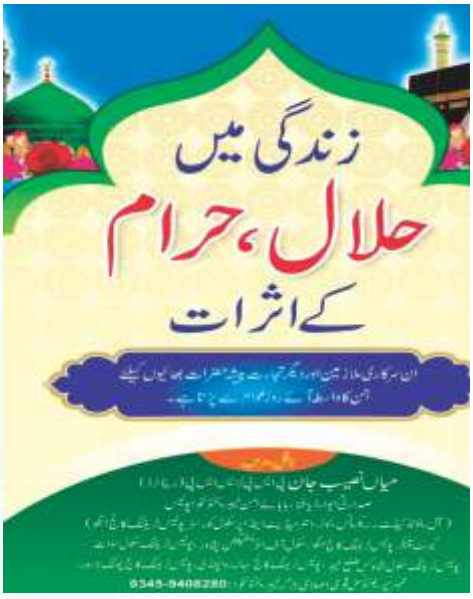
زندگی میں
حلال، حرام
کے اثرات

پولیس اور تفتیشِ جرائم

قوانین، قواعد خیبر پختونخوا پولیس
2002
1975
1861
2014
2014
2014
2017
2005

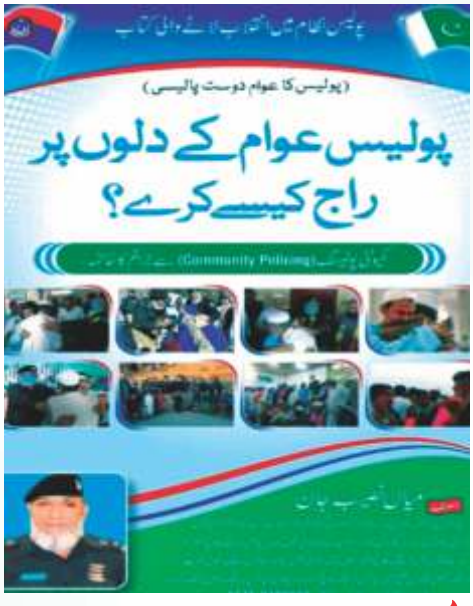
(پولیس کا عوام دوست پالیسی)
پولیس عوام کے دلوں پر
راج کیسے کرے؟

فاطمید فاؤنڈیشن کا پی ٹی سی ھنگو میں عطیہ خون کیمپ

رپورٹ: نجیب اللہ

فاطمید فاؤنڈیشن پشاور کے زیر اہتمام پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں مورخہ 17 نومبر 2022ء کو تیسرے عطیہ خون کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں 100 سے زائد پولیس جوانوں سمیت اعلیٰ افسروں نے تھیلی سیمیا و ہیموفیلیاء اور دیگر امراض خون میں مبتلا بچوں کے لیے خون کے عطیات دیئے۔ اس سے قبل بھی رواں سال میں دو بار کیمپ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ رواں سال میں پہلا کیمپ مورخہ 24 جنوری 2022ء کو ہوا جس میں 179 جوانوں اور افسران نے خون کا عطیہ دیا۔ اسی طرح مورخہ 09 جون 2022ء کو دوسرا کیمپ لگایا گیا جس میں 117 اہلکاران اور افسران نے خون کا عطیہ دیا۔ کیمپ کے انعقاد میں ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج، جناب شاہ جہان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی، ارشد حسین ڈی ایس پی ایڈمن سمیت دیگر سٹاف نے بھرپور تعاون کیا۔ پولیس جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے مقررین کا کہنا تھا کہ خون عطیہ کرنے کے بہت سے فوائد ہیں ہر 3 ماہ بعد خون کا عطیہ دینے سے انسانی جسم میں پوشیدہ امراض کا بروقت تعین ہوسکتا ہے انہوں نے مزید کہا کہ ہماری پولیس فورس نے خیبر پختونخوا کے عوام کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور خون کا عطیہ دینا بھی ایک بہت بڑی قربانی اور صدقہ جاریہ ہے۔ آئندہ بھی فاطمید فاؤنڈیشن کے ساتھ مل کر ان بچوں کی بھرپور مدد کی جائے گی۔ فاطمید فاؤنڈیشن پشاور کے آر ایم او سردار اخلاق احمد نے کمانڈنٹ پی ٹی سی ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب کو فاطمید فاؤنڈیشن کے تھیلی سیماؤں بچوں کی خدمات پر انہیں ادارے کی طرف سے شیلڈ پیش کی۔

دریں اثناء ایڈمنسٹریٹر بدر حسین، آر ایم او سردار اخلاق احمد نے کمانڈنٹ سمیت تمام سٹاف کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اُمید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی تعاون کا سلسلہ جاری رہے گا۔

مورخہ 17 نومبر 2022ء کو پی ٹی سی زیر تربیت جوان وافسران

اس سال کے تیسرے کیمپ میں فاطمید فاؤنڈیشن کو خون کا عطیہ دے رہے ہیں

فاطمہید فاؤنڈیشن کے آر ایم او سردار اخلاق احمد، ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پی ٹی سی کو
فاؤنڈیشن کی جانب سے شیلڈ دے رہے ہیں

مورخہ 16 نومبر 2022ء کو لیڈیز ریکروٹ کے ساتھ جناب کمانڈنٹ صاحب کا دربار

دربار میں ڈپٹی کمانڈنٹ صاحب، ڈی ایس پی ایڈمن اور ریزروانسپکٹر بھی موجود تھے

تصویری جھلکیاں

Islamabad, 21st June, 2022

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

Dear Mr. Fasih,

LETTER OF APPRECIATION

I hope this letter finds you in the best of health and spirit.

2. It gives me immense pleasure to place on record my heartiest appreciations to you for publishing new issue of "Taigh-o-Qalam". Your valuable contributions and efforts in publishing this book shall always be cherished.

3. Prayers and wishes.

DR. SYED KALEEM IMAM
TI, QPM, PPM, UNPM, NSC
Ex-IG/Federal Secretary
skimam98@hotmail.com
0333-5444433

Mr. Fasihuddin (PSP),
Commandant,
Police Training College,
HANGU

KHYBER PAKHTUNKHWA
PUBLIC SERVICE COMMISSION
PESHAWAR

CHAIRMAN

My dear, Mr. Fasihuddin PSP

السلام علیکم

I take this opportunity to express my gratitude on receiving latest publication of the Police Training College, Hangu Magzine; **Taigh-o-Qalam**.

The Police Training College, Hangu activities are really very impressive and I hope it would continue to do so in future as well. Wish you and your institution good speed.

Regards

27/06/2022

(Capt (Retd) Sikander Qayyum)
CHAIRMAN

(Fasihuddin) PSP/DIG,
Commandant Police Training College,
Hangu,

میس نائٹ، گیسٹ نائٹ

رپورٹ: صفی اللہ

مورخہ 28 نومبر 2022ء کو نئے آمدہ کورسز کے جوانوں کے افسران کے ساتھ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں میس نائٹ گیسٹ نائٹ کی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔تقریب کے مہمان خصوصی کالج کے سربراہ جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو تھے۔تقریب میں جناب شاہ جہان خان درانی ڈپٹی کمانڈنٹ پی ٹی سی، ارشد حسین ڈی ایس پی ایڈمنسٹریشن، باروز خان چیف لاء انسٹرکٹر، امتیاز خان ریزرو انسپکٹر اور دیگر ایڈمنسٹریشن سٹاف کے ساتھ ساتھ اساتذہ کرام، زیر تربیت جوان و افسران بشمول لیڈیز اہلکاران نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس تقریب کے نظامت کے فرائض اسرار خان لائن آفیسر نے سرانجام دیئے جبکہ نقابت کے فرائض اریب عامر ASI نے سرانجام دیئے۔مہمان خصوصی کی پنڈال آمد پر خوش آمدید کہا گیا اور تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔تقریب کے باقاعدہ آغاز کے لیے وقاص احمد PASI، ڈاکٹر سفینہ PASI، حاجرہ PASI اور ثوبیہ کو بطور سٹیج سیکرٹری مدعو کیا گیا۔میس نائٹ کی یہ تقریب مختلف خاکوں، نغموں، گانوں اور علاقائی رقص پر مبنی تھی۔

تقریب کے آغاز میں استقبالیہ خاکہ پیش کیا گیا جس میں جوانوں نے ملک بھر کے صوبوں کی ثقافت کو پیش کیا گیا اور شرکائے محفل کا انتہائی خوبصورت انداز میں استقبال کیا۔اس کے بعد اپنے شہداء کی یاد میں بشریٰ بی بی لیڈی ریکروٹ نے 'اے راہِ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو' ملی نغمہ پیش کر کے شہداء کو اپنی سُریلی آواز کے ساتھ خراجِ عقیدت پیش کیا۔

ملی نغمہ کے بعد حاضرین کو لطف اندوز کرنے کے لیے عابد اور ان کے ساتھیوں نے ایک فنی خاکہ پیش کیا جس کو تمام شرکائے محفل نے بہت پسند کیا اور داد دی۔تقریب کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور نعمان خان کی سُریلی

آواز نے غزل 'جب سے تُو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے' سب کے دلوں کو گرما دیا۔اس کے بعد خٹک ڈانس آصف اور اس کے ساتھیوں نے پیش کیا جس کو ناظرین نے بے حد پسند کیا۔خٹک ڈانس کے بعد عبید اللہ کی آواز میں گانا پیش کیا گیا اور زنیرا ناز نے مزاحیہ نظم 'ریکروٹس کا تو دل دیوانہ لگتا ہے' پیش کی جسے سُن کے تمام حاضرین خوب لطف اندوز ہوئے۔محفل میں شرکاء کے دلوں کو گرمانے کے لیے ثانیہ اور ہمنوا نے مشہور زمانہ قوالی 'تو کجا من کجا' پیش کی اور خوب داد وصول کی۔اس کے بعد ثقافت کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے ہزارہ رقص پیش کیا گیا جس کی قیادت نعمان قدیر کر رہے تھے جو حاضرین کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ہزارہ ڈانس کے بعد محتاج احمد نے پشتو کا کلام پیش کیا جس کی حاضرین نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔اس کے بعد محفل میں مزید رنگینیاں بکھیرنے کے لیے قرۃ العین اور ساتھیوں نے ایک ڈرامہ شیدہ پھنیئر پیش کیا اور حاضرین کے قہقہوں اور تالیوں سے پورا پنڈال گونج اُٹھا۔یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا ہے بشریٰ بی بی نے غزل پیش کی جسے سب نے تالیاں بجا کر داد دی۔

اس کے بعد گلگت بلتستان کا ثقافتی رقص پیش کیا گیا جس کی قیادت اورنگزیب اَپر کورس نے کی۔یاد رہے پولیس ٹریننگ کالج ھنگو میں آزاد جموں اینڈ کشمیر اور گلگت بلتستان کے افسران تربیت کے لیے آتے رہتے ہیں۔شاہ فہد زیر تربیت جوان نے غزل پیش کی اور اسرار احمد نے بھی پشتو غزل پیش کی جسے سب حاضری نے خوب پسند کیا اور سراہا۔

تقریب کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہا اور محفل میں طنز و مزاح بکھیرنے کے لیے سیماب تنولی لیڈی ریکروٹ میڈیکل غزل پیش کی جس سے تمام شرکائے محفل محظوظ ہوئے۔اس کے بعد پشاوری ڈانس پیش کیا گیا جس کی قیادت اسرار اطل نے کی اور انتہائی اچھے انداز میں اپنا ثقافتی رقص پیش کر کے حاضرین کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔اس کے بعد سٹاف ممبر محمد وقار نے پشتو کی نظم اور اشعار پیش کیے اور خوب داد وصول کی۔شعر و شاعری کے بعد بخت جمال سٹاف ممبر نے محبت کے رمزِ دم گانا پیش کیا اور پورے پنڈال نے واہ واہ کے ساتھ داد دی۔اس کے بعد جنید اور ساتھیوں نے خاکہ پیش کیا جس سے تمام شرکائے محفل محظوظ ہوئے اور عالیہ خان نے محفل میں طنز و مزاح بکھیرنے کے لیے مختلف لطیفے پیش کیے جس سے تمام حاضرین کے قہقہے چھوٹ گئے اور سب نے خوب حوصلہ

افزائی فرمائی۔ آخر میں چترالی ڈانس پیش کیا گیا جو اپنے مخصوص انداز و اقدام کی وجہ سے حاضرین کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ قاضی فیض محمد ڈی ایس پی سیکیورٹی نے اپنی چترالی ثقافت سے متعلق ایڈمنسٹریشن کے افسران کو تحائف پیش کیے۔

تقریب کے آخر میں اس بزم کے روحِ رواں کو خطاب کے لیے دعوت دی گئی۔ جناب ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس منوں ٹنوں الفاظ ہیں مگر آج ایسا پروگرام ہوا کہ میں سبکدوش ہو گیا۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جس سے میں اپنی حیرت اور خوشی کو بیان کر سکوں۔ کمپیئرنگ کے دوران آپ نے جو اشعار پڑھے جو فقرے استعمال کیے ان کا چناؤ انتہائی خوبصورت تھا آپ سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ پہلی مرتبہ ہماری لیڈیز ٹرینیز بازی لے گئی ہیں۔ خود اعتمادی اور بھروسہ آسانی سے نہیں ملتا بلکہ اساتذہ کی شفقت اور مہربانی سے ملتا ہے۔ مزید خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے پولیس چیف پختونخوا جناب معظم جاہ انصاری صاحب کو میس نائٹ کی تصویریں بھیجی تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی پوزیشن پر رشک آ رہا ہے، مجھے خوشی ہوتی ہے کہ میں اپنے ٹرینیز کے ساتھ بات کروں۔ اس سے قبل آئی جی پی صاحب یہاں تشریف لائے تھے بہت زیادہ لطف اندوز ہوئے۔ مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ سب نے پروگرام کو چار چاند لگائے جس میں طنز و مزاح، سنجیدگی، رومانوی، بزمیہ اور ثقافت سب کو شامل کیا ایسے پروگرامات کا مقصد صرف آپ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے۔

مہمان خصوصی جناب فصیح الدین صاحب نے اپنی نظم سنائی جس کو تمام حاضرین نے بہت پسند کیا اور ایک بار پھر سب منتظمین اور کمپیئرنگ کرنے والوں کو مبارک باد دی۔ خطاب کے آخر میں کہا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ قوم کی ترقی میں ہمیشہ اپنا کردار ادا کریں اور پختونخوا پولیس کے وقار کو ہمیشہ بلند رکھیں گے۔ تقریب کے آخر میں تمام انتظامیہ اور اُمیدواروں کے ہمراہ گروپ فوٹو بنوائے اور اسی کے ساتھ یہ پُر وقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

مورخہ 28 نومبر 2022ء کو میس نائٹ، گیسٹ نائٹ تقریب
کی تصویری جھلکیاں

LICE

KPK POLICE

POLICE

KPK POLICE

میس نائٹ، گیسٹ نائٹ کی تقریب کے اختتام پر جناب کمانڈنٹ صاحب کے ہمراہ تمام منتظمین اور شرکاء کا گروپ فوٹو

PASIکے ساتھ دربار
اور تحقیقی مقالات کے عنوانات

رپورٹ: میاں فرمان ASI

مورخہ 14 دسمبر 2022 کو جناب فصیح الدین اشرف کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو نے زیر تربیت پی اے ایس آئی کورس کے افسران کے ساتھ دربار منعقد کیا گیا۔ اس دربار میں مجموعی طور پر 288 جوانوں نے شرکت کی جس میں 277 میل اور 11 فی میل شامل تھیں۔ دربار کا مقصد تحقیقی مقالات کے عنوان پر بحث کرنا تھا۔

جناب فصیح الدین اشرف، کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج ھنگو مختلفInteractive Sessions اٹنڈ کرنے کے لیےAuditorium Hall تشریف لاتے رہے ہیں اور PASIs کے ساتھ ان کے Research Topics پر فرداً فرداً تفصیلاً بات کر کے ان کی نہ صرف رہنمائی کرتے ہیں بلکہ ان کو ریسرچ کی اہمیت بھی سمجھاتے ہیں۔ جناب کمانڈنٹ صاحب نے زیر تربیت افسران سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ترقی یافتہ دور کے ایک بہترین پولیس افسر کے لیے ضروری ہے کہ ہر لحاظ سے تکمیل کے نزدیک ترین انسان ہو تاکہ عوام الناس کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں بروئے کار لاتے ہوئے اپنا کردار ادا کر سکے اور لوگوں کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکے۔

جناب کمانڈنٹ صاحب نے تمام زیر تربیت افسران کی تعلیمی قابلیت اور ذاتی دلچسپی دیکھ کر ہر ایک کو Research Topic حوالہ کیے ہیں تاکہ PASIsان عنوانات پر دلجمعی کے ساتھ کام کر سکیں۔ اس تحقیقی کاوش کا مقصد نہ صرف اِن موضوعات پر کام کرنا ہے بلکہ ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بھی اجاگر کرنا ہے۔ ان کو یہ احساس بھی دلانا ہے کہ وہ جب فیلڈ میں جائیں گے اور وقوعہ پر مختلف مسائل کا سامنا کریں

گے تو وہاں بھی ان مسائل کو حل کرنے کی خاطر اپنی تحقیقی صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ اپنی ان خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پولیسنگ میں بھی جدت لانے کی خاطر اپنا کردار ادا کر سکیں۔ ذیل میں دیئے گئے Topics پر PASIs پوری دلچسپی کے ساتھ اپنی تحقیق جاری رکھے ہوئے ہیں۔

S#	**Research Topic List**
1	Globalization ; its pros and cons
2	Reasons of poor conviction in heinous crimes
3	Police Life
4	An overview of counter terrorism strategies
5	Evaluation of Drug interaction in prescriptions.
6	Suicide causes and its prevention
7	Role of social Media in promoting a vigilant democracy
8	Police Reforms
9	Kalabagh Dam Problem
10	Emerging Youth involvement in crimes
11	Climate Change Mitigation and causes of Climate change
12	How to utilize natural resources in Pakistan
13	Controlling of drug abuse and the Role of Police
14	Terrorism in Pakistan
15	Over Population
16	Crimes in society and Role of Police
17	Causes of poor investigation of Police and how to improve conviction rate in KP
18	Are violent video games promoting juvenile crime

19	Education for women
20	Digitalization in Police Department in KP
21	History of PTC Hangu
22	Community Policing in KP
23	Water crises in Pakistan
24	Dams and power generation in Pakistan
25	Police-Prosecution relation
26	Role of WHO in Covid-19
27	Indo-Pakistan nuclear missile race-a threat to South Asia Peace
28	FATF and Pakistan
29	Freedom of speech and opinion on social media
30	Pakistan role in Afghan peace building process since 2001
31	Food hygiene and prevalence of food borne diseases in Training Centre
32	Reforms in Electoral System
33	Patriotism and Nationalism
34	Problems of Ladies Police Officers
35	Protection of Victim, VSP in KP
36	Horticulture in Pakistan
37	Contribution of women to education in Pakistan
38	Role of women in Pakistan movement
39	Violence against women in Pakistan
40	The physical exertion in PTC and its impact on health
41	Foreign Policy of Pakistan and interventionism in other countries

42	The application of Machiavellian approach to be a good Police Officer
43	Politics of Khudai Khidmatgar Movements
44	Issues and challenges of democracy in Pakistan
45	Role of OIC
46	Study of cancer causing toxins in human being
47	Prisoners rights and prisoners issues in Pakistan
48	Unemployment in Pakistan
49	Social media is a tool for apprise KP Police image
50	Israel-Palestine conflict
51	Pak-Saudi Relationship
52	UAE and Israel relationship, a step towards changing trends
53	Peptic ulcer and its medication
54	Deforestation
55	ANF: Role and correction
56	CPEC
57	Endangered species of Animals and Birds
58	Chinas position in new world order
59	Rising sectarian violence in Pakistan
60	Comparative analysis of suicide attacks before and after National Action Plan
61	Hypertension- causes and prevention
62	Detoxification of Liver
63	Child abuse in Pakistan, a case study of Peshawar serial killer
64	5th Generation War

65	Corruption in Pakistan
66	How to improve education system in Pakistan
67	The fall of Soviet Union
68	US withdrawal from Afghanistan; political impact on Pakistan
69	Life and achievement of Isaac Newton
70	Online education is a cause of obesity and lack of communication
71	Ethnic security and diversity dilemma in Afghanistan
72	Low budgeted salaries and Police Corruption
73	Pakistan is a welfare state, do you agree?
74	Use of scientific tools in crime prevention and investigation
75	18th Amendment and Provincial Autonomy
76	The impact of introduction of Policing system in ex-FATA on local community
77	China-Taiwan conflict
78	The recent standoff between China-US, its impact on Pakistan
79	Impacts of urbanization on agricultural sector of Pakistan
80	Pakistan and IMF (Loans)
81	Revival of Taliban in Afghanistan and impact on Pakistan
82	Generation from solar and hydro system
83	Blue Pacific and its impact on the world
84	Business culture in Pakistan
85	Intra-Industry trade in Pakistan with neighboring countries
86	Insurgency in Swat
87	Food security importance

88	Comparative analysis of puritans and Taliban
89	Taxation in Pakistan
90	Rights and duties of citizen in Pakistan
91	Stress in Police Force
92	Role of education in Police Department
93	Syria conflict; Role of US and Russia
94	Interfaith Dialogue
95	Life on Social Media vs Real Life
96	Reasons behind high rate suicide among female in district Chitral
97	Status of women in Islam
98	The use of fertilizer for sunflower
99	Why a person becomes a criminal
100	Role of NATO
101	Political Impact of Ulama-e- Deoband
102	PSRMS in Police Department, its uses
103	Geo Fencing and its uses in investigation
104	Nuclearization in South Asia: implications for Regional security
105	Crypto currency; its future
106	Pakistan Police in UN peace keeping mission
107	Role of Sir Syed Ahmad Khan in Muslim's politics and freedom of Pakistan
108	Global and Domestic Level Energy Crisis
109	Diabetes; Causes and Prevention
110	Feminism in Pakistan

111	Modern Forensic Techniques for investigation
112	Islamophobia; its causes and solutions
113	Introduction and Role of CTD
114	Currency crises in Pakistan
115	Reasons behind separation of Eastern Pakistan
116	Corruption and Role of NAB
117	Rule of law in Pakistan
118	Challenges of National integration in Pakistan
119	A case study of 9/11, its effects on global politics, economies
120	Critical analysis of implementation of fundamental rights under constitution of Pakistan
121	Science and Technology education in Pakistan
122	Role of Media and crime reporting
123	A critical analysis of eco-feminist issues in Mother!
124	Minerals in Pakistan, impacts on economy and its uses in Pakistan
125	Pakistan Political Reforms after partition
126	Economic importance of tourism in KP
127	Biodiversity and its conservation
128	Pak-Afghan relationship
129	Challenges to Democracy and its future in the world
130	Gender inequality in Pakistan
131	Conflict of Kashmir, its history, situation post revocation Article 370 and 35-A
132	Remittances and its impact on Pakistan economy
133	Space exploration; development of space technology from historical perspective

134	Remittances and money laundering and its impacts on Pakistan economy
135	Aligarh movement
136	The end of Mughal Empire; causes of decline
137	Islam and orientalist
138	Minority rights
139	History of Police post colonialism
140	Rising ratio of divorce in Pakistan? Reasons and solution
141	Use of Social Media for news and protests information
142	US-China trade war and future of their relation
143	The fall of Srilankan economy
144	The Dark Web
145	Use of AI and DNA sequencing in solving criminal cases
146	English Literature vs Pashto Literature with respect to "Kubla Khan" and "My Palace".
147	Cyber security threats in Pakistan; causes, challenges and way forward.
148	Corona Virus, reality vs perception
149	Constitutional Development in Pakistan
150	Political turmoil in 21th century.
151	Detection of Heavy Metals in soil of Peshawar City and its Effects on Humans
152	The problems of Debts in Pakistan
153	Animal Rights in Pak
154	Civil Military Relation and its effects on Judicial / Political System
155	Artificial Gravity
156	Covid-19 and its impact on Pakistan economy

157	E-Governance in Pakistan
158	Literary contribution of Police Officers
159	National single curriculum
160	Raymond Davis case: Analysis
161	Urbanization and Crime
162	Causes of energy crises in Pakistan
163	Are we moving towards fascism as a state?
164	Students Politics and its Role in Universities
165	Media Business
166	Modern Poets of Pashto literature
167	Religious intolerance in Pakistan
168	Police corruption and accountability in Police
169	National Security Policy (2022-2026)
170	A review of Pakistan Society of criminology
171	Evaluation of Judicial activism and its impacts on Pakistan
172	Marketing of livestock and livestock products in Pakistan
173	The role of multi factor productivity in Pakistan and comparison with other South Asian economies
174	Who wins in Wars? Is Arms selling a global profitable trade?
175	Child Labor
176	English translation of Pashto poetry
177	Juvenile Delinquency and Rehabilitation
178	The role of two Nation Theory in creation of Pakistan
179	Railway structure of Pakistan

180	Pak-Iran Gas Pipe Line Project
181	What are effects of prolonged steroids, on Human Body?
182	Corporal punishment in schools
183	Floristic studies and composition of Tarnab Farm
184	Indo-Pacific strategy, its impacts on Pakistan
185	Role of Police in recovery of stolen properties
186	E-Policing
187	Significance and drawbacks of Kartarpur Corridor
188	Teaching and learning methods
189	Democracy is a best form of governance
190	Bio-Medicine and its prospects in Pakistan
191	Billion Trees Tsunami, A step to a forestation
192	Effects and result of Karachi Operation
193	Why Cultures Dominate other Cultures
194	Are women more Intelligent than Men
195	Crime reporting in ethical perspective
196	Why common man is psychologically imbalance?
197	Wildlife Protection in Pakistan
198	Racism, a global ethical flaw
199	The rising economy of Bangladesh
200	The Political and Social services of Sanobar Hussain Kaka G
201	Normal cars vs hybrid cars
202	Robotic Revolution

203	Parliamentary Form vs Presidential Form in Pakistan
204	Smuggling of Animals across the World
205	Unified Power Factor Controller
206	Drone Technology; Design of drone Surveillance Cameras, X-Ray Cameras, IR Cameras and Metal Detectors
207	Development of democracy in Modern Ages
208	Can dictatorship ensure Human Rights
209	National Heritage and its protection
210	Harmful effects of drugs and smoking and its prevention
211	5G Technology
212	Dispute Resolution Council & its effectiveness
213	English Newspapers and Periodicals in Pakistan
214	Digital Marketing
215	Comparative analysis of Police Order 2002 and Police Act 2017
216	Intelligence system; A case study of Special Branch
217	White Collar Crimes and role of FIA
218	Secularism in India , Myth And Realities; a case study of Mod: Regime
219	Judges appointment Mechanism in Pakistan
220	Gas exploration is Pakistan
221	Causes of Kidney stones and its prevention
222	The role of literature in controlling extremist tendencies
223	The life and works of Syed Ameer Ali
224	Bullying in Educational Institutes
225	The life and achievements of Albert Einstein

226	Hybrid War
227	Transparency and accountability for Governance in Pakistan
228	Economic Challenges facing by Muslim-e-Umah
229	History of Police in Indo-Pak (pre-partition)
230	Impact of Climate Change and case study of Flood 2022
231	Reuse of Waste Water in Construction Industries
232	Literacy and illiteracy in Pakistan
233	The services and achievements M.Y Orakzai
234	The life and services of Dr. Pervez Hood boy
235	Problem facing to police in criminal investigation and its impacts on conviction rate
236	Role of IMF in international economics
237	Life and achievements of Dr. Abdul Qadir Khan
238	Glaciers and its effects on population
239	The sufi and political role of Pir Baba
240	The world in 21st century
241	Decline of Hockey as National game
242	Industrial evaluation in Pakistan and present Industrial Crises
243	BLA and Pak Army, its effects on Baluchistan Issue
244	Transport system in Pakistan
245	Sources of Energy
246	Leadership, its theories and characteristics
247	Study of domestic violence in Elif Shafak's "Bastard of Istanbul"
248	Reports by Global think tanks, An analysis

249	A meta analysis of How teaching strategies a fact students' attitude and motivation
250	Role of Artificial Intelligence in Police Department
251	Conversion of solid waste into useful products
253	Steps towards liberalism by kingdom of Saudi Arabia
254	Yemen-Saudi conflict
255	Artificial Flavors
256	Iran-Israel conflict
257	Women rights situation in Afghanistan after Taliban take over
258	Transgender rights, Transgender Act 2018
259	Internal security challenges to Pakistan
260	Historical narrations of Juma Khan Sufi and its counter arguments
261	Alleviation of poverty in Pakistan; a critical analysis
262	Management, its theories and characteristics
263	US-Russia Cold War Era
264	Orphan Education in Pakistan
265	Fruits Cultivation in Swat Division
266	The role of Police in epidemics
267	Unemployment in Pakistan (since 1947 to date)
268	Robot Generation; A threat to human beings
269	Crowd Control in Mega cities
270	Inflation in Pakistan, Effects of inflation on economic growth
271	Role of psychology in investigation
272	Life and literary contribution of Josh Maleeh Abadi

273	The writings of Arundhati Roy; A Critique
274	Shakespeare as poet and dramatist
275	Police and different policing models
276	Reko Diq and Saindak Project; An evaluation
277	Alarming rising usage of Narcotics and drugs
278	Criminal Justice System
279	Child Marriages
280	Poor Judicial System in Pakistan
281	Waste Water Treatment
282	Role of IT in daily life
283	Overview of Ayub Khan era
284	Social, Psychological and biological causes of crime
285	Causes of rising divorce ratio in Pakistan
286	Science & technical education in Pakistan
287	Islamization by Zia
288	Protection of wildlife
289	Sahaba, the companians of the Holy Prophet (SAW) in Pakistan

مورخہ 14 دسمبر 2022ء کو PASI کے ساتھ تحقیقی مقالات کے عنوانات پر دربار کی تصویری جھلکیاں

مورخہ 07 دسمبر 2022ء کو شہید محمد یوسف اورکزئی کمپیوٹر لیب برائے خواتین
کے افتتاح کی تصویری جھلکیاں

یومِ قائد - 25 دسمبر 2022ء

"قائد کی سیاسی بصیرت اور انسانی حقوق"

رپورٹ: PASI ھاجرہ قریشی اینڈ ٹوبیہ

اس سال یومِ قائد کے حوالے سے ایک پُر وقار تقریب بروز جمعہ بمطابق 23 دسمبر کو پشاور میں منعقد ہوئی جس کا اہتمام اکادمی ادبیات پشاور نے کیا تھا۔ صدرِ مجلس کے طور پر کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب کو مدعو کیا گیا تھا۔ سیمینار کا عنوان تھا "قائدِ اعظم کی سیاسی بصیرت"۔ جناب کمانڈنٹ صاحب نے تاریخی حوالوں سے قائدِ اعظمؒ کی قبل از تقسیم اور بعد از تقسیم سیاسی بصیرت پر تفصیلی بحث کی اور قائد کے ارشادات کی روشنی میں موجودہ سیاسی و آئینی مشکلات کی طرف اشارہ کیا کہ آج بھی قائدِ اعظم بابائے قومؒ کی بصیرت اور دروں بینی سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ تقریب سے پروفیسر اسلم تاثیر، پروفیسر قاسم محمود بنوی، محترمہ بشرح فرخ، پروفیسر ستار خان لواغری، عزیز اعجاز، پروفیسر اسیر منگل اور پروفیسر نصرت نے بھی خطاب کیا۔ نظامت کے فرائض پروفیسر قدرت اللہ خان خٹک اور میزبانی کا فریضہ خان بادشاہ صاحب ریجنل ڈائریکٹر اکیڈمی ادبیات پشاور نے انجام دیا۔ تقریب میں پی ٹی سی ھنگو سے منتخب مرد اور خواتین ٹرینیز اور سٹاف نے بھی شرکت کی۔

بروز اتوار 25 دسمبر 2022ء کو یومِ قائد کے حوالے سے دوسری بڑی تقریب پی ٹی سی ھنگو میں منعقد ہوئی جس میں ہر کورس سے منتخب ٹرینیز نے شرکت کی۔ کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو نے قائدِ اعظم کی سیاسی بصیرت، ڈسپلن، ایفائے عہد اور قائد کے انسانی حقوق کی پاسداری کے حوالے سے فکر و نظر پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ تقریب سے مختلف ٹرینیز نے بھی حیاتِ قائد کے حوالے سے تقریریں کیں جن میں حامد حسین PASI، فرحاد احمد PASI، عزیر خالد PASI، محمد سفید PASI، ارشد خان PASI، محمد مدنی PASI، سلمان احمد PASI، جنید PASI، مصبح اعوان PASI، سعدیہ، بشریٰ بی بی، مقدس بی بی لیڈی ریکروٹ اور عطاء اللہ اِنٹرمیڈیٹ کورس شامل

تھے۔تقریب میں عبیداللہ PASI، ضیاءاللہ PASI، ساجد محمود PASI اور زنیرہ، عالیہ لیڈی ریکروٹ نے ملی نغمے پیش کیے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض اریب عامر ASI، زنیرہ، قرۃ العین اور موسیٰ کلیم PASI نے سرانجام انجام دیئے۔ تقریب میں ڈی ایس پی ایڈمن ارشد حسین، ڈی ایس پی باروز خان، ایڈمنسٹریشن کے افسران اور رضوان اللہ ریڈرٹو کمانڈنٹ کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں سٹاف اور زیر تربیت جوانوں اور افسران سمیت خواتین پولیس نے بھی شرکت کی۔تقریب کے اختتام پر تقریب کے مقرّرین نے کمانڈنٹ پی ٹی سی جناب فصیح الدین اشرف کے ہمراہ گروپ فوٹو بنوایا۔

اکادمی ادبیات پشاور کے زیر اہتمام 23 دسمبر 2022 کو پشاور میں منعقد ہونے والی پُر وقار تقریب کی تصویری جھلکیاں۔
صدرِ مجلس کے طور پر کمانڈنٹ پی ٹی سی ھنگو ڈاکٹر فصیح الدین اشرفؔ صاحب مدعو تھے۔

بروز اتوار 25 دسمبر 2022ء کو یومِ قائد کے حوالے سے پی ٹی سی ھنگو میں منعقد ہونے والی خوبصورت تقریب کی تصویری جھلکیاں

محمد علی جناح

محمد علی جناح

محمد علی جناح

محمد علی جناح

عزت مآب شہید محمد یوسف اورکزئی صاحب

سابق آئی جی پی شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا) کی چند یادگار تصویریں

د پښتو برخه

فصیح الدین اشرف دے خدائے لری

په قام باندی ژوندے دے هم د قام د پاره مری
فصیح الدین اشرف د خدائے لری

د اخلاقو نمونه ده ښه ښکلے یی کردار دے
په مړانه کښی دے زیات د شاهین او د زمری

په خپل قام پسی سوات ته هم دیر ته تلے
د قام په پر مختگ یی زړه ته راشی قراری

اغیارو ته یی تل په کړه سترگه کتلی
اغیار خو یی په سر منی مړانه بهادری

همت یی دکیمور دغره لوړ وی په هر وخت کښی
عقل د لقمان لری زړگے سکندری

ښه اوچت افسر دے ځان ښودنه پکښی نشته
ساده ملنگ انسان دے خوښوی قلندری

هدایت یی صفتونه په دایره کښي څنگه گیر کړم
صفات د فصیح الدین اشرف تل به وی جاری

فصیح الدین اشرف دے خدائے لری

اُتمان خیل

چی پښتو ته یی بخښلے خپل الهام دے
سربراه زما د ستر اتمانخیل قام دے

د خپل قام په اتفاق ډیر خوشالیږی
ورپسی چی ګرزیدلے ګام په ګام دے

په ادب کښی یی ثانی چرته کښی نشته
په پولیس کښی هم ښکاره په لوړ مقام دے

دجنون چپی کتاب کښي یی حدونه کړی خلقه
صحرا کښی آذان یی هم په خکلی نام دے

هدایت به یی تل په اشعارو کښی ستایمه
ځکه اوس می پری لیکلے دا کلام دے

سربراه زما د ستر اتمانخیل قام دے

1935

THE LITERARY AND ACADEMIC MAGAZINE OF PTC HANGU

Taigh o Qalam

Volume 3 Issue No. 5 & 6

PTC –Hangu, All Rights Reserved

"TAIGH-O-QALAM" VOLUME 3, ISSUE No.5-6

Editor in-chief	Sohail Jehandad Naqeebi
Composing & Designing	Sohail Jehandad Naqeebi
Quantity	5000
Coordinators	Arshad Hussain DSP/Admin, Baroz Khan DSP/CLI, Imtiaz Khan R.I, Israr Khan Line Officer, Rizwan Ullah Reader to Commandant
Supervisor	Shah Jahan Khan Durrani Deputy Commandant
Patron In-Chief	Dr. Fasihuddin Ashraf Commandant PTC Hangu Founder Pakistan Society of Criminology
Publication Date & Place	31st December, 2022. PTC Hangu

Respectable Readers!

All columns and articles in this academic general are included in good faith and for information only. No stone has been left unturned to ensure the correct use of words and sentences and to avoid misinformation from being prevailed. Besides this in case of any mistake no bad intention of the editor and writers is involved. Columns and essays are based on personal views of the writers and the College is not responsible for their opinions/views.

Note: Due to some unavoidable reasons, the previous two issues are being published in one volume. Therefore, this publication may be considered as an Annual Publication.

SOHAIL JEHANDAD NAQEEBI
Editor In-chief Taigh-o-Qalam

Message

of

Mr. Moazzam Jah Ansari,

Inspector General of Police,
Khyber Pakhtunkhwa

Good remembrance! When, on March 23, 2022, I visited PTC Hangu on the occasion of Annual Passing Out Parade, a passion was newly born in my heart. I felt as if I were also a part of the police officers going to be passed out that day. I recalled the advice of Maulana Altaf Hussain Hali, when I looked at the police officers standing in straight lines actively and full of passion; the advice was that only the youngsters can rise to tackle the issue. They should do their best for achieving the knowledge of science and technology and get modern education. I had told this to the police officers just to make them realize their purpose of creating a peaceful environment for the common man, to sacrifice even their very lives for such peace and the integrity of the country, to hate crimes, to love peace, to put the criminals behind the bars and to stand by the helpless. The same thing is demanded from the police by the Constitution, law, police department, government and the public, and this is a very just demand. That is the only reason why a good chunk of the tax payers' money is spent on police department which must be in our minds. We are accountable not only to the law of the land but also to the Almighty ALLAH and to our conscience as well.

When the Commandant, PTC, Dr. Fasihuddin Ashraf was administering oath to the police officers, my heart would shiver out of fear of imagination of disloyalty to this huge and sacred promise that if we don't keep our word, no one will trust us and we will lose our credibility. I mentioned this in my speech particularly to make

you understand the importance of reaffirmation of oath and the responsibilities that fall on our shoulders as a result. Training is an important wing of the police but I am sorry to say that there are only few officers who take interest in it.

The responsibility of imparting of training not only tries ones' patience but also requires commitment, honesty, sincerity and sacrifice. Without studying human psychology and sociology and without experience and a good deal of critical thinking for years, a teacher can't do justice to the profession of teaching. It is not an easy task to keep oneself abreast of legal, behavioural and social sciences and of day to day inventions and discoveries. A teacher has to study a lot first and then to teach to the students. The resources that a training institute requires are not yet available to us. I also admit that the police officers connected to the department of training are not rewarded any incentives. Despite all this, I am proud that with the help of hard work of many successive years and personal ability of the teaching staff of PTC in general and the Commandant PTC, Dr. Fasihuddin Ashraf in particular, this training institute has been a seat of great learning and illumination. I personally appreciate the teachers and administration of PTC and I pray for the up-gradation of this College to the level of a university in the coming years.

Preface

National Development and Commitment in Perspective of Police Training and Education

Nothing can bear fruitful results in this world until done with whole-heartedness, reposeful contemplation, sincere intention and commitment. Work done with perseverance and commitment has also been praised in a Hadith of the Holy Prophet (SAW). There has always been scarcity of resources and hardships to be faced while achieving an objective. To reach one's destiny, one has to pass through the thorny path of troubles. The nations that bravely bear the toils and readily make sacrifices surely attain their goals successfully. Such sacrifices are neither temporary nor piecemeal, rather they require continuity and commitment. In the police department, we have very highly professional, qualified and sophisticated police officers. Without going in detail of other hurdles, the officers have no chance of working in one and the same place wholeheartedly and with full commitment. It is one of the reasons why despite their individual and institutional potentialities, no visibly social impression is seen that may reflect the prowess they have. Some officers have their hearts set on coveted postings while others have to fall prey to institutional and political incompatibility. This cause may have other causes but that is a different discussion. However the ultimate meaningful results of working in a particular institution or unit with trust, sincerity, commitment

and wholeheartedness for many years successively may not be borne by just working there for a short period of time, like working in one district or range for six months and in another one for another six months or one year. Such kind of transfers and postings may be meant for entertainment, but the experience and knowledge with the help of which fundamental reforms are introduced in institutions, that change the very skeleton of that institution cannot be attained with such frequent shuffling and reshuffling.

Same is the case with police training institutions also. With the grace of ALLAH Almighty some of the projects that were started in my first posting (2016-2017) as Commandant Police Training College, Hangu had to be completed in my second and third posting subsequently. The reforms introduced at educational level and the beautification in infrastructure are the outcome of my three years long commitment along-with my team, the teaching staff and administration of PTC. We fulfilled the deficiency of resources, time and institutional hurdles with our sincerity and integrity. I proclaim that if the rare resources of commitment, sincerity, integrity and honesty are there, hurdles forthcoming on the way become meaningless. Sincerity of hearts, the passion for making sacrifices and transparency are the most important resources. Where there is apathy, corruption and dishonesty there will be no progress but deterioration in the nations. May this institution keep on making progress in the same manner and may the transparent, blessed, disciplined and high-standard environment remain so forever. Ameen! Pakhtunkhwa Police Zindabad, Pakistan Paindabad.

Dr. FASIHUDDIN (PSP)
Commandant,
Police Training College, Hangu
20th December 2022
جمادی الاول ۱۴۴۴ھ

THE LIFE OF MY FATHER AT A GLANCE

Dr. Nasar Orakzai

Muhammad Yousaf Orakzai was born on the 1st of December 1922 to a family of Orakzai notables. His father, Ali Asghar Khan was also a Police officer in the British India, later served as the commander of Amb State Forces, the region presently part of Khyber Pakhtunkhwa.

In the picture below: Ali Asghar Khan is close to left shoulder of Field Marshal Sir Claude John Eyre Auchinleck, Commander in Chief of British India, reviewing soldiers Amb State Guard Darband,1941.

He received his primary school education in Peshawar and did his Matric while studying in Haripur, securing First Division, which was a notable achievement in

those days. Based on the excellent Matric result, he was eligible and desired to get admitted to the prestigious Government College Lahore in the pre partition India. However, he was made to join Edward College Peshawar instead, against his choice. This decision was based on his elder brother's advice and which he remained unhappy about.

From his childhood, he was known to have an intelligent mind, involved in constructive activities, having several hobbies like stamp collection, music (even learnt playing violin), photography, painting and reading. The later three hobbies he continued for the rest of his life. To keep himself physically active, he played Golf for a long time and walked daily, till the end.

After getting his bachelor's degree, he was selected for training to join the British Indian Army as a commissioned officer. At the age of 22 in 1944, he passed out as second lieutenant and then joined the Frontier Force Regiment (Piffers).

He used to fondly recall his time in the British Indian Army, particularly his interaction with the English fellow officers. During this time, he also served in Burma to prepare against the potential Japanese advance from the East and was thus awarded the Burma Star, which was part of the medals he wore.

Upon the partition of the sub-continent, Mr. Orakzai opted to join the Pakistan Army and was posted to the Piffers regimental centre Abbottabad. But soon thereafter, he took the Police Service of Pakistan(PSP) exam and on his selection to the service, was sent to the *Pakistan Police Academy* at *Sharda,* Rajshahi in the then East Pakistan.

The reason given by him for the change of the career was the slow promotion in the Army at that time. His father was not pleased with this decision and ignored him for 6 months as he felt that Army was a more honourable profession.

After passing out from the Academy, he spent a year as Assistant Superintendent Police (ASP) under training form Jan. 1950 to Jan 1951. His first posting following completion of his training period was ASP Peshawar Cantt.

Over the course of his career, he served as Superintendent of Police in 11 Districts and Deputy Inspector General of Police in 7 Divisions of Pakistan. He also served as Senior Assistant Director Intelligence for two years, was Inspector

General of Police for the provinces of Sindh& NWFP, Chairman Pakistan Narcotics Control Board, Inspector General Special Police Pakistan, Founder DG of Federal Investigating Agency (FIA), N.W.F.P and Inspector General Highways Safety, Ministry of Communication Government of Pakistan.

HIGHLIGHTS DURING HIS CAREER:

- When passing out as the second lieutenant from the Army Officer's Training School, he was awarded the Commander in Chief Stick, which was for the second-best cadet after the Sword of Honour for the top cadet.
- On his posting in the Pakistan Police as an ASP Peshawar City, he formed the "Islahi Committees" which remained functioning effectively for a long time
- After a period in FC, he was selected for further training at the Royal Canadian Mounted Police (RCMP/ "Mounties") in Regina, Saskatchewan, Canada. Where he commanded the passing out parade of the foreign trainees (a psychologist's assessment at the RCMP Academy about him was: "I am shocked that you were in the Army and stunned that you are in the Police", probably meant that his aptitude was for other careers but despite that, he excelled in the forces because of his hard work & dedication)
- As SP Lyallpur (now Faisalabad) he, with the help of local "Ulema" cleaned up the red-light area by getting the dancing girls married and arranging for their marriage expenses. (This was told to me by our mother and one of the old "Tableghee Jamat" persons was also heard praising his tenure for the good deeds performed as SP Lyallpur)
- While heading Karachi/Sind Police, he developed a "Striking Force" which was meant to deal with the strikes etc. The force was trained and equipped to deal with such situations. This was also meant to keep the conventional police out of confrontation events like strikes etc, so that its image is not tarnished among the masses. (If I recall correctly, the Federal Security Force/FSF was formed with the model of the striking force in mind, during Prime Minster Mr. Bhutto's tenure)

- He became Additional IG/Karachi/Sind in 1971 and IG Sind in 1972, which about 12 & 11 years before his retirement respectively. (I believe he superseded several officers when promoted to the rank of an IG. Apparently, this favour was done by the newly elected Prime Minister because, while being DIG Karachi at the time of election, the election was conducted in a very fair way and noted by Mr. Bhutto as well)

- After being IG Sind, he was posted as Chairman Narcotics Control Board to control the Narcotics production in Pakistan and its effect on the West. The USA had been asking Pakistan Govt. to curb this menace.

  He convinced the world powers that just by eradicating its production by force would be difficult and unfair. The affluent world nations finally agreed to provide funds to provide alternate source of livelihood (agriculture, cattle farming, industry etc) to the poor area of Pakistan which would eliminate the sources of narcotics in a civilised and fair way.

- PM Bhutto then wanted an organization like FBI so posted him as IG Special Police of Pakistan. To transform the Special Police into FIA, he was sent for a certain period to the USA FBI headquarters, to observe their system, and so on his return from the US, FIA was founded, and he was its first Director General.

- Soon after his appointment as IG Special Police in 1974, he was promoted to the BPS Grade-22, which was about 9 years before his retirement, probably again superseding many fellow officers.

- On Hayat Khan Sherpao's assassination in 1975, Mr Bhutto asked him to conduct an enquiry to investigate this shocking and sad event. While conducting the enquiry, the PM transferred him to NWFP as the IG of the Province to handle the deteriorating law and order situation of the province at the time. (I recall my father not being happy to be transferred back to a uniform job as he preferred staying in Islamabad, where in addition to his work he had time to himself, indulging in his hobbies of painting, reading, writing and long walks. I also felt that he was happier in jobs where there was innovation, requiring new ideas and leading to progress)

- As IGP NWFP for about 2 years, he was informed of being appointed as Federal Secretary Interior, which he was very pleased about, but then the 1977 political crises and Military coup d'état deferred this appointment.

  Gen.Zia-ul-Haq had also much regards for him, as Gen. Zia had known him when he was DIG Multan, where Gen Zia was a Colonel. So, when all the IGs of provinces were removed and replaced, he was asked to continue as IG NWFP.

- After serving as IG NWFP for 5 years, he requested to be given a post in Islamabad. President Zia met him for this request and very reluctantly transferred him to Islamabad, saying to him "Orakzai Sb, I had hoped that you would continue in uniform job till I am in office"

- In 1980, President Zia transferred him to Islamabad as IG Highways and asked him to develop a National Highway's Police. After working hard on the project, he presented it to the President Zia, but the provinces opted to have provincial motorway's police and asked the Federal Govt. to give them the money for it, which apparently never took off as was desired. (When later the Federal Govt. finally decided to develop the present motor ways police, he would say that it is now costing the government. many times more than when he had planned it initially)

- While still holding the office of IG Highways, Government of Pakistan sent him for some time to Zimbabwe as advisor, on the latter Government's request, to help improve the services of their Police Force but was called back by Pakistan Govt. to be re posted back to NWFP for a second term.

- Since leaving as IGP NWFP, his absence was strongly felt by the then Governor and MLA, Lt Gen. FazleHaq, so he was re-appointed as IG NWFP, with extension of 2 years after reaching his superannuation.

AWARDS DURING GOVT. SERVICE:

Prominent among the awards were:

Sitara-e-Khidmat, Quaid-e-Azam Police Medal and the Pakistan Police Medal.

WELFARE WORK:

DURING GOVT: SERVICE:

- Took much interest in providing standard accommodation to the Jawans of Police. Even the present-day large block of residence close to Parade Ground in the Peshawar Police Lines was erected in his tenure. Similarly, many building housing the Police personnel were up graded (he would say that rather than spending resources on constructing Police Rest Houses/Clubs and higher official's houses, it was more just to do something for the welfare of lower ranks)
- Police Colonies in Peshawar and Abbottabad (the former was for all ranks and the land for it was given to Police on special request to President Zia)
- British times Police Hospital Peshawar was renovated, and a new block (Orakzai Block) was made with the help of philanthropists, which now has been replaced by new Services Hospital

AFTER RETIREMENT:

As his nature was, he wanted to stay involved in some constructive activity so founded a voluntary Pakistan Environmental Protection Foundation (PEPF). He began developing it single-handly, but soon his friends and likeminded joined him and at the time of passing away, it was a well-established set up contributing to:

- Awareness against rising environmental pollution by involving govt. agencies, media, and general public (including school children)
- Taking measures to control it
- Yearly tree plantation campaigns

SERVICE RECORD

Position	Department	Year
Commissioned Officer	Army	1/11/1943 – 5/1/1950
Asstt: Supdt: Police under trainings	Police	6/1/1950 – 30/1/1951
ASP Cantt: Peshawar	Police	1/10/1951- 29/1/1952
ADOFC Bannu	F.C	30/1/1952 – 21/1/1953
DOFC Peshawar	F.C	22/1/1953 – 30/9/1953
DOFC Shabgadar	F.C	1/10/1953 – 1/1/1954
Karachi Special Duty	F.C	1/1/1954 – 13/1/1954
DOFC Hangu	F.C	14/1/1954 – 19/2/1954
Training in Canada	-	20/2/1954 – 30/6/1954
ASP/City Peshawar	Police	9/8/1954 – 30/3/1955
DOFC Bannu	F.C	31/3/1955 – 8/7/1955
SP/Bannu	Police	9/7/1955 – 3/7/1956
SP/Kohat	Police	4/7/1956 – 4/10/1956
SP/ Sargodha	Police	5/10/1956 – 15/10/1958
Asstt: DirectorI.B.Quetta	I.B	6/10/1958 – 15/2/1960
SP/Gujrat	Police	16/2/1960 – 25/2/1961
OSD CPO,Lahore	Police	26/2/1961 – 6/3/1961
SP/Gujrat	Police	7/3/1961 – 20/4/1961
SP/Lyallpur (Faisalabad)	Police	22/4/1961 – 22/10/1961
SSP Lahore	Police	23/10/1962 – 23/5/1963
SP/Jhelum	Police	24/5/1963 – 13/7/1964
D. I.G. Quetta	Police	14/7/1964 – 27/2/1965
D. I.G. D. I. Khan /Sargodha	Police	28/2/1965 – 11/10/1966

D. I.G. Multan / Bahawalpur	Police	11/10/1966 -10/4/1969
D.I.G. Karachi	Police	11/4/1969 – 20/7/1970
Addl: I.G. Karachi	Police	21/7/1970 – 4/1/1972
I.G.P. Sindh	Police	5/12/1972 – 21/2/1973
Chairman PNCB Islamabad	Police	28/2/1973 – 27/5/1974
Chairman Pakistan Benevolent Fund	Federal Govt.	28/5/1974 – 1/8/1974
I.G.P. Special Police Estt: Div. Rwp	Police	13/8/1974 – 12/1/1975
Director Gen: FIA, Islamabad	FIA	13/1/1975 – 17/2/1975
I.G.P. NWFP	Police	19/2/1975 – 13/7/1980
I.G.P. Highway Islamabad	Police	14/7/1980 – 17/9/1982
I.G. P. NWFP, Peshawar	Police	18/9/1982 – 18/12/1983

SYSTEM OF POLICE IN PAKISTAN

AN INTRODUCTION

Kamran Adil (PSP/DIG)

Pakistan is a federation as per its constitution. This federal nature has resulted in division of work between the federation and the provinces. As far as the criminal justice system is concerned, as the criminal law, criminal procedure and law of evidence are 'concurrent' subjects for legislation within the scheme of the constitution (as per articles 142 and 143), therefore, two criminal justice system streams can be discerned in the country: one is the federal criminal justice system and the other is the provincial criminal justice system. There appears to be a lot of confusion about understanding the contours of the very system that many wish to reform. It is, therefore, in order that this point be stated in so many words to ward off any misperception. The implication of concurrence of the subjects of criminal law, criminal procedure and law of evidence is not fully appreciated by many leading to the popular perception that implementation of human rights and police related matters is sole domain of the provinces. Unfortunately, this misperception of expecting police and criminal justice system reforms from provinces has perpetuated over period of time and many suggest prescriptions that do not take into account the role of the federation in the criminal justice matters. While analyzing, many ignore the constitutionality of criminal law, criminal procedure and law of evidence on this important point; the important question that must be asked is that if the criminal justice is a provincial subject, why the federation has enacted laws like the latest Torture and Custodial Death (Prevention and Punishment) Act, 2022, the Anti-Rape (Investigation and Trial) Act, 2021, the Juvenile Justice System Act, 2018 and many other laws that cover the criminal law and procedural part of the criminal justice system. In this backdrop, the very architecture of every component of the criminal justice systems both at the

federation as well as the provincial levels must be separately understood to prescribe constitutionally compliant and legally sustainable reform agendas for reforming the criminal justice system. With this premise, the anatomy of police system will be examined here to inform the public policy considerations on offering a better justice system for the country.

First, the semantics. The terms 'police' and 'policing' are often interchangeably used. This must be noted that the Handbook of Criminology published by the University of Oxford distinguishes between 'police' and 'policing'. While 'police' is the name of an organization, 'policing' is the function. The distinction implies that policing function is being discharged by many governmental organizations along with full time police organizations. For example, the officers of food authority like the food inspectors inspect quality of food, the drug inspectors of health department are carrying out policing insofar as the drugs are concerned. In contradistinction, full time police officers of a police organization carry out general policing by implementing the general criminal law.

Second, there are provincial, territorial and federal police organizations. Thus, there are four provincial police organizations i.e., the Punjab Police, the Sindh Police, the Khyber Pakhtunkhawa Police and the Balochistan Police. Then there are three territorial police organizations of the Islamabad Capital Territory Police (ICT Police), the Gilgit Baltistan Police and the Azad Jammu and Kashmir Police. At the federal level, there are the Federal Investigation Agency (FIA), the National Highway and Motorway Police (NHMP) and the Railways Police. Then there are specialized police related establishments like the National Police Bureau (NPB) and the National Police Academy (NPA) under the Ministry of Interior and the National Counter Terrorism Authority (NACTA).

Third, each police organization has its own law. The matter of constitutionality of police as a subject of legislation resurfaces quite frequently before the Supreme Court of Pakistan due to politics of policing in Pakistan. The moot question before the Court is whether, after the Eighteenth Constitutional Amendment, the provincial police is a concurrent, or a purely provincial legislative subject. The present position is that, as of December, 2020, the Punjab Police is being governed by the Police Order, 2002, the Sindh Police works under the Sindh (Repeal of the

Police Act, 1861 and the Revival of the Police Order, 2002) Act, 2019, the Balochistan Police operates under the Balochistan Police Act, 2011 and the KP Police under Police Act, 2017. It must be noted that after passage of the Twenty Fifth Constitutional Amendment, and the resultant mainstreaming of the erstwhile Federally Administered Tribal Areas (FATA) and Provincially Administered Tribal Areas (PATA), the personnel of the Levis Force and the Khasadar Force have been obligated to perform duties as required by the KP Police Act, 2017 after reconstituting them under the KP Levis Force Act, 2019 and the KP Khasadar Force Act, 2019. The specialized territorial police organizations in the ICT, AJK and the GB work under the Police Act, 1861. The issue of application of the Police Order, 2002 to the ICT is subjudice before the Islamabad High Court for couple of years now. The FIA operates under the FIA Act, 1974 while the NHMP has been constituted under the National Highways Safety Ordinance, 2000.

Four, the law related to policing powers of registration of criminal cases, stop and search, arrest and investigation is contained in the archaic Code of Criminal Procedure, 1898. The criminal justice processes that affect functioning of police organizations must be updated. The design and architecture of the Code must be rethought for better service delivery. The process serving, mandatory time lines and collateral criminal justice processes need to be synchronized with modern IT based policing interventions. The legislative cover for storing citizens' data, its protection and its defined use must be prepared to ensure that rule based structures and processes flourish.

Five, there are over two dozen official efforts/reports on reforming police. These reports are inward looking and must be supplemented by policing reforms that review the criminal processes that affect the working of police organizations.

Six, the leadership of all the police organizations is vested in the Police Service of Pakistan (PSP), an occupational group of the Civil Service of Pakistan that should ideally specialize in internal security of the country. The legal basis of the PSP cadre is article 242 of the constitution that provides for All Pakistan Service that is to work for the federation and the provinces. The PSP cadre has to work closely with the provincial police officers to ensure that the federal and provincial linkages complement and strengthen each other for effective writ of the state.

Seven, in order to strike gender balance within police, for the last decade, women in police are increasing. The inclusion of women police officers in the rank and file of police is a welcome step. It not only ensures better service delivery for womenfolk, but also increases the access to justice possibilities for them.

Eight, the ubiquitous cybercrimes fall only in the domain of the FIA as per the Prevention of Electronic Crimes Act, 2016. This must be reviewed as the telecommunication related technology is being used in every form of crime from the child abuse to the auto-theft and from ordinary frauds to shooters' killings in urban centers. All the provincial police organizations must be empowered to register cases related to cybercrime.

Nine, the organized crime is an area that gets little media coverage in Pakistan. According to the United Nations Convention against Transnational Organized Crime (UNCTOC), the organized crimes comprise money laundering, trafficking in person, corruption and obstructing justice. In the context of Pakistan, terrorism, auto-theft, child pornography, human smuggling, ponzi schemes may be categorized as local organized crimes as these use the inter-district and inter-provincial ungoverned and unregulated legal spaces to thrive and affect a large number of citizens. These must be checked and controlled effectively to reassure the populace that the state is concerned about their life and property. Learning from international experience and utilizing the international legal framework of the UNCTOC, the international cooperation regimes of mutual legal assistance and cooperation between law enforcement may be led by the Ministry of Interior in coordination with provincial home departments.

Final point is that the global trend for keeping peace and tranquility in societies is to minimize conflicts that emanate out of injustice. One of the main sources of injustice, within the justice sector, is unequal treatment of citizens by law enforcement agencies. For example, the US, in the context of the Black Lives Matter movement, loudly spelled out the issue of injustice in the following words: '*over protected, less policed; under protected, more policed*'. The discourse on justice sector reform is, therefore, getting impetus from the issue of unequal treatment before the law. Pakistan needs to learn from this as its peace, law and order and sustainable growth depend on quality policing and fair justice system that can inspire confidence and trust of its citizens.

STANDING ORDER NO. 19

BY THE

INSPECTOR GENERAL OF POLICE, NWFP PESHAWAR

During my tour of Bannu, DI-Khan, Kohat district and PTS Hangu, guards of more than 40 Police personnel were presented on my arrival. This is most irregular and unwanted formality observed.

In future no extra personnel than the guard for protection duties will be posted at the rest houses and they shall not turn-out on my arrival and departure.

Similarly normal duties have to be assigned on the routes and no special arrangement should be made when I am passing through certain towns or localities.

Dinner and tea parties must be avoided as no one from us can afford it.

(M. Y. ORAKZAI)
Inspector General of Police,
NWFP, Peshawar.

No. 3401-25/C, Dated Peshawar the, 20.03.1975.
All Heads of Police Offices in the NWFP.

THE PLIGHT OF PROSECUTION

Dr. Syed Kaleem Imam

I had the 'honor' of being called by the court many times as a police officer. Once a prosecutor was pleading on my behalf. The honorable judge got upset and remarked that he would start contempt proceedings against me. I was stunned when the same prosecutor while observing the mood of the court also turned against me and stated that he would now be arguing against me and I should rather find some other counsel for my defense.

Our justice system is widely criticized by people from all walks of life. Sometimes the reflection is done in good faith, and at others it is tainted by political maneuvering. Nevertheless, many of these condemnations are unwarranted and are being made by people who are unaware of the true facts. No doubt the justice system of our country needs to be reformed which may lead to better interpretation of truths and decisions taken on these platforms.

Currently, the criminal justice system is comprised of five realms, the foremost being the provision of redress of its clientele - the public, which is served by four pivotal institutions: police, prosecution, judiciary, and prisons. Even though these institutions have their own manacles, the flaws in prosecution catch little attention.

Solving a crime is hard but proving the same in the court is the real challenge. 'Prosecution has an ethical responsibility not just to indict the defendant when he is guilty, but also to safeguard to get a verdict, which means fair trials both for defence and prosecution'.

In some jurisdictions, police and prosecutors work closely and prosecutors are even supposed to supervise and guide the police throughout the investigation process. Practically this liaison is a formality. Generally, neither prosecutors are involved in the investigation process, nor do they ever visit the scene to support the preparation of case files.

After the police conclude their investigation and decide to arraign the offender, only then the prosecutors get involved. Even though the prosecutors are consulted for their opinion regarding the availability of evidence during the remand stage, their role begins mainly once they receive a challan from the police.

In fact our prosecution department is predominantly carrying the legacy of colonial era and could be compared to present British system. One major distinction from the Crown Prosecution of England is that our prosecutor formally cannot drop a case at the pre-trial stage. Though few pragmatic prosecutors have the courage to accept only those cases that can be contested, discarding others and then proceeding independently. However, in countries like Germany, USA, and others the prosecutors legally are empowered to decide whether a case should proceed to trial or not.

In our country the authority is practically limited to magistrate and sessions judges under sections 249A and 265K of Code of Criminal Procedure (CrPC), 1898 respectively. Unfortunately these powers are mostly exercised after wasting years of precious time, which is a contempt of law. Police investigators have given up exercising Section 169 CrPC, to release the accused even when evidence is insufficient to excuse themselves from legal responsibility, thereby overloading the work of the prosecutors.

In the given legal framework under CrPC sections of 1898, the prosecution department has been limited to act as a post office between the police and judges. Therefore, laws concerning prosecution along with section 173 and 494 CrPC 1898 must be revised so that prosecutors may have freedom to drop a case if they see no probability of conviction. The ongoing legal conundrum faced by common men and even political leaders could have been different if an independent prosecution had the proposed authority and say in the matter.

Prosecutors and judges are appointed after going through the strenuous competitive exams with distinctive academic backgrounds. The failure to provide them with such necessary powers is tantamount to crushing talent and presuming they are not capable or competent. An amendment would assist judges in sharing their workload and in improving the country's conviction rate at the same time.

It is disappointing that prosecution department is miserably understaffed. On one hand, state-owned enterprises like PIA facing continuous losses, have the highest employee-aircraft ratios in the world, while on the other hand, the most critical part of the criminal justice system is suffering from acute shortage of human resources. The dearth of necessary infrastructure and basic logistics further worsens the plight.

The department's high-volume workload is mainly a result of power elites and daredevils filing false and engineered FIRs knowing they will be able to get away. The background usually is either to take out some personal vendetta or to show off their unbridled power to vulnerable segments of society. The effectiveness of the entire system is weakened due to such untrue complaints and litigations that eventually result in low conviction rates.

A solution to this problem is already lies in the current legislation since misrepresentation before public officers is criminalized under section 182 and 211 of the Pakistan Penal Code 1860. The need is to muster up the will to use it more often.

The fact that the salary of prosecutors is too low to maintain a reasonable living, forcing many to look for some other legitimate means as they compete with highest paid and high-profile defendant counsel cannot be underrated. Frequent travelling, lack of accommodation, and transportation are the factors that aggravate their misery.

Though Article 10A of the Constitution provides that every citizen has a constitutionally protected right to a fair trial and the constitution also requires the state to provide affordable and expeditious justice to its citizens under Article 37. In many cases, this leaves the common man without competent legal representation, while the defendant somehow gets advantage of it. Until and unless skilled legal brains are not recruited and retained with fringe benefits, the essence of the institution won't be preserved and the entire department will continue to slide.

No doubt that the role of prosecution is equally crucial as of judges, and their security is of paramount importance. Nevertheless, prosecutors are left at the divine mercy and are not provided with any reasonable arrangements. The assassination of the lead prosecutor for the murder of the former prime minister is a brutal act that cannot be forgotten.

The only way forward is to eliminate these ailments from our system by regularly evaluating administrative and procedural factors that lead to poor prosecutions. Law-abiding societies arrest and try suspects fairly. A fair trial is a right that everyone deserves. By simply building capacity, providing logistics and having 'will' we can ensure that no innocent person is ever deprived of their right to a safe and protected home. 'Only our mindset not our propensity will define our elevation'.

Dr. Syed Kaleem Imam
is PhD in Politics-IR and Ex-Federal Secretary-IGP
(Courtesy: THE NATION 12 Sep, 2022)

Commandant PTC Dr. Fasihuddin Ashraf
Discussing Individual Research Papers with Probationer ASI's
at PTC Hangu. November 23rd, 2022

THEN A TRAINEE, NOW A STAFF MEMBER

Arshad Ali A/CLI

I joined police department through Public Service Commission back in 2011. After getting selected one has to pass through basic training for a period of one year (called probationers course) to be able to perform official duty in the field. We were 115 police officers (probationers, generally called PASIs) including 5 female police officers in the batch. Our training session at PTC Hangu commenced in April 2011 and ended in April 2012. Before joining police, I was recruited as ASI through FPSC in Anti Narcotics Force (ANF) and I joined PTC Sihala for one year training. After spending about 04 months at PTC Sihala, I got selected in KP Police, so I had to resign from service in ANF and joined police department in January, 2011. While I was going through training (probationers course) at PTC Hangu, I would often compare both the training institutions i.e. PTC Sihala and PTC Hangu and would wonder why PTC Hangu is lagging behind in many respects. It would be injustice if even the most important ones are not discussed here.

Training staff particularly law instructors at PTC Sihala were law graduates. PTC Sihala would hire law graduates on adhoc basis for one year (extendible) and once hired, the instructors would then be trained for two weeks (like how to wear uniform, ranks and basic drills etc.) after which the law graduates would be called law inspectors. All the law instructors would be inspectors and that very thing (all being inspectors) gave a perception of uniformity. Most importantly, as they were basically law graduates, they had subject command. The other important thing was that as they were not police officers, they did not share any field experience with the trainees and thus pure police officers (and not infected ones) would join district police after completing their training. Only police rules would be taught by a police officer of inspector rank. On the other hand, at Police Training College, Hangu, the

law instructors were the police officers (mostly cadets) who were not law graduates nor they had educational background or teaching experience. Cadets are hard working and take keen interest in teaching is an admitted fact. The issue is only discussed to point out the difference and not to degrade the cadets.

There was another important difference I would often think about and that is visiting faculty. Professors, advocates, judges, doctors and police officers of senior ranks (retired and serving) would teach at PTC Sihala as visiting faculty. There would be no law classes on Friday, as this day was specified for visiting faculty. This would be a lecture of about three hours i.e. from 09:00 hours to 12:00 hours. On the other hand, PTC Hangu did not have any such program by then.

Another good thing at PTC Sihala was that messing and extra messing expenses of both trainees and staff would be borne by the government of Punjab. They had not to pay for what they ate etc. There was no any like facility at PTC Hangu. Support from government to a police training institute indicates that to what extent a government is serious in reforming police and it also reveals that the government owns the department.

In the same manner, living standards of both the trainees and staff were up to the mark. However, situation was different at PTC Hangu. This was what I would remain preoccupied with when I was undergoing training at PTC Hangu. When I joined PTC Hangu as law instructor in April 2022, I found PTC Hangu to be an improved and a better place.

The most important thing I found is that new subjects like computer science and English (functional) were included in the syllabus. Professors, doctors, judges, advocates and police officers of seniors ranks (retired and serving) have joined PTC Hangu as visiting faculty. Introduction of visiting faculty is one of the most significant steps taken to modernize the institute.

Another area of difference in PTC Hangu of 2011-12 and PTC Hangu of 2021-22 is that educated trainees are now assigned research topics. They conduct their research utilizing the available books in library and internet facility in CBT (Computer Based Training) Lab.

Police officers come here from different parts of the country not only for basic courses like recruit, lower, intermediate and upper college course but also for specialized courses like anti rape course, victim support officers course, customs inspector course etc.

As a ship that has no captain, no rudder and is left at the mercy of winds reaches nowhere because it is the captain who sets direction and keeps it sailing in that direction. In the same manner a training institute also needs a captain who knows what, when and how to do so that the institute is modernized to meet the requirements of modern world. As far as PTC is concerned, it has been put on right track. As already discussed, a lot of areas have been already improved. For example living standards at PTC Hangu are being improved. Main gate has been constructed as the College's main gate was in a pathetic condition. The main gate should be of grandeur as first impression is, said to be, the last impression. Grounds where training activities like physical exercises and parade etc; go on have also been upgraded and beautified. A stage has also been built where different programs take place. Wash rooms have been renovated and others have newly been constructed. Water coolers have been installed at necessary places. PTC Hangu has now well furnished barber & tailor shops. The construction work in PTC Hangu is still in progress in order to standardize living.

Official correspondence for one full basic pay as teaching allowance has been done, all formalities have been completed at departmental level and the process is going to be finalized very soon so that police officers willingly come to PTC Hangu on being transferred from different districts, keeping in view the incentive awarded as instruction allowance.

Last but not the least, the cosmetic change may be brought from without the training institute but real change in the behavior of the constabulary can only be brought from within the institute that is through modernized training. By ensuring better training environment, meaningful training can be ensured and reformed and professionally sound police officers will be released in the society who will be well equipped to serve the masses ultimately.

There is a humble suggestion. As the police officers are field officers and they have not got teaching related training or teaching experience from anywhere, that

is why they cannot prove themselves to be good teachers at all. For this purpose in mind, it is suggested that special teaching staff may be recruited. Recruitment to the posts of SI Legal and traffic wardens may be considered as precedent. In the same manner they may be trained as teachers for all training institutes of KP including PTC, Hangu. They may be recruited initially in the ranks of ASIS, SIS and Inspectors. A service structure may, later on be introduced so that after a certain period they are given promotion to the next rank. Thus law qualified teaching staff will be recruited as teachers. The teaching staff may not be trained like other police officers are trained so that they are not posted in the field. Thus their transfer and postings will be from one teaching institute to other only. The officers will be trained in the relevant teaching methodologies and basic drills etc. Thus the issue of inexperienced teaching staff will be resolved once for all and law qualified professional teachers will be teaching at all police training institutes. This will be the first formal step towards modernization of the training institutes paving way towards up-gradation of Police Training College, Hangu to the level of a university.

To conclude, I would like to elaborate that as there is always a space for improvement everywhere, there can also be further development and improvement in PTC Hangu also. The steps already taken to make this institute a better place of training for the police officers should be acknowledged. The administration should be facilitated by the government to the fullest extent. Funds should be allocated so that the teaching and visiting faculty can be hired and equipment purchased if needed to meet the requirements of the modern day. We should focus on educating the police officers as education is the most powerful weapon which can be used to change the world. Training institutes may be utilized to reform constabulary and by mobilizing civil society utilizing educational institutes, we can reform the minds of the people in general.

THE GREAT MUSLIM TEACHER & SCHOLAR

(Dr. Allama Muhammad Iqbal)

Farhad Ahmad PASI

Your Message is clear
Your insight is excellent
Your intention is sincere
You are called a legend
You are the poet of east
Your words have wisdom
My judgment is least

ایک ولولہ تازہ دیا میں نے دِلوں کو
لاہور سے تاخاک بخارا سمرقند

A glance of someone has elevated Iqbal, the people have been fascinated by Iqbal, O stars tell to where has departed Iqbal.

The Region of wisdom has easily been crossed by Iqbal, but the kingdom of love has been entrapped in Iqbal. it was Allama Muhammad Iqbal who appeared on the serve of this mysterious world with such a sensitive soul keeping the ability to probe deeper into the real nature, with the eyes for reaching beyond the blue skies and searching the secrets of eternity.

تیری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں کہ یہ چار سو بدل جائے
تیری دُعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دُعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

Iqbal led the Muslims of subcontinent out of danger of destruction earlier than they did. Iqbal Nojawan is a true Muslim Mard-e-Momin, Mujahid, Shaheen, and optimistic person who can pull the stars to himself. Iqbal says:

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

Iqbal Nojawan is a creative Nojawan. He is a "Shaheen" who hunts and Iqbal says:

وہی جہاں ہے تیرا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ وخشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہے

Iqbal had a unique graceful and matchless beautiful style of poetry both in Urdu and Persian language. No doubt he did not write poetry for the sake of poetry but to improve the status of man specially the Muslims of subcontinent. He says in a Persian Verse:

I seek no pleasure of song, My Poetry is a device by which I try to bring strayed uncontrolled camel of my nation to the herd.

A Poet has paid tribute to Iqbal in the following poem:-

لکھنا نہیں آتا تو میری جان پڑھا کر
ہو جائے گی تیری مشکل آسان پڑھا کر
پڑھنے کے لیے تجھ کو اگر کچھ نہ ملے تو
چہروں پہ لکھے درد کے عنوان پڑھا کر
لا ریب تیری روح کو تسکین ملے گی
تو قرب کے لمحات میں قرآن پڑھا کر

پیدا ہو تیرے بحر کی موجوں میں تلاطم

تو حضرت اقبال کے دیوان پڑھا کر

آ جائے گا اقبال تجھے جینے کا قرینہ

تو سرور کونین (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے فرمان پڑھا کر

I want to end my tribute in these words:

"He who does the extraordinary never dies. He who sweeps others' tears never cries. His name remains forever; he becomes a legend, he radiates and his shiny sayings become diamonds. He never gets worried, at sixes and sevens' "He buries in the grave; his soul stays in Heavens."

نہیں اقبالؔ نا اُمیّد اپنی کشت وِیراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

ONE AS BEAUTIFUL AS YOU

Ashraf Jahangir Qazi

CRITICALLY important national institutions always need persons who may be said to embody its aspirations, essence and experience. The Pakistan Foreign Service is one such institution. It has been fortunate enough to have had a select few who achieved such a standing in the estimate of their colleagues — and especially their younger colleagues. Among the very first rank of such diplomats was Dr Humayun Khan who passed away on Sept 22, 2022, at the age of 91. He was indeed an extraordinary person: brilliant, articulate, broad-minded, humble but frank and straightforward, civilized, cultured, a riveting raconteur and bon vivant, a sincere friend, a wonderful host, a demanding boss who brought out the best in his subordinates, a true patriot — in short, a unique role model.

Moreover, Doc H, as he was affectionately referred to, exuded class and breeding leading some to describe him as “the last of the Tories” and even “the last of the Anglo-Indians”. But in fact he was deeply imbued by 'Pashtunwali, Pakistaniyyat and Insaaniyyat'. Pashtunwali reflected the fact that he was from Khyber Pakhtunkhwa. His patriotism and humanity were his hallmarks. Doc H saw the larger picture and the longer-term imperatives of foreign policy. He wasn't always appreciated and he suffered at the hands of inferior political superiors. He was similarly at times misunderstood by the often simple-minded and less than sincere security establishment. But, while sometimes disheartened and even driven to questioning his own judgment, he never compromised on the integrity of his assessments or the realism and quality of his recommendations.

India is arguably the most challenging assignment for a Pakistani diplomat. This is not just because of the state of India-Pakistan relations, but also due to the

often narrow range of feasible policy options open to the smaller country. Accordingly, the measure of Doc H's standing is indicated by some of the comments of Indian intellectuals and diplomats. Amitabh Mattoo observed “even his formidable adversaries within the Indian establishment spoke of his generosity in thought and action”. Mattoo noted, “As high commissioner to India and foreign secretary of Pakistan he believed the two nations can resolve their issues if India has a larger heart and Pakistan develops a more thoughtful head.” He went on to observe, “the Indian subcontinent has lost a wise almost sagely soul who was also a formidable diplomat, a thinker of high caliber and a genuine humanist.” Even the rather hawkish former Indian high commissioner to Pakistan, Parthasarathy, conceded Dr Humayun Khan “was a class apart”.

Nevertheless, Doc H was critical of India's “un-understanding” attitude towards Pakistan. For a big country India demonstrated “a small heart”. It often displayed a “small mindedness” towards its smaller neighbor. India had not yet developed the “personality of a great power”. Indira Gandhi, who was India's prime minister at the time, had a special animosity towards Zulfikar Ali Bhutto whom she blamed for having deceived her at Simla where he allegedly promised to work towards converting the Line of Control into an international border. (In fact, Bhutto bluntly told the Indian prime minister that if he were to accede to her demand she would have to deal with his successor.)

Ashraf Jahangir Qazi

(Courtesy THE DAWN 30, September 2022)

REMEMBERING DR. PENNELL

SELECTION FROM SOCIAL MEDIA BY ISRAR KHAN

Dr Pennell Wearing Pathan Dress, This Was His Usual Costume In Bannu, 1908 (c).

(This Image Is Restored And Watermarked By East India Company And Raj Research Group.)

Theodore Leighton Pennell, the Man Who Brought Football to Bannu And Much Of North-West Frontier.

Theodore Leighton Pennell (1867–1912), was a Christian missionary and doctor who lived among the tribes of Afghanistan. He founded Pennell High School and a missionary hospital in Bannu in the North-West Frontier of British India, now Pakistan. For his work he received the Kaisar-i-Hind Medal for public service in India. He published a work on his life under the title Among the wild tribes of the Afghan frontier in 1908.

Born in England in 1867, Theodore Pennell was educated at Eastbourne College and qualified as a doctor (MB, MRCS, LRCP) in 1890, completing his MD and FRCS in 1891. He offered his services to the Church Missionary Society (CMS) in 1890. His father had died during his childhood, so he developed a very close relationship with his mother. When CMS sent Pennell to India, his mother decided to go too, and they both began learning Urdu. They reached Karachi in 1892 and went to Dera Ismail Khan, where Pennell began medical work. He often traveled round the villages, wearing Pathan dress and living with the people. He made his first visit to Tank in 1893 and established relationships with the Masud and Wazir tribes.

In October 1893 he moved to Bannu to present the gospel to travelers to and from Afghanistan. He was fluent in Urdu and Pushtu by then. He combined medical work with public preaching in Pushtu and selling Christian literature, in Bannu and the surrounding villages, accompanied by the first Christian in Bannu, Jahan Khan. The mullahs strongly opposed his work, warning people not to accept his medicine. The mullahs tried to drive people away by telling them that the medicines contained alcohol and pig's blood, and would turn them forcibly into Christians. They also said that if the people were fated to die, then it would be better to die as believers.

Pennell built a small hospital at Bannu with his mother's money. In 1895 he opened a mission boarding school. Several Muslim inquirers showed an interest in baptism, but faced great opposition from relatives and other Muslims. Among his converts were Tayib Khan and Sayyid Badshah. Sayyid Badshah was shot dead soon after making his profession of faith. In

1896, Pennell was invited to visit the bandit Chakki. Pennell shared the gospel with him to such an effect that soon afterwards Chakki left his banditry; he wrote to Pennell: "I constantly meditate on your words and I have given up killing and robbery."

In 1897 Pennell bought a printing press from Lahore and began publishing a newspaper. There was fighting between the British and the Wazirs but Pennell refused to have an armed guard. "Our best defence is our loving relationship with the tribes," he said. "Rifles and other weapons cannot protect us." In 1898 Pennell passed his Persian exams and began studying Arabic. He preached regularly in Bannu bazaar, despite opposition. Once an Afghan bit his finger, but in court Pennell pleaded for the Afghan's release. Later three Afghans became Christians.

In 1901 Pennell began learning Punjabi. In 1903 his disciple, Jahan Khan, went as the first Afghan foreign missionary to the Gulf and East Africa (Mombasa). During 1904 Pennell traveled through the Punjab by bicycle, mixing with the local people, with one Afghan companion. He dressed as a sadhu, and was often penniless. He was amazed at the missionaries' bungalows, more like forts than houses, separating them from the local people, where they sat waiting for inquirers to come to them rather than going out to sit with the people. He was disappointed at the low level of conduct of most Chuhra and Chamar (Untouchable) Christians who had been baptised without inadequate instruction.

As I travelled, I sometimes rejoiced and sometimes was saddened. I rejoiced that in almost every village and bustee I would meet a Christian, and saddened that that so many of

them did not smell like Christians. The missions have the custom of baptising Chuhras and Chamars, and changing their names without examining them, with the result that their misdoings are a blot on the Christian religion.

Pennell was also afraid that concentrating on the Chuhras would deter high caste Hindus and Muslims from coming to Christ. He felt that pressure to produce results in terms of numbers of baptismal candidates was leading to superficial evangelism and slipshod practices, although he acknowledged that many of the Chuhra Christians were worthy spiritual leaders. He was afraid that many so-called Christian workers were "rice Christians", working for the mission for money alone.

In 1908 Pennell became very ill and had to return to England, the first time in 16 years. While there, his mother died. On his return to India he got engaged and married to a Parsee doctor, Alice Sorab ji in 1908. and they had a son.

In 1909 Pennell was again seriously ill in Bannu and on his recovery, he was showered with flowers and congratulations by the local people. On 15 March 1912, a very sick patient was admitted to Bannu hospital with a dangerous infectious illness. Pennell's colleague Dr. William Hal Barnett operated on him, and fell sick himself. Pennell operated on Barnett and he too fell sick. Within a few days, Dr. Barnett died and two days later Pennell also died, conscious to the end and unafraid of death. He died at the age of 45 in 1912, from septicemia leaving his widow. His wife died in 1951, aged 76 years, in Findon, Sussex.